~~۹۹~~

نبوت وراثت انبیاء دلچسپ مکالمہ

م ۳۹۱ ۳۹۲ م

مہرہ کتاب مذہب شیعہ و سنت الجماعت مذکمین

الحمد للہ رب العلمین

در بیان سعادت اقتران رسالہ

مسمے بہ

ثبوت وراثت انبیا

سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم مغفور نے

لکھکر

ریاض نگینہ سے کا
مطبع فیض ساطع

بار اول ۵۰۰ | نمبر رجسٹر ۳۶۸ | قیمت فی جلد ۲ر

یعہ کتاب شیعہ مذہب کی ہر عزیز کے لوگ دیکھین

الحمد للہ رب العلمین

درین زمان سعادت اقتران سالہ

مسمے

ثبوت وراثت انبیاء

سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم مغفور نے

لکھکر

مطبع فیض گنجینہ سے شائع کیا

بار اول ۵۰۰ نمبر رجسٹر ۳۶۹ قیمت مجلد ۲ /

فہرست کتب مطبوعہ ریاض فیض پریس نگینہ ضلع بجنور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
متاع اخیار لتذکرۃ اولی الابصار۔ سورہ یوسف کی تفسیر بطبیق واقعات اہل بیت بطریق مجالس مصائب مین ایک پُر اثر و دلآویز کتاب ہے قیمت	عہ	کتاب ہے قیمت۔	۲ر
تلخیص المصائب۔ مصائب مین نو مجالس ہر مجلس متفرق اک رایج اور مقبول عام کتاب ہے قیمت۔	۱۰	رسالہ تحقیق جدید۔ ایضاً	۲ر
احقاق الحق لابطال الباطل۔ باب اول جلد اول۔ جسمین عبداللہ ابن سبا کی بحث اور حقیقت مذہب شیعہ بڑی خوبی سے دکھلائی گئی ہے قیمت	عہ	رسالہ عطر ایمان۔ ایضاً	۵
ایضاً۔ باب دوم جلد اول۔ قیمت۔	عہ	رسالہ بحث اولی الامر "	۳ر
توشیع مذہب لرد تصدیق مذہب مناظرہ مین لاجواب کتاب ہے قیمت	۸	رسالہ تحقیق متعہ۔ "	۲ر
رسالہ بحث اصول دین مصنفہ میر سجاد حسین صاحب مناظرہ قابل دید		رسالہ ثبوت وراثت انبیاء۔ "	۲ر
		رسالہ بحث قرآن۔ "	زیر طبع
		بنیاد اعتقاد۔ شیعہ بچون کی ابتدائی تعلیم کے لئے عقائد مین نایاب کتاب ہے	۱ر
		بعد حمد ہندی۔ "	۱ر
		قصیدہ نوروز عالم افروز مصنفہ حقیر در واقعات نوروز مدح جناب امیر علیہ السلام۔	۱۰ر
		مثنوی کاشانہ عروس مصنفہ حقیر تعلیم نسوان مین مفید و کارآمد کتاب ہے	عہ
		ہفت بند کاشی۔	-ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید انبیاء و منقبت شیر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیر پر تقصیر
سید سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم و مغفور ساکن موضع بہیرہ ساداتِ
واقعہ ساداتِ بارہ ضلع مظفر نگر اپنے برادرانِ ایمانی کی خدمتِ باسعادت میں عرض
کرتا ہے کہ درینولا ایک رسالہ مسمٰی بہ تائید غیب مولفہ محمد عبد السمیع بنارسی میری
نظر سے گذرا رسالہ مذکور کے (۱۶) صفحہ ہیں۔ اور مطبع جواہر اکثیر بنارس میں چھپا ہے
خلاصہ تمام تحریر کا یہہ ہے۔ کہ انبیاء علیہ السلام کے نہ وراثت ہوتی ہے اور نہ
ورثا، کو اون کے متروکات سے حصہ ملتا ہے پس شیعہ جو کہتے ہیں کہ سیدہ نے
خلیفہ ابو بکر کی کچہری میں دعوی وراثت دائر کیا۔ چونکہ حقیقت میں نبیوں کی وراثت
نہیں ہوتی لہذا سمجھا گیا کہ اون کا دعوی غلط تھا اور خلیفہ ابو بکر صاحب نے جو اس بارہ
میں فیصلہ صادر فرمایا وہ صحیح تھا۔ مولف صاحب نے دو ایک روائتیں اپنی کتب کی
اور ایک روایت کافی کی بہ ثبوت اس کے کہ انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی پیش کی ہیں

روایت کافی یہہ ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہی۔

اِنَّ الاَنبیاءَ لَم یُورِثوا دِرهَماً وَلا دِیناراً وَاِنَّما وَرَثوا اَحادِیث مِن اَحادِیثهم فَمَن اَخذَ بِشیٍٔ مِنها فَقد اَخذَ حَظّاً وافِراً

مولف صاحب لکھتے ہین کہ ہمنے بمشورۂ جناب احباب مولوی غلام حسنین صاحب کنتوری مقیم بنارس کیخدمت مین بغرض جواب اس حدیث کو پیش کیا جس کا جواب اونہون نے یہہ دیا۔ کافی مین باب صفتہ العلم اور فضیلت علم وعلماء مین یہہ حدیث وارد ہوئی ہے۔

عَن اَبِی عَبدِاللّٰہِ قَالَ اِنَّ العُلَماءَ وَرثَة الاَنبِیَاءِ وَذٰلِکَ اِنَّ الاَنبِیَاءَ لَم یُورِثُوا دِرهَماً وَلا دِیناراً وَاِنَّما اَورثوا اَحادِیث مِن اَحادِیثهم الاٰخِرَة

ترجمہ جناب صادق نے فرمایا کہ تحقیق علما وارث ہین انبیاؑکے اور یہہ بات یون ہے کہ انبیاء نے درہم و دینار نہین چھوڑا ہے۔ بلکہ اپنی حدیثین چھوڑی ہیں آخر حدیث تک۔ مراد حضرت کی یہہ ہے کہ علماء نے وراثت انبیاء مین درہم و دینار نہین پایا ہے۔ جیسی کہ وارثان شرعی اپنے مورث سے پاتی ہین۔ اور یا یہ مراد ہے کہ علماء کی واسطے انبیاء نے درہم و دینار وراثت مین نہین چھوڑا ہے بلکہ علم انبیاء کے علماء وارث ہین۔ پس اس حدیث مین وراثت متروکہ کی مراد نہین ہے اس لئے کہ وہ وراثت تو رشتہ دارون کی ہوتی ہے۔ اور عالم دین کی وراثت علمی ہے کچھہ قرابت و رشتہ داری سے تعلق نہین رکھتی ہے کوئی علم دین کسی کنبہ و قبیلہ کا ہو وارث نبی نہ ہوگا دوسرے حدیث مین وارد ہے علماء امتی کانبیاء

بنی اسرائیل خلاصہ یہہ ہے کہ اس روایت سے اور اوس وراثت سے جسکی بنا پر
فدک کا دعوی جناب فاطمہ رضی اللہ نے فرمایا کیا تعلق ہے اس جواب پر
مولف صاحب طالب علمانہ چہ میگوئیان کر کے لکہتے ہین کہ اس حدیث مین
چونکہ لفظ لم یورثو وارد ہوا ہے لہذا سمجہا گیا کہ متروکات انبیاء مین ترکہ وتقسیم نہین
مطلقاً ممتنع ہے۔ بیگانے اور یگانے ہر فرد کیلئے مال متروکہ انبیاء مین وراثت
ثابت نہین اصلی مراد مولف صاحب کی یہہ ہے کہ ورثا و علماء کا حدیث مین کوئی
امتیاز نہین۔ سب برابر ہین۔ جیسیکہ علما کو سوائے حدیث کے کوئی حق نہین۔
ایسی ہی ورثا کو متروکات مین کسی قسم کا استحقاق نہین حدیث عام ہے جو کہ وارث
و عالم دونون پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ چونکہ جناب مولانا و مقتدانا السید غلام حسنین صاحب
کنتوری نے حدیث کافی کی اصلی حالت بیان فرما دی تہی۔ لہذا یہہ بحث قابل
اسکے نہی کہ طول دیا جائے۔ مگر مولف صاحب نے اپنی توجیہ غیر وجیہ پر بڑا
ناز کیا ہے۔ اور بمقابلہ جناب مولانائے ممدوح الوصف گویا بزعم خود میدان مار لیا ہے
نظر بران مجہکو ضرورت داعی ہوئی کہ اس معاملہ کی حقیقت واصلیت ظاہر کر دون
تاکہ مومنین واہل تحقیق کو اوس سے فائدہ پہونچے نظر بواقعات نام اس رسالہ کا

تحقیق وراثت انبیاء رکہا گیا واضح رائے ارباب ایمان ہو کہ اصل
اس معاملہ کی یہہ ہے کہ شیخ حبیب احمد سہارنپوری نے مذہب شیعہ
اختیار کر کے ایک مضمون علماء اہلسنت کی خدمت مین باین خلاصہ پیش کیا
کہ رسالہ مجادیہ کو جو کہ مثبت کفر و نفاق شیخین بروئے کتب سنیہ ہی باطل
کر کے خلفاء کا دنیا سے با ایمان جانا ثابت کرو اور تینتیس سوال کا جواب دو۔

ہر تینتیس ۳۳ سوال اپنے اپنے مقام پر کتب اہلسنتہ مین موجود ہین علماء سہارنپور نے
اوسکا جواب دیا کہ تینتیس ۳۳ باتون جو ہماری کتب مین درج ہونا بیان کیا ہے۔
یہہ بالکل غلط ہے۔ منجملہ ان کے ایک بات بھی ہماری کتابون مین درج نہین۔
جہانتک کہ اون کے قلم مین زور تھا انکار مین بہت اصرار کیا۔ مگر رسالہ سجادیہ کی
بابت انکار و اقرار ہان ہون کچہہ نکیا۔ جس سے سمجھا گیا کہ اونکو تحقین کی
با ایمان مرنے سے بڑھ مضامین رسالہ مذکور ہاتھ دستی ہے۔ اور کیون نہو اسی
رسالہ پر سنہ ۱۹۰۴ء مین بمقام بہٹرہ سادات حقیر خانہ پر بڑا بھاری جلسہ
علما ہوا تھا۔ اور چند مغز علماء سنتہ دیوبند و سہارنپور و امروہہ وغیرہ اطراف
عالم سے جمع ہوئے تھے۔ مگر ایسی خاموشی ہوئی کہ آج تک باوصف انقضای مدت
کسی کو جرأت جواب نہین ہوئی بالجملہ اوس انکار نامہ سنیہ کے جواب مین
فرزند علی صاحب ساکن بوڈہانہ ضلع مظفرنگر کی جانب سے تحیف نے ایک
اشتہار مسمے بآئینہ حق نما نکالا اور ہر تینتیس ۳۳ سوالات کی نسبت ہر سوال کے
محاذی لکھدیا کہ یہہ مضمون فلان کتاب مین ہے اور یہہ فلان مین ساتھہ ہی
بنظر اطمینان مزید یہہ بھی لکھدیا کہ جو شخص کتب مین مضمون محولہ کا نہ ہونا ثابت
کردے گا اوسکو مبلغ صہ۵ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ آج تک کسی
سُنّی سے اوسکا جواب حسب قیود و شرائط مندرجہ اشتہار نہین ہو سکا۔ اور
نہ انشاء تعالے تاقیامت ہوگا۔ اوسی اشتہار پر مولف صاحب بھی معترض
ہوئے ہین۔ نہ رسالہ سجادیہ کو باطل کر کے اپنے بزرگون کا ایمان ثابت کیا
اور نہ اون تیس ۲۹ نمبرون کی نسبت قلم اوٹھایا۔ چونکہ اوس اشتہار مین قید کر کے

ذکر تھا۔ لہذا آپ قلم لے بیٹھے کہ ہم آئینہ حق نما رکا جواب لکھتے ہین
قدرت خدا ایسے حضرات اور آئینہ حق نما کا جواب اگر اعل سنت ہزار ہا سال
سنگ خارا پر سر مارین گے تو حسب قیود و شرائط مندرجہ اشتہار جواب

نہ لکھ سکینگے۔ اگر علمائے اہلسنت کو کچھ حیا و دنیا ہے تو رسالہ استجاد یہ کا
جواب لکھکر کفر و نفاق کی لپیٹ دار زنجیر سے اپنے پیشوایان دین کو
چھوڑائین۔ ذرہ دیکھین تو سہی ہمنے کیسے پیچ پیچ چرہا کر شیخین کو کذب
و غدر و خیانت کی زنجیر مین جکڑ بند کرکے حاتھہ پیر باندھکر لٹکا رکھا ہے
کیونکہ اہل بطیع و تقلد وہ ہے جو اپنے بزرگون کے جسم سے کفر و شرک
و بدعت کے میلے کچیلے کپڑے اوتار کر صاف و شفاف لباس پہنائے۔
مؤلف صاحب تائید غیبی کے صفحہ (۲) سطر ۸ و ۹ پر لکھتے ہین کہ
اشتہار آئینہ حق نما مین جو کتابون کے نام لکھے ہین وہ اکثر ایسے ہین
کہ جن مین صحت کا اہتمام نہین کیا گیا عند المحققین ہر روایت اون کی لائق
اعتماد نہین۔ الخ
مؤلف صاحب کا بہت خوشی کے ساتھہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
کہ کتب مندرجہ اشتہار آئینہ حق نما کی نسبت آپنے یہہ نہین لکھا کہ یہہ کتابین
در اصل ہمارے نہین ہین۔ ویسی ہی شیعہ نے فرضی نام گڑھ گڑھ کر ہمارے
گلے سے باندھ دے ہین۔ تحریر بالا سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ کتابین تو ہماری ہین
مگر جھوٹی ہین۔ لائق اعتماد نہین۔ نیز جبکہ بقول مؤلف صاحب منجملہ کتب محولہ
آئینہ حق نما کی اکثر کتابین قابل اعتبار نہین۔ تو ان مین سے کمتر ضرور قابل فخر و تبلیغ

موتلف پر فرض تھا کہ ہر کتاب کے محاذ مین لکھدیتے کہ یہہ یہہ کتابین فلان
فلان وجوہ سے لائق تمسک واحتجاج نہین - بہرحال وہ ہی کمترکتابین
جنکا تکاہوا موتلف صاحب کو تسلیم ہے حقیقت شیعہ وابطال مذہب سنیتہ
کیلئے کافی ہین - بنظر واقفیت عامتہ الناس عرض کیاجاتاہے - کہ اوسی
آئینہ حق نما مین کتاب التمعۃ بخاری ومسلم وبعض شروح صحیحین مثل فتح باری
ودیگر کتب صواعق محرقہ وکنزالعمال وتذکرہ خواص الائمہ ابن جوزی وتفسیر
ثعلبی وروضتہ الاحباب وحبیب السیر وشواہد النبوۃ وغیرہا درج ہین -
نہ معلوم انمین سے ہمارے حضرت کے نزدیک کوئی معتبر ہے یا نہین -
بخاری ومسلم کی نسبت بدظنگی ظاہر کرنے مین شاید جوش سنیت مانع ہو -
پس وہ ہی باتین تسلیم فرمائی جائین جو کہ بحوالہ صحیحین دکھلائی گئین ہین نمبر
۲۵ و ۲۶ - آئینہ حق نما - پر یہہ بات مسلم وبخاری سے درج کیگئی ہے -
کہ سیدہ ابوبکر سے ایسی ناراض ہوئین کہ بالکل ترک کلام کردیا - اور وصیت
کی کہ ابوبکر میرے جنازہ پر نہ آئے - اہلسنتہ کے محجوب ہونے کیلئے
محض اتناہی کافی ہے - اگر موتلف یا اون کے ہم خیال مرد میدان ہین
تو آئینہ حقنما کے مضمون کو پڑھکر جواب دین تب سمجھا جائے گا کہ وہ بھی کوئی
چیز ہین - اور کسی قطار مین شمار ہوسکتے ہین - اشتہار مذکور کا جواب دینا
بچون کا کھیل اور مونہہ کا نوالا نہین ہے - مشتہر اول نے اوسپر پچیس ہزار
روپیہ کی بازی لگائی ہے -
میر مظہر حسن صاحب رئیس امروہہ بذریعہ رسالہ حمایت الایمان آئینہ حقنما کے

جواب دینے والے کے لئے ایک لاکھہ کا انعام شائع کر چکے ہین۔ مولّف صاحب ہم خرما و ہم ثواب سمجھکر بعد پورا جواب دینے کے پچیس ہزار بلکہ ایک لاکھہ لین۔ اور کشتی سنیت کو جو کہ موج آفات کی صدمات سے ٹکرہ ٹکرہ ہوگئی ہے درست کرین۔ ورنہ سمجھہ لین کہ اقتدار مذہب سنیہ جہلا کی نظر سے بہی گر گیا۔ مولّف صاحب اپنی رسالہ کے صفحہ (۲) سطر (۹) پر ارشاد فرماتے ہین۔ کہ قصّہ فدک مفتریات شیعہ سے ہے۔ متروکات انبیاءً کچھہ نہین ہوتی جن سے اون کے ورثا کوئی فائدہ اوٹھائین۔ انبیا کا متروکہ جو کچھہ بہی ہے وہ علم فقہ و حدیث ہے۔ درہم و دینار نہین ہوتے۔ کرمانی شرح بخاری کے صفحہ (۵) و (۶) پر یہہ دلیل لکھتے ہین اگر شاید کسی کو یہہ خدشہ گذرے کہ کیا وجہ ہے کہ انبیاء کرام کے متروکہ مین میراث نہین ہوتی سو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق نے پیغمبرون کے مال مین احکام میراث نہ ہونے کی یہہ حکمت رکھی ہے تا لوگو معلوم ہووے کہ پیغمبرون کی محنت و جانفشانی صرف خدا ہی کے واسطے تھے دنیا کی کچھہ محبت و خواہش نہ تھی۔ یہان تک کہ اولاد اور وارثون کو بہی متاع دنیا سے کچھہ حصّہ نہین۔

دوسری حکمت یہہ ہے۔ کہ اگر کوئی یہہ آرزو کرتا کہ بعد پیغمبر کی وفات کے ہم مال کے وارث ہون گے۔ تو اس خیال بد یعنے پیغمبر کے موت کے آرزو کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

مولّف صاحب نے جو عبارت صدر سے اہلسنت کا عقیدہ بیان کیا ہے

اوسکا صاف یہہ مطلب ہے کہ اگر انبیا پس از وفات خود کوئی جائداد چھوڑین تو عام نگاہون مین اقتدار رسالت قایم نہ رہی - اور ورثا بالطبع قایم مقامی طالب مرگ مورث ہوکر سیدہے جہنم کو چلے جائین - بظاہر یہہ بات دلفریب معلوم ہوتی ہے اور جہلار کو بہک جانیکے لئے تو عمدہ اور قوی دلیل ہے - مگر تہوڑا سا غور کرنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ شاید اس سے ضعیف و رکیک کوئی دوسری بات نہ ہو - کیونکہ حسب بیان جناب ابوبکر آنحضرت نے فرمایا ہے - کہ

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءُ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرِثُ وَمَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ

یعنے ہم گروہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوتے ہین اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو چیز کہ ہم ترک کرتے ہین وہ صدقہ ہے - یعنی ہمارے وارثون کو اوس سے بہرہ یاب ہونا حرام ہے اور ہم نشینون اور دوستون کے لئے شیر مادر سے زیادہ سریع الہضم ہے - اس سے ظاہر ہوگیا کہ انبیا کے متروکات صدقہ ہوتے ہین - نہ معلوم انبیا نے بقول جناب رسالت مآب کچہہ جائداد چہوڑی ہوگی او زہد و اتقا کی نسبت اوسوقت کے لوگون نے کیا خیال کیا ہوگا - اور خود سالتمآب کے بارہ مین کفار قریش و دیگر مخالفین اسلام کے دل مین ایک بڑی جائداد فدک کے چہوڑنے سے کیا مظنہ پیدا ہوا ہوگا غالبًا نے طماع سمجہہ گئے ہونگے پاک و بے لوث تو اوسی وقت یقین کئے جاتے جب کہ گہر مین خلال کیلئے ایک تنکا نچہوڑتے - سوائے ازین جو آفت کہ ورثا کو پیش نظر تہی وہ ہی مریدون اور چیلون کو درکار ہے - جیسے کہ وارث بامید مرگ نبی کافر ہوتے ایسے ہی صدقہ خور مصاحب گرفتار زنجیر کفر نظر آتے ہین - بہرحال مفت خورے

آدمیون کی طبیعت مین ہی نسل ورثا یہہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ کب نبی صاحب
دنیا سے بوریا بستا اوٹھائین - اور ہم سہم تصدق سے جو کبھی ہوئی اشرفیونکو
ترو تازہ کرین - وارث تو ایک وہی جہنم رسید ہوا - مفت خورون کا برا
گروہ دوزخ کا ایندہن نظر آتا ہے - موٴلف صاحب انصاف سے فرمائین
کہ ما ترکناہ صدقہ کہنے مین نبی صاحب سچے ہین یا تاویل فضول و بیجا کرنے
سے کرمانی شارح بخاری - چونکہ یہہ حدیث حسب مذاق الشیعة واقع ہوئی ہے
لہذا اوسکے تمام خرابیون کی جوابدہی اون کے ذمہ ہے - ہم کو سوائے
مذاق و قہقہہ اوڑانے کے اور کچھ سروکار نہین کیونکہ ہم قطعی منکر ہین کہ رسالتمآب
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہرگز نہین فرمایا - کہ ہم گروہ انبیا کا کوئی وارث
نہین ہوتا - خلیفہ ابوبکر صاحب نے سیدہ کے محروم الارث کرنے کی غرض سے
یہہ حدیث بنائی تھی - اگر ابوبکر ایسا فرماتے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم کوئی
جائیداد چھوڑتے ہی نہین جس سے ورثا متمتع ہون تو کرمانی صاحب کی
توجیہہ بظاہر کچھہ صحیح ہوتی - مگر افسوس ہے کہ ابوبکر سبقت لسانی نے ما ترکناہ
صدقہ سے بنا بنایا کام بگاڑ دیا - اور تماشا دیکھئے دروغگو را حافظہ نباشد
موٴلف صاحب کرمانی سے حسب بیان صدر یہہ سند لائے ہین - کہ ترکہ کا
انبیا مین احکام میراث نہ ہونیکی یہہ حکمت رکہی ہے - تا خلق کو معلوم ہو - کہ
پیغمبرون کی محنت و جانفشانی صرف خدا ہی کے واسطے تہی - دنیا کی کچھہ محبت
و خواہش نہ تہی - یہانتک کہ اولاد اور وارثون کو بہی متاع دنیا سے کچھہ حصہ
نہین الی آخرہ اور پہر صفحہ (۳۳) سطر ۱۰ پر لکہتے ہین -

قال ابو ہریرہ لا تقسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد
نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فہو صدقۃ بخاری ومسلم مین

روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول صلعم نے نہ بانٹین گے میرے وارث سونے کے دینار برابر بھی جو چھوڑ جاؤن مین۔ بعد میرے بیبیون کے خرچ کے اور کارندے کی محنت کی سو صدقہ خدا کی راہ مین ملاحظہ ہو کہ روایت کرمانی مین دو شخصون کے لئے امتناع وراثت ہے اولاد اور وارث اور کوئی شک نہین کہ بی بی داخل ورثا ہے مگر ابو ہریرہ بی بیون کا نان نفقہ اور کارندہ کی تنخواہ جائز بتلاتے ہین نہ معلوم ان دونون مین کون سچا ہے۔ اہلسنت کا تمام تر اہتمام یہہ ہے۔ کہ اولاد کا حصہ نہین، یعنی فاطمہ محروم ہین۔ کارندے لوٹین کھائین ازواج مزے اوڑائین۔ گر فاطمہ ایک کوڑی نہ پائین۔

چونکہ مولف صاحب نے معاملہ فدک کو معتبرات شیعہ سے قرار دیکر اس بات کو بزعم خود ثابت کیا ہے کہ انبیاء کی وراثت مالی نہین ہوتی اور بجائے خود اونہون نے جہلاء شیعہ کو یہہ باور کرانا چاہا ہے کہ اس عنوان وقطع کی بحث مین گویا وہ متفرد ہین۔ چنانچہ رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۳) سطر ۱۰ پر لکھتے ہین کہ مجھکو مولوی غلام حسنین صاحب مجتہد شیعہ سے دریافت کرنے مین یہہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ مباحث افراط و تفریط سے قطع نظر کرکے یہہ امر متحقق ہونا چاہئے کہ متروکات انبیاء مین احکام میراث جاری ہونگے یا نہین الخ۔ اس فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولف صاحب نے

اور سب باتین چھوڑ کر تمام بحث کا لب لباب قوتِ عقلی سے یہہ ہی نکال لیا کر وراثت انبیا قابلِ توزیع و تقسیم ہے - یا نہین - قرینۂ کلام خود تبلا رہا ہے کہ مولّف صاحب کو اس بحث مین دعوائے جدّیت و فرویت ہی لہذا بنظر سہولت و فہم مطلب اس عاملہ مین تنقیحات ذیل نکالی جاتی ہین - تا کہ مولّف صاحب کی تمامتر حقیقت ظاہر ہو جائے کہ اون کی تحریر کہان تک قابل قدر ہے ❖

(۱) یہہ کہ درباب عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیا جو تقریر مولّف صاحب نے کی ہے یہہ نئی ہے یا پُرانی -

(۲) یہہ کہ معاملہ فدک ایسا بے وجود و غیر وقوعی ہے کہ جسپر کوئی تنازعہ نہین ہوا اور محض شیعہ کا ساختہ و افترائی مضمون ہے -

(۳) انبیا کی متروکات سوائے علم و حدیث کی اور کچھہ نہین ہوتی

(۴) آیہ یوصیکم اللہ نبی و غیر نبی دونون پر شامل ہے یا کہ نفس نبی اوس سے مستثنیٰ ہے -

(۵) لفظ لم یورثو مستدلہ مولّف سے عام وراثت کی نفی ہوتی ہے یا کیا -

تنقیح اوّل

(یہہ کہ درباب عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیا جو تقریر مولّف صاحب نے کی ہے یہہ نئی ہے یا پُرانی) -

واضح رائے ارباب خرد ہووے کہ درباب نفی وراثت بترکۂ انبیاء جو تقریر موءلف صاحب کی ہے یہہ بہت پرانی ہے۔ ہر جزو کلام بہہ کہنگی ایسا کمزور ہے کہ جیسا زنگ خوردہ لوہا یا دیمک کہایا ہوا کپڑا۔ موءلف صاحب کا اسمعا ملہ مین اتنا بہی تعلق نہین کہ جتنا ماش کو سپیدی سے ہوتا ہے۔ تحفہ کے باب دہم مین جو ابو بکر کے بارہوین طعن کا جواب شاہصاحب نے جواب نوکر تراشیدہ فرمایا ہے اوسمین بالکل حرف بحرف وہی تقریر کی ہے جسکو موءلف نے بدعوائے انانیت درج اوراق فرمایا ہے۔ انتہی۔ نوّے برس کا زمانہ گذرا کہ تحفہ کے باب دہم کا جواب بذریعہ کتاب مستطاب تشیید المطاعن دیا گیا ہے۔ آجتک کسی عالم اہلسنت کو یہہ حوصلہ نہین ہوا کہ اوسکے جواب مین قلم اوٹھاما پس ایسے مقدوح ومجروح استدلال پر موءلف صاحب کا مستدل ہونا عقلائے زمانہ سے سارٹیفکیٹ جہالت حاصل کرنا ہے۔ حضرات اہلسنت کا قاعدہ ہے کہ تحفہ کے جوابون کو نہین دیکہتے۔ یا دیکہکر بہاری پتہر سمجہہ کے چہوڑ دیتے ہین۔ مگر بنظر جہلاء مردم فریبی سے اپنا رنگ جمانے اور کہانے کمانے کی غرض سے اونہین مضامین کو جو کہ بارہا رد ہو کر لوگون کے ذہنون سے محو وسہو ہو چکے ہین۔ لکہہ لکہکر افراد مصنفین مین اپنا نام درج کراتے ہین۔ پس واضح ہو گیا کہ موءلف تائید غیبی نے کوئی نیا مضمون نہین لکہا۔ بلکہ سید کا بسمر لیسی صاحب تحفہ وہی پورا نا رد شدہ مضمون حوالہ قلم فرمایا ہے۔ تعجب ہے کہ جناب

مولانا و مقتدانا السید غلام حسنین صاحب کی جدا علٰے صاحب تحفہ کے استدلال کو باین عنوان تشئید المطاعن مین باطل فرمائین - کہ جن کا کچھہ جواب نہو - اور عزیز دھلوی کی اذناب و اخلاف وہی مضمون مُرده و مولوی صاحب ممدوح کے سامنے بغرض جواب پیش کرین - کسی سُنی کو یہہ استحقاق نہین کہ تحفہ سے مضمون لیکر شیعہ کے سامنے پیش کرے - کیونکہ بقول مشہور جو یکبار گفتی مگو بار ہا - بحمد اللہ مؤلف صاحب نے جو دہوکہ سے دعوائے تفرد کرکے اپنا نیا رنگ جمایا تہا اوسکو ہمارے ترشّح کلام نے ایسا اور دیا کہ جیسے صیقل زنگ آلود لوہے کو صاف کر دیتی ہے -

تنقیح دوم

یہہ کہ معاملۂ فدک ایسا بے وجود و غیر وقوعی ہے کہ جسپر کوئی تنازعہ نہین ہوا اور محض شیعہ کا ساختہ و افترائی مضمون ہے

مخاطب صاحب قصّہ فدک کو رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۲) سطر (۹) مفتریات شیعہ سے قرار دیتے ہین اور حاشیہ صفحہ ۶ پر لکھتے ہین کہ قصہ فدک علمائے اہلسنت کے نزدیک محض بے اصل ہے - اہل عقل غور فرمائین کہ اگر باہمی سیدہ و ابوبکر صاحب امر فدک مین کوئی نزاع واقع نہ ہوا تھا تو حدیث نحن معاشر الانبیاء کے پیش کرنے خلیفہ صاحب کو کیون اور کب اور کسجگہہ ضرورت داعی ہوئی تہی - کتب اہلسنت مین بحوالہ ابوبکر حدیث مذکور کا نقل ہونا خود اسبات پر دلالت کرنے والا ہے - کہ کسی نزاع وراثت مین

ابو بکر صاحب کو اس حدیث کی بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی ہرچند کہ معاملہ فدک کو اکثر بلکہ تمامتر مورخین و مفسرین و متکلمین سنیہ نے نقل فرمایا ہے مگر حقیر اسجگہ بسبیل اختصار دو تین علمائے اہلسنت کا بیان نقل کرتا جاتا ہے جن کے معتمد ہونے مین کسی سنی کو جائے کلام نہین شاہ صاحب تحفہ کے باب دہم مین ابو بکر صاحب کی بارہوین طعن کا اسطرح جواب دیتے ہین کہ شیعہ جو کہتے ہین کہ ابو بکر فاطمہ را از ترکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ پدر او بود میراث نداد - پس فاطمہ گفت اے پسر ابو قحافہ تو از پدر خود میراث گیری و من از پدر خود میراث نگیرم کدام انصاف است و در مقابلہ فاطمہ بروایت یک کس کہ خود ش بود احتجاج نمود - و گفت کہ من از رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیدہ ام کہ میفرمود کہ ما مردم کہ فرقہ انبیا باشیم نہ از کسی میراث میگیرم و نہ کسی از ما میراث میگیرد - حالانکہ این خبر صریح مخالف نص قرآن است - و یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین زیرا کہ این نص عام است شامل است نبی و غیر نبی را و نیز مخالف نص دیگر است کہ وورث سلیمان داود - وھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب - پس معلوم شد کہ وارث انبیا ہم می شوند و از ایشان ہم وارثان ایشان میراث میگیرند - جواب ازین طعن آنکہ ابو بکر منع میراث از فاطمہ محض بجہت شنیدن این نص از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نمود نہ از جہت عداوت فاطمہ - شاہ صاحب تمام طرز طعن کو تسلیم فرما کر جوابدہ ہوئے ہین - کہ ابو بکر نے کسی عداوت کیوجہ سے فاطمہ کو ورثہ سے محروم نہین کیا - بلکہ محض حدیث کے سننے سے اس عبارت سے پورے

طور پر واضح ہو گیا۔ کہ مقدمہ وراثت دائر ہوا آیہ یوصیکم اللہ و دیگر آیات الٰہ
وراثت پر بحث ہوئی خلیفہ نے اپنی سنی ہوئی حدیث پر عمل کر کے مقدمہ ارث کو
ڈسمس کیا۔ کوئی جاہل دنیا میں ایسے معاملہ کو بے اصل و افترا شیعہ بتلا سکتا ہے
نہیں ہرگز نہیں۔ اس معاملہ کو وہی غیر وقوعی کہہ سکتا ہے کہ جسنے نہایت اہتمام
سے حق پوشی و ناحق کوشی پر دوہرے پٹکے سے بہت مضبوطی کے ساتھہ کمر باندھ
لی ہو۔ اور سنئے شاہ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکواۃ میں لکھتے ہیں

و مشکلترین قضیہ معاملہ فاطمہ زہرا است زیرا کہ اگر گوئیم کہ وی جاہل بود باین سنت (یعنی عدم وراثت
انبیاء) بعید است و اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتاد او را استماع این حدیث از آنحضرت مشکلتر میشود
کہ بعد از استماع این حدیث از ابوبکر و شہادت صحابہ بدان چگونہ
قبول نکرد۔ و در غضب آمد و اگر غضب وی پیش از استماع حدیث بود چرا بر نگشت
از غضب تا آنکہ امتداد کشید و تا زندہ ماند مہاجرت کرد ابوبکر را انتہی۔ تعجب ہے

کہ جس معاملہ کو باین عبارت واضحہ شاہ صاحب و عبد الحق صاحب درج کتب
کریں وہ بے اصل محض و افترا شیعہ بیان کیا جاوے۔ اہلسنت کو لازم ہے
کہ ایسے بعض گواہوں کاذبوں کے بیانات واہی پر کبھی اعتنا نکریں اون کی نسبت
یہہ ہی خیال کریں کہ اپنا پیٹ پالنے اور خلایق کے گمراہ کرنے کی غرض سے
گنواروں میں بیٹھکر جھوٹ طوفان بکنے والے ہیں چونکہ معاملہ فدک بقول
شاہ عبد الحق صاحب ایک معاملہ مشکل و قضیہ لاحل ہے۔ لہذا علماء اہلسنت کا
ابوبکر کو منع ارث سے سطرح بچانا مشکل ہو گیا تب یہہ سوچا کہ اصل معاملہ کو
وجود ہی سے انکار کر دیا جاوے تاکہ ابوبکر سنگ مطاعن کے بوجہہ سے بچ جائیں

مگر اب باتین بنانے سے کیا ہوتا ہے۔ واقعات گذشتہ تاریخ نویسون کے قلم سے نکل گئے۔ مناظرین کے بحث مین ایک ایک بات سو سو دفعہ چھیڑی گئی۔ اب سوائے اس کے اور کچھ نہین ہو سکتا۔ کہ دل کو مسوس اپنے ہرون کو کوس کاٹ کر چپ ہو رہین۔ جتنے جتنے وقت نظر کرین گے اوسیقدر دام کلام مین پھنسے جائنگے۔ بحمد اللہ جو تقریر کہ مؤلف صاحب نے کی تھی وہ اون کے گلے کا پھندا اس عنوان سے ہو گئی۔ کہ ہزار ناخون تدبیر کھساتین۔ مگر انشاء اللہ ایک گرہ نہ کھول سکین گے۔ معاملہ فدک کو اگر سوائے مؤلف صاحب کوئی بے اصل و افترا شیعہ بیان کرتا تو مین اوسی کو بے اصل و بے وجود و مفتری کہدیتا۔

تنقیح سیوم

انبیا کے متروکات سوائے علم و حدیث اور کچھ نہین ہوتے۔ جناب فاطمہ علیہ السلام کا وراثتاً باجلاس ابوبکر صاحب مقدمہ دائر کرنا اون لوگون کے نزدیک جو کہ سیدہ کو نیک و پاک والواثِ خود غرضی سے صاف و مبرا جاننے والے ہین بلا حجت و تکرار اسبات کا یقین دلانے والا ہے۔ کہ متروکات انبیاء ضرور ہوتے ہین۔ اور اون کے ورثاء شرعی اپنے اپنے سہام اسطرح پاتے ہین۔ جیسے کہ جمیع مخلوقات الٰہی کی اولاد اپنے مورثان سے بہرہ یاب و منتفع ہوتے ہے۔ اگر بخلاف آیہ یوصیکم اللہ جسمین بیٹے کے دو حصّہ اور دختر کا ایک حصہ مقرر کیا گیا ہے نبیون کے مال مین احکام وراثت جاری نہ ہوتے۔ تو کبھی یقین نہین کیا جا سکتا کہ

جناب فاطمہ باین زہد و پرہیزگاری اموال تصدقات کے اکتساب مین جو کہ
اونپر قطعی حرام تھا کوشش فرماتین اور نہ جناب امیر علیہ السلام جیسے اعلم انکار
آیات قرآن سے احتجاج فرماکر حسب روایت مسلم و بخاری بقول عمر ابو بکر کو
اسی مقدمہ مین فیصلہ خلاف مراد سیدہ دینے سے کاذب غادر و خائن و غیرہا
سمجھتے ۔ اکثر کتب اہلسنت مین لکھا ہے کہ جب فاطمہ و خلیفہ صاحب مین
نفی و اثبات وراثت انبیا کا جھگڑا پیش ہو کر سخت محاجہ روبکار ہوا ۔ تب حلال علم
اولین و آخرین و اثقل ثقلین و قرآن ناطق یعنی امیر المومنین علیہ السلام نے
فرمایا کہ اے ابو بکر خلاف قرآن کیون کج بحثی کر رہے ہو ۔ غریب و امیر و شاہ
و وزیر و بیٹی و شقی سب کی اولاد نے اپنے مورثون کا ترکہ پایا ہے ۔
چونکہ مجھکو اختصار مد نظر ہے ۔ لہذا کنز العمال کے جو کہ عند السنیہ
معتبر ہے بتائید مضمون بالا عبارت پیش کرتا ہون ۔

عن ابی جعفر قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر تطلب
میراثہا وجاء عباس ابن عبد المطلب یطلب میراثہ
وجاء معہا علی فقال ابو بکر قال رسول اللہ صلعم
لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فقال علی وورث سلیمان
داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من ال یعقوب
قال ابو بکر اھو ھکذا وانت واللہ تعلم مثل ما اعلم
فقال علی ھذا کتاب اللہ ینطق فسکتوا وانصرفوا ۔

درحالیکہ حضرت امیر نے حسب تسلیم صاحب کنز العمال وراثت انبیا کا

قرآن سے ثبوت دیکر سیدہ کے بیان کو تقویت دی تو کیا اجگہ یہ کہا
جاسکتا ہے کہ حضرت امیر نے اغراض ذاتی کو دخل کر بخیال اتباع سیدہ
آیات قرآنی کی تعبیر خلاف مقصود خدا کی - رسول پاک ہدایت امت کیلئے
دو چیزین چھوڑین ایک قرآن اور دوسرے اہلبیت - سردار اہلبیت
کہین کہ اس آیت کی یہ معنی ہین - اور اجنبی لوگ اوس کے خلاف
بتلائین - تو اب امت کو کسکا اتباع کرنا چاہیے - آیا واقف اسرار قرآن کا یا
اون لوگون کا جو حسب تصریح کتب سنیہ بسم اللہ و الحمد اللہ و سبحان اللہ
کے بھی معنی نجانتے تھے - (دیکھو رسالہ تقریر دلپذیر مؤلفہ حقیر) حضرت امیر
کے استدلال پر وہی شخص نکتہ چینی کرسکتا ہے جسکو عقل و ایمان سے اصلا
بہرہ نہو اور جسے بقول مولوی روم نے

تو بتاریکی علی را دیدہ	زان سبب غیری برو بگزیدہ

حضرت امیر کو احول چشم ہوکر دیکھا ہو شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ میں لکھتے
ہین کہ (ہرکہ غزوہ خیبر با تاریخ تحریم متعہ گوید گویا دعوائے غلطی در استدلال مرتضوی
می کند و این دعوی شاہد جہل و حمق اوست) - پس جبکہ حسب تسلیم علمائے سنیہ
حضرت امیر مستدل بوراثت انبیا ہوئے ہین تو اوس استدلال پر چون وچرا
کرکے یمین و شمال جانا بقول شاہصاحب جاہل و احمق بنتا ہے -

اب مین اس معاملہ کی اصل حقیقت بیان کرتا ہون تا کہ ہر شخص کے ذہن نشین
ہوجائے - فدک زمانہ حیات رسول صلعم سے بروئے ہبہ زیر قبضہ سیدہ
تھا - جبکہ ابو بکر خلیفہ ہوئے تو اونکو یہ فکر پیدا ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار سالانہ

آمدنی کا بدستِ اہلبیت رہنا ہماری اون تدابیر و پیش بندیون کے خلاف ہے
جو کہ خاندانِ نبوت کے مٹانے مین کیگئی ہین - اگر یہہ کثیر التعداد آمدنی
اون کے ہاتہہ مین رہی خود تو کہانا جانتے ہی نہین سب لِلّٰہ فی اللہ دے
دلاکر لوگون کے طبائع کو اپنی طرف ایسے کہینچے رہین گے - جیسے مقناطیس
لوہے کو - تاوقتیکہ اون کی قوتِ تموّل نہ گہٹے گی خلایق کا میلان خاطر
نہ جائے گا - یہہ منصوبہ کرکے عاملان وکارندگانِ سیّدہ کو تبدیل کرکے
داخل خالصہ کرلیا - سیّدہ نے اس مداخلت بیجا کی واقع ہونے سے بحضور
خلافت مآب استغاثہ پیش کیا - کہ عطیاتِ خدا و رسول کو کیون ضبط
کیا جاتا ہے -

ابوبکر صاحب نے اوس مقدمہ کو قطعی ڈسمس کردیا - اور سند یعنی ہبہ نامہ
جو پیش کیا گیا تہا اوس کو حضرت عمر نے چاک کرکے پہینکدیا -

دیکہو تشیید المطاعن مطبوعہ مطبع مجمع البحرین کے صفحہ   کا حاشیہ
جسپر بروایتِ اہلسنت شق ہبہ نامہ کا تذکرہ ہے - جبکہ یہہ بوجوہ ناموجہہ غیر
مسموع ہوا تب آپنے فرمایا کہ مین ہر طرح مالک ہون - میرے مالکانہ استحقاق
مین تمہاری توجیہات کارآمد نہ ہونگی - ہبہ اگر تمہارے نزدیک صحیح و جائز
نہین ہے تو مین اپنے باپ کے متروکات کی وارثہ ہون - سیّدہ جانتی
تہین کہ اب کوئی موقعہ گفت و شنید مخالفین کو نہ ملے گا - مگر وہان کیا دیر تہی
ذرہ کل ہلائی اور تانبے پیتل کے برتنون کیطرح حدیثین ڈہل گئین - فوراً خلیفہ
صاحب نے فرمایا کہ آپ کیسی وراثت لیتی ہوئی پہر رہی ہین - انکو یہہ بہی

خبر ہے کہ نبیون کے وارث محروم قرار پا چکے ہین - آپ کے بات کے متروکات
اون کی اولاد پر حرام ہین - اور ہم صحابیون پر حلال - سیدہ نے فرمایا کہ کمال
تعجب ہے کہ میرے والد بزرگوار بڑے بڑے مسائل مجھکو سمجھا گئے اخبار آئندہ وفتن
وحوادث کی خبر دیگئے - مگر اس اہم مسئلہ کو جس کا نفع وضرر میری ذات سے
بالخصوص تعلق رکھتا ہے - چھپائے رکھا کبھی ظاہر نکیا - سوائے تمہارے
کوئی اور بھی شہادت دیسکتا ہے - کہ حضرت نے ایسا ایسا فرمایا ہے - ابوبکر
نے جواب دیا کہ کسی کے سامنے حضرت نے نہین فرمایا فقط مجھسے تخلیہ مین
بذیل دیگر راز و نیاز کے فرما گئے تھے -

عند السنیہ یہہ بات مسلم ہے کہ ابوبکر اظہار حدیث مین متفرد تھے -
چنانچہ صاحب ابوبکر کے بارہوین طعن مین لکھتے ہین (کہ چون این خبر را
(یعنے نحن معاشر الانبیاء) ابوبکر خود شنیدہ بود صاحب تفتیش از دیگرے
نداشت - مولوی محمد قاسم نانوتوی ہدیۃ الشیعہ مین لکھتے ہین کہ ابوبکر نے
اسواسطے کہا تھا کہ اونکو اپنی خلافت مین ایسے پیچیدہ مقدمہ کا فیصلہ کرنا تھا -
پس اسیواسطے ظاہر کر دیا تھا - کہ نئے قسم کے مقدمہ فیصل کرنے مین اون کو
دقت واقع نہ ہووے - اور بیدھڑک ہوکر فیصلہ صادر فرما دیوین محمد قاسم
صاحب نانوتوی اک عجیب بات اسی سلسلہ مین لکھتے ہین - فرماتے ہین
کہ جب سیدہ ورثہ پدری سے محروم ہوئین - تو مدینہ مین گھر گھر غل پڑ گیا اس سے
واضح ہوتا ہے کہ قبل از تصفیہ وراثت جملہ سکنائے مدینہ بالعموم اس سے ناواقف
تھے کہ انبیاء ورثا ترکہ پانے سے محروم کئے گئے ہین - غرضکہ اس مین کوئی

شک نہیں ہو سکتا کہ نفی وراثت کی حدیث بیان کرنے مین ابو بکر صاحب کی تنہا
یادداشت نے کام دیا۔

الحاصل چونکہ مقدمہ ہبہ جو کہ اصل اصول منازعہ ہے اوسنے اہلسنت کو ایسا
دائرہ تضیق مین ٹھہایا ہے کہ اوسکے جواب دہی سے قطعاً بند ہو رہے ہین۔
لہذا شاہ صاحب نے لاچار ہو کر تحفہ مین لکھدیا کہ شیعہ جو دعوی کرتے ہین کہ فاطمہ
علیہا السلام نے مقدمہ ہبہ رجوع کرکے حضرت علی وام ایمن و حسنین سے
گواہی دلائی۔ یہہ بالکل غلط ہے۔ دعوائے ہبہ از حضرت زہرا و شہادت
دادن حضرت علی وام ایمن یا حسنین علی الاختلاف الروایات در کتب
اہلسنت اصلاً موجود نیست محض از مفتریات شیعہ است۔ شاہ صاحب
بھی آفتاب پر خاک ڈالنے مین سیاہ آندھی ہین۔ بدیہات اجلہ سے انکار
کردینا گویا اونکا عین مذہب ہے نہ معلوم اس شخص نے کیون دہوکہ دہی پر کمر
باندھ کر سنیون کو مغالطہ دیا (۲۵۔ کتب معتبرہ اہلسنت مین یہ تفصیل تمام تر
لکھا ہے۔ کہ منجانب سیدہ ہبہ کا دعوے پیش ہوا۔ علی وام ایمن وحسنین
نے وقوع ہبہ پر گواہی دی۔ خلیفہ صاحب نے بعد سماعت شہادت
حکم دیا کہ علی ایک مرد ہین اور ام ایمن ایک عورت ہے۔ حسنین ایک
چھوٹے بچے ہین۔ ڈگری کے لئے یہہ شہادت ناکافی ہے۔ آٹھ سات تو
۲۵ کتابون مین درج ہین۔ مگر شاہ صاحب وہی مرغے کی ایک ٹانگ کہے
جاتے ہین۔ کہ افترا شیعہ ہے افسوس ہے دانشمندان اہلسنت پر
کہ ایسی بیہودہ گو آدمی کی تحریر کو سچا سمجھکر کہین جائین کہ شاہ صاحب بہادر نے

یہ لکھا ہے اور وہ لکھا ہے۔ جو شخص اتنی کثیر التعداد کتب کی تحریر سے
انکار کرکے راہ غلط دکھلائے وہ کسطرح عالم دین کہنے کی قابلیت نہیں
پا سکتا۔ بلکہ مخرب و بدراہ کنندہ کہا جا سکتا ہے۔ حقیر نے ہبہ کی بحث کو
رسالہ تقریر دلپذیر میں عجیب صفائی سے بیان کیا ہے۔ جو صاحب
ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ تعالی بہت لطف اوٹھائینگے۔ جن ۲۵
کتابوں میں حال دعوائے ہبہ و شہادت درج ہے۔ اون کی نام مع عبارت
معہ توثیق راویان جناب مولانا مفتی السید محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ
نے کتاب تشیید المطاعن مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ (صفحہ ۲۲۹ پر
نقل فرمائی ہے۔ جسکو اشتباہ ہو دیکھ لیوے۔ منجملہ کتب متذکرہ صدر
دو چار کتابوں کے نام بھی لکھے جاتے ہیں تاکہ واضح ہو جاوے کہ
ایسے ایسے علمائے جلیل الشان نے دعوائے ہبہ کا ذکر کیا ہے جسکو
شاہ صاحب افترا بتلاتے ہیں۔ مغنی قاضی القضاۃ۔ نہایۃ العقول
تفسیر کبیر۔ فصل الخطاب مواقف۔ شرح مواقف۔ وغیرہ وغیرہ
ہرگاہ اتنی کثیر التعداد و معتبر کتب میں تذکرہ ہبہ و گواہی گواہان موصوف
الصدر کا ذکر ہے تو کیا با انصاف سنی صاحبان اسبات کو یقین کر سکتے
ہیں کہ فاطمہ نے ایسا دعوی دائر عدالت کیا جو فی الواقع سچا نہ تھا اور علی مرتضی
و حسنین علیہ السلام نے بنظر اکتساب مال ناجائز جھوٹی گواہی دی۔
پس شاہ صاحب کا ہبہ سے انکار کرنا اور مولف صاحب کا معاملہ فدک کو
بے اصل و افترا شیعہ لکھنا صاف دلالت کرتا ہے کہ ہر دو صاحبوں کو

سوائے عداوت و مخالفت اہلبیت امر دیگر مرکوز طبیعت نہین ہے اگر لقول موٗلف صاحب یہہ معاملات قطعاً ساختہ شیعہ ہین ۔ تو بروایت مسلم و بخاری و دیگر کتب سنیہ سیدہ ابو بکر صاحب سے کیون ایسی ناراض ہوئین کہ تا زندہ رہین کلام نکیا اور وصیت کی کہ ابو بکر میرے جنازے پر نہ آئے جسکو شاہصاحب بہی تسلیم کر کے لکہتے ہین کہ یہہ وصیت غایت تستر و حیا سے واقع ہوی تہی ۔ نکہ ابغض و عداوت سے ۔ سب سے قطع نظر کر کے اہل انصاف سے پوچہا جاتا ہے کہ اگر ابو بکر سے کوئی امر خلاف رضامندی سیدہ واقع نہ ہوا تہا تو لقول شاہصاحب عبد الحق صاحب وغیرہ کے حضرت ابو بکر دروازہ سیدہ پر جا کر کیون عذر خواہ ہوی تہے ۔ کیا مطابق شرع و موافق حدیثِ رسول حکم دینے والے شخص کے ذمہ یہہ بات بہی لازمی ہے ۔ کہ مستغیثون کو منانا پہرا کرے ۔ ابو بکر صاحب کا دروازہ اہلبیت پر جانا عجیب لطف کا رنگ دکہانے والا ہے ۔

اسبارہ مین نحیف نے رسالہ تقریر دلپذیر مین بالکل نئی طرح کی گفتگو کی ہے انشاء اللہ تعالے جو صاحب ملاحظہ فرمائینگے ۔ تازہ پہولون کے دماغ پسند خوشبو سے معطر ہو جائینگے ۔

الحاصل اس تنقیح مین یہہ بحث ہی کہ آیا متروکاتِ انبیا مین وراثت مالی ہوتی ہے یا نہین ۔ لہذا اوس کی تحقیقات کی طرف متوجہ ہوتا ہون ۔ میرے اور نیز اون سب کے نزدیک جو کسیقدر بہی پاس و ادب اہلبیت ملحوظ رکہتے ہین سیدہ کا دعوائے ہبہ و وراثت کرنا اور علی و ام ایمن کا وقوع ہبہ پر گواہی

دینا اور بعد عند التنازع وراثت حضرت امیر کا آیات قرآن سے وراثت انبیا پر استدلال
کرنا بلا حجت وانکار اس بات کا یقین دلانے والا ہے کہ رسول مقبول نے ضرور
سیدہ کو فدک ہبہ کیا تھا۔ اور روبروئے ابو بکر صاحب مقدمہ ہبہ کے بر پا کرنیمین
وہ بالکل صحیح البیان تہین اور گواہان ہبہ نے سچی گواہی دی تہی۔ اور بحث وراثت
مین سیدہ برسر حق تہین اور حضرت امیر قرآن پاک سے وراثت انبیا کی ثابت
کرنے مین راستی پر تہے۔ طمع و لوث ذاتی کو اوس مین ہرگز دخل نہ تہا۔ جو لوگ
کہ سیدہ کو اہل نفسانیت سے جان کر اون کے دعوی کو محمول بطمع کرتے ہین
جیسا کہ مولوی خلیل احمد صاحب مدرس دیوبند مولف ہدایات الرشید نے
لکہا ہے کہ جناب فاطمہ نے بجوش نفسانیت یہہ دعوی پیش کیا تہا وہ البتہ
بخیال حفظ ابوبکر یہہ کہہ سکتے ہین اور کہتے ہین کہ سیدہ نے خواہ جہالت یا طمع
نفسانی سے یہہ دعوی دائر کیا تہا۔ آیہ یوصیکم اللہ کو جناب سیدہ کا دلیل وراثت
مین پیش کرنا خود بتلا رہا ہے کہ وہ باعتقاد خود اوسکو عام خلایق پر موثر سمجہتے
ہین پس فاطمہ کا دعوی کرنا ہمکو یقین دلانے والا ہے۔ کہ متروکات انبیا
مین نفاذ وراثت ہوتا ہے۔ علاوہ ازین آیات قرآن پاک وَوَرِثَ
سلیمان داؤد و رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَ
يَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ کی تفاسیر مین علمائے اہلسنت قایل بوراثت
مال ہوئے ہین۔ تفسیر بیضاوی و تفسیر کشاف زمخشری و ربیع الابرار
و بغوی و تفسیر معالم التنزیل و تفسیر بحر المعانی و تفسیر مدارک و کتاب حیوۃ الحیوان
وغیرہا مین لکہا ہے۔ کہ جناب سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد کے

متروکات سے سوائے دیگر اموال و متاع کے ایک ہزار گھوڑے ملے تھے تمام کتب و تفاسیر کی عبارت نقل کرنا موجب طوالت سمجھکر فقط بیضاوی شریف کی عبارت جسکو اہلسنت نہایت معتبر جانتے ہین۔ نقل کئے دیتا ہون تاکہ حضرات کو کچھہ تو یقین پیدا ہو کہ انبیا بھی وراثت رکھتے تھے۔ اور ورثا نے اون کی وفات کے بعد ورثہ پایا ہے۔ بیضاوی بذیل تفسیر قولہ تعالیٰ الخ اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد رقمطراز ہوئے ہین۔ روی انہ علیہ السلام غزا دمشق ولضیبین واصاب الف فرس وقیل اصابہ ابوہ من العمالقہ فورثہا منہ فاستعرضہا الی اخرہ دیگر کتب و تفاسیر کی عبارات بھی مثل عبارت متذکرہ بالا ہین لیجیے۔ نحن معاشر الانبیا کو دیمک چاٹ گئی۔ اگر تمام انبیا کے ورثا متروکات پدری سے محروم رہے۔ اور رسولان ماسلف کوئی چیز پس از وفات خود نہ چھوڑتے۔ تو بقول مفسرین مذکور الصدر حضرت سلیمان ایک ہزار گھوڑے ترکہ پدری ہین کیونکر پاتے۔ جناب خلیفہ اول سے بڑی غلطی ہوئی کہ اونہون نے اور نبیون کو بھی ساتھہ گھسیٹ لیا۔ اگر اسطرح فرماتے کہ حضرت نے مجھسے فرمایا تھا۔ چونکہ مین خاتم النبیین ہون لہذا مجھکو بارگاہ عزت سے یہہ شرف حاصل ہوا ہے کہ جو ترکہ چھوڑ جاؤن اوسمین اجراء احکام وراثت نہ ہوگا۔ بلکہ بذیل تصدقات سوائے ہمارے خاندان کے دیگر مومنین پر حلال سمجھا جائیگا تو کسیقدر متقلدان ابوبکر کا کام چل سکتا تھا۔ نتیجہ یہہ ہوتا کہ نہ علی انبیاء

ماسبق کے وراثت کا قرآن سے حوالہ دیتے اور نہ ہم بہ ثبوت وراثت مالی
بیضاوی و دیگر تفاسیر کے اوراق اولٹ پلٹ کرتے - اور سنئے حضرت
حسن بصری جو کہ صوفیوں کے پیر مغان ہین آیہ وانی بدایہ ورث سلیمانکی
تفسیر مین وہ بہی وراثت مالی کے قایل ہوئے ہین - دیکہیئے جناب مؤلف
ان معزز لوگون کی نسبت کیا فتوئی دیتے ہین - غالبا یہ ہی کہین گے
کہ آدمی تو معتبر تہے مگر نہ معلوم کیون بہک گئے - یا یہ کہدین کہ شیعہ نے
موقعہ پاکر ہماری کتابون مین اپنی مفید مطلب لکہدیا ہے حامیان ملت
سنیہ بہت کوشش کر رہے ہین کہ کسی حیلہ وتدبیر سے ابوبکر صاحب مصون
عن القدح ہون اور جناب سیدہ پر الزام آجائے - مگر بقول سعدی سانچ کو
کیا آنچ - جسقدر توجیہات بیجا و فضول ولاطایل پیش کرینگے اوسیقدر اسیر
کمند بلا ہوتے جائینگے - ہائے افسوس حضرت عائشہ کا بہی خیال نہین کرتے
کیونکہ بقول سنیہ وہ بہی مثل سیدہ متروکات نبوی کے مدعیہ ہین اگر فاطمہ پر
حرف آیا تو عائشہ صدیقہ مجتہدہ اور عثمان غنی سات سمندر پار اوترکر نہ معلوم کس
جزیرہ مین پہونچ جائینگے - بوکالت حضرت عثمان جناب بی بی صاحبہ بہی آٹہوین
حصہ کی طلبگار ہوئی تہین - بخاری شریف مین درباب حدیث بنتی النظر سارا
قصہ مذکور ہے کہ عائشہ کے بہیجے ہوئے عثمان خلیفہ ابوبکر کے پاس آئے کہ
میری موکلہ کا ترکہ نبی مین آٹہوان حصہ ہوتا ہے - اوسکو دلوائیے ابوبکر نے
اونکو بہی وہ ہی حدیث سنائی - جو سیدہ کے سامنے بیان کی تہی - تعجب ہے
کہ نبی صاحب تمام دنیا کے قصے عائشہ سے تخلیہ مین بیان کر گئے - مگر کبہی اسکا ذکر

نفرمایا کہ ہماری وراثت تم پر حرام ہے - کاش حکم وَاَنذِر عَشِیرَتَکَ الاَقرَبِین
حضرت تبلیغ احکام الٰہی مین کوتاہی نفرماتے - اور محبوب بی بی سے حرمت وراثت
اظہار کر جاتے - تو اونکی پیاری البتہ کو وہ ندامت نہ ہوتی - جو مقدمہ ہارتے وقت
کسی فریق مقدمہ کو ہوا کرتی ہے - سب سے زیادہ عجب اسکا ہے کہ جبکہ عائشہ
دیکھہ چکی تہین کہ فاطمہ تبہی طولانی بحث کے بعد مقدمہ ارث مین ناکامی حاصل
کر چکی ہین - تو انہون نے کس برتے پر مقدمہ دایر کیا تھا - اور عثمان صاحب نے
کس حوصلہ پر وکالت نامہ تصدیق کرایا تھا - شاید باوا کی چہی کو گہر کی حکومت سمجھکر
ایسا کرنے کی جرأت ہوئی ہو - سچی بات یہہ ہے کہ نہ کہین بی بی عائشہ نے دعوی
کیا اور نہ عثمان وکیل بنکر کچہری مین گئے - یار لوگون نے ابو بکر کی عزت بڑہانے
کے لئے ایک مضمون گڑہ دیا ہے کہ وہ ایسی پاک وصاف تہی کہ فاطمہ تو بجائے
خود رہین عائشہ کا بہی پاس نکیا - اور کورا جواب دیدیا اگر کہا جائے کہ سیدہ کے
ساتہہ مخالفت تہی اس جہت سے فدک ندیا تو عائشہ سے کیا خصومت تہی
جس کے دعوی کو سماعت نکیا - اس مضمون کا بناوٹی ہونا خود ظاہر ہے -
ایک مدعی کا دعوی خارج ہو کر مثل داخل دفتر ہو رہی ہے اور دوسرا اوسی بنا پر
رد شدہ پر عرضیدعوی ستے ہوئے عدالت کے دروازہ کو جہانک رہا ہے -
بہلا یہہ بات کسیطرح بہی سمجھہ مین آسکتی ہے - اور اگر دعوائے عائشہ کو صحیح
مان لیا جائے تو اقرار کرنا پڑے گا کہ صدیقہ محترمہ بہی ابا جان کو نقل نحن معاشر
الانبیا مین کچہہ بہت سچا نہ جانتی تہین - اگر راست گو سمجہتین تو بطور اخراج
دعوائے فاطمہ جان لیتین کہ میان والد ماجد سے کہہ گئی ہونگی - کہ ہمارا کوئی

وارث نہین ہے عایشہ کے دعویدار ہونے سے سخت شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ عایشہ ابو بکر کو نقل حدیث مین جھوٹا جاننے والی نہ تہین ۔

حقیر نے اس بحث کو رسالۂ سجادیہ مین جسکے جواب سے تمام ہندوستان کے علماء اہلسنتہ عاجز ہو چکے ہین عجیب وعجیب طرز سے بیان کیا ہے ۔ رہی آیہ دوم یرثنی ویرث من آل یعقوب اوسکی تفسیر مین بہی مفسرین اہلسنت نے وراثت مال ہی سے مراد لی ہے سدی ومجاہد وشعبی وبغوی وابن عباس وحسن بصری وضحاک وفخر رازی اسکے قائل ہوئے ہین کہ اغلب رائے یہ ہے کہ حضرت زکریا نے ورثہ پہونچنے کیلئے بیٹی کی خدا سے خواہش کی ہو عبارت معالم التنزیل نقل کیجاتی ہے ۔ قَالَ الحَسَن مَعنَاهُ یَرِثُنِی مَالَ ۔ شاہصاحب نے اسجگہ قوت عقلی سے عجیب دہوکہ آمیز گفتگو کی ہے ۔ فرماتے ہین کہ اس آیت مین مال واثقال سے مراد نہین بلکہ نبوت سے ہے ۔ چنانچہ لکہتے ہین کہ مراد وراثت منصب است کہ اشرار بنی اسرائیل ابعد از من بر منصب نبوت مستولی گشتہ مبادا کہ تحریف احکام الٰہی وتبدیل شرایع ربانی نمایند وعلم را محافظت نکنند ۔ وبدان عمل نہ آرند ۔ کہ ایخوب دعا ہے کہ مجھکو بیٹا عنایت کر جو مہمات نبوت کی پوری نگہداشت کرے ایسا نہ ہو کہ فاسقین وفاجرین غلبہ پاکر شریعت کو درہم وبرہم کردین ۔ اہل عقل غور فرماتین کہ نبوت بہی ایسی چیز ہے جسپر بلا حکم خدا کوئی شخص متصرف ہو کر دین کو تباہ وبرباد کر دیوے ۔ اگر حضرت زکریا کے بیٹا پیدا نہ ہوتا تو کیا امر رسالت معطل رہکر دین خدا ظالمون کے پنجہ مین پہنس جاتا ۔ حضرت

زکریا علیہ السلام حسب عقیدہ شاہصاحب اتنا ہی نجانتے تہے کہ بحکم لاینال عہدی الظالمین منصب امامت و نبوت ظالمون کو نہین پہونچ سکتا۔ یہہ عہدہ خدا داد ہے جسکو اللہ اوسکے قابل دیکہتا ہے عنایت فرماتا ہے اگر بقول شاہصاحب یہہ دعا اسی معنی پر واقع ہوئی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا نے خدا کو ہدایت کی اور بیدار کیا کہ مجکو بیٹا عنایت کر ورنہ نبوت پر غارتگر مسلط ہو جاینگے۔

افسوس ہے کہ شاہصاحب نے بضد و عداوت سیدہ آیہ وارثت کے ایسے معنی بیان کیے کہ جس سے ایک اولوالعزم نبی کی معرفت مین برا بہاری وہبہ لگتا ہے۔ الفاظ دعا یہہ ہین کہ یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِن آلِ یَعقُوبَ یعنی وہ سولو جس کے عنایت کرنے مین استدعا کرتا ہون مجہسے ورثہ لے اور آل یعقوب سے لے۔ تو کیا نبوت کے اجزا اور حصہ ہوا کرتے ہین۔ کہ کچہہ اس گہر سے اور کچہہ اوس گہر سے لیجائے۔ یہہ بات ہرگز نہین۔ بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام پیر خمیدہ پشت ہو گئے تہے اور اونکی زوجہ گرامی سن یاس کو پہونچ چکی تہین جس سے زاد و ولد بظاہر بعید تہا ایسے وقت مین بحالت مایوسی اونہون نے دعا کی تہی تاکہ باقیات الصالحات سے تمتع اوٹہائین اور اون کی املاک و جایداد جو کہ تمامی شرعی فرسوداریون سے پاک وصاف تہین اشرار و فجار کے ہاتہہ مین نہ پڑین مال حلال کی حفاظت مین دعا و تدابیر شایستہ سے کوشش کرنا معیوب نہیں بلکہ ممدوح ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ انبیاء کے متروکات بہی ہوتے ہین۔

اور اون مین اجرا وراثت بہی ہوتا ہے - اور سیدہ کا دعویٰ جایز طور پر ہوا تہا - اور خلیفہ ابوبکر نے نحن معاشر الانبیاء کے بیان کرنے سے سیدہ کے حقوق واجبہ تلف کر ڈالا -

تنقیح چہارم

(آیہ یوصیکم اللہ نبی و غیر نبی دونون پر شامل ہے یا کہ نفس نبی اوس سے مستثنےٰ ہے -)

اس آیت کی نسبت شیعہ یہہ کہتے ہین کہ اولاد نبی و غیر نبی بموجب آیت اپنا اپنا حصہ مورثون کے ترکہ سے پا سکتے ہین - خدا نے دختر و پسر کے حصہ کی تعداد اس مین تبلا دی ہے - سُنی صاحب یہہ فرماتے ہین کہ اس آیت کا انبیاء سے تعلق نہین امت کو حکم دیا گیا ہے کہ تقسیم ترکہ اسطرح کرنا چاہئے - اہل انصاف کے سامنے فریقین کا ثبوت دکہلایا جاتا ہے - عاقل لوگ بمعائنہ دلایل فریقین نتیجہ نکال لیوین کہ آیت کا مطلب عام ہے یا خاص - ÷ -

دلایل شیعہ

اوّل ہمارے نبی صلعم و دیگر انبیاء علیہ السلام مثل سایر الناس کہاتے پیتے سوتے جاگتے تہے - عمدہ پوشاک پہنتے تہے - اونٹ و گہوڑون پر چڑہتے تہے - عورات سے لذتین اوٹہاتے تہے - بال بچے اولاد مراد

سب رکھتے تھے پھر کیا معنی کہ اولاد کو اون کا ترکہ نہ ملے - اولاد انبیا پر بڑی

سختی معلوم ہوتی ہے کہ اون کے باپ کا ترکہ لوگ کہا ئین اور وہ مایوسانہ

دیکھہ دیکھکر دم نہ ماریں - یہہ صریح جبر ہے اور جبر وظلم ذات خداوندی سے

بعید ہے - سوائے ازین قرآن پاک مین کسی جگہہ صراحتاً یا کنایتہً اسکا ذکر نہین

ہے - کہ نبیون کی اولاد اپنے مورثون کے ترکہ سے محروم کیگئی ہے -

کتاب اللہ ہر رطب ویابس پر شامل ہے - کسی جگہہ اسکا ذکر نہ ہونا آیہ یوصیکم اللہ کا

عام لوگون کے حق مین موثر ہونا ثابت کرتا ہے -

دوم بعد منسوخی ہبہ جناب سیدہ نے اس آیت کے بنا پر دعوای دراثت

پیش کیا - حضرت علی نے بروایت کنز العمال وغیرہ بطرفداری سیدہ اجراء

وراثت پر قرآن سے دلایل پیش کین عایشہ نے متروکہ نبی کو قابل جریان

وراثت جانکر آٹھوین حصہ کا مطالبہ کیا - عثمان نے پیروی مقدمہ کا بار

اپنے ذمہ لیا - +

دلایل اہلسنت

کسی صاحب کوئی بات ایسی دل لگتی ہوئی بیان نہین کرتے جس سے

خیال کیا جاوے کہ یوصیکم اللہ قاطع حقوق ورثاء انبیاء ہے - البتہ

شاہصاحب نے حضرت ابوبکر کی بارہوین طعن مین فقط اسیقدر لکھا ہی

کہ لفظ کم خطاب بامت است - نہ بہ پیغمبر - مگر حضرت ممدوح نے کوئی

دلیل بہ ثبوت مدعا خود نہین لکھی - ویسے ہی گول مول چھوڑ گئے - البتہ

مولوی محمد قاسم صاحب بانئے مدرسہ دیوبند و مولف ہدیۃ الشیعہ نے اسپر ایک بڑی دلیل لکھی ہے -

فرماتے ہیں کہ اسجگہ خدا مثل کلکٹر ہے - اور نبی سر رشتہ دار سر رشتہ دار جب بحکم کلکٹر کسی مجرم کو حکم سناتا ہے - تو اسجگہ قرینہ بیان یہہ ہوتا ہے کہ صاحب بہادر تمکو ایک ماہ کی قید یا پچاس روپیہ جرمانہ کرتے ہیں - تو گو اوس حکم کا سنانے والا سر رشتہ دار ہوتا ہے - مگر اوس حکم سے اوسکے نفس کو کوئی فائدہ و ضرر نہیں ہوتا - ایسے ہی نبی بحکم خدا امت کو ہدایت کرتے ہیں - کہ اے معشر مسلمین خدا تمکو یہہ حکم دیتا ہے کہ دختر کا ایک حصہ اور پسر کے دو حصہ ہوتے ہیں - پس نبی کی ذات اس حکم سے بچی ہوئی ہے -

دوسری دلیل یہہ لکھتے ہیں کہ وراثت مردہ کی تقسیم ہوا کرتی ہے نہ زندہ کی نبی گوشہ قبر میں زندہ موجود بیٹھے ہوئے ہیں - اس صورت میں تقسیم ترکہ کیونکر ممکن ہے -

افسوس کہ ابوبکر کے ذہن عند ارجوع دعویٰ یہہ حجت قوی حرکت نہ ہوئی ورنہ وہ ضرور پیش فرما دیتے - مگر کچھ فائدہ نہوتا - سیدہ بہ ثبوت مرگ انبیاء اِنَّكُمْ مَيِّتُونَ وَاَنَّهُمْ مَيِّتُونَ قرآن سے نکالکر دکھلا دیتیں - دونوں فریق کی حجت و دلائل مثل آئینہ اہل نظر کے سامنے ہیں جسطرف عقل رجوع کرے جھک جائیں -

تنقیح پنجم

لفظ لم یورثوا سے مدعا مولف صاحب سے تمام وراثت کی نفی ہوتی ہے یا کیا ۔

ہرگاہ اکابر علماء سنیہ کے بیانات سے تنقیحات ماسبق مین ظاہر ہو چکا ہے کہ انبیاء نے ترکہ چھوڑا جسپر اون کی اولاد متصرف ہوئی اور حضرت زکریا نے تحفظ مال جائز و مباح کیلئے استدعاء اولاد کی اور حدیث نحن معاشر الانبیاء ما ترکنا ہ صدقہ بیان کردہ حضرت ابوبکر منجر ترک جائداد وغیرہا ہے تو حدیث کافی اِنّ الانبیاءَ لم یُورِثوا درھما ودینارا مین جو لفظ لم یورثوا وارد ہوا ہے وہ اسبات پر دلالت نہین کرتا کہ انبیاء سوائے پشتارہ حدیث اور کچھ گہر مین چھوڑتے ہی نہین جس سے ورثا مستفید ہون بلکہ صاف و صحیح مطلب یہہ ہی ہے کہ علماء نے وراثت انبیاء مین علم پایا ہے نہ درہم و دینار طالب علمون کی زلمیات اور نفس معاملات مین بڑا فرق ہوتا ہے ۔ مولف صاحب کو چاہئے کہ اپنے اون علماء و مفسرین کو جنہون نے ارث انبیاء مین نفاء وراثت جائز سمجہا ہی سزائے تازیانہ دیکر پوچہین کہ نبیون کے پاس تو سوائے علم حدیث کے اور کوئی چیز ہوتی ہی نہین پہر تم کیسے کہتے ہو کہ حضرت سلیمان نے ورثہ مین ہزار گہوڑے پائے تہے ۔ عائشہ کی روح کو بذریعہ مسمریزم طلب کرکے پوچہین کہ اپنے آٹہوین حصہ کا کیون دعوی کیا تہا ۔ عثمان صاحب کو قسم نمائی کر کے کہ تم وکالت نامہ لیکر عدالت مین کسلیئے گئے تہے ۔ قاضی بیضاوی کا اتنا تو خیر کہ آپ خواہ مخواہ باین جلالت وعظم شان ترکہ داود مین مال کا تذکرہ کرنے پر

کیون آمادہ ہوگئے - حسن بصری کا جبّہ درویشی اوتار کر پوچہین کہ ای حضرت آپ باین کشف وکرامات وسیر ارض وسموات خلاف مقصودِ خدا رتبِ بلی مین تذبذب دنیا مین یہہ رائے دینے پر کیون آمادہ ہوگئے کہ این دعا کرنا وراثت مال پر مشتمل ہے - یہہ لوگ مولف صاحب کو سمجھا دینگے - کہ حضرت نبی ہی کی سیر سے اکثر لوگون نے قرآن سے ہدایت پائی - اور اکثر نے ضلالت مین امید کرتا ہون کہ بعد معائنہ نتیجہ بر تنقیح کسی عاقل کو یہہ وہم کرنے کی گنجایش نملے گی - کہ انبیاء مطلق کوئی چیز نہین چہوڑتے - اور اون کے متروکات ناقابل اجراء احکام وراثت ہین -

مولف صاحب کو لازم ہے کہ بہ قایم مقامی مولوی عبدالعزیز صاحب جو اونہون نے تقریر کی ہے - جسکو صاحب تشئید المطاعن نے باطل کیا ہے پہلے اوسکو حرف بحرف رد کردین تب مصنفون کی جماعت مین بیٹہنے کا نام لین - ورنہ اونکی کوئی بات لائق سماعت وپذیرائی نہ سمجھی جائیگی -

مولف پر لازم ہے کہ پہلے یہہ لکہین کہ مقدمہ ہبہ رجوع کرنے مین سیدہ نے اپنے والدِ ماجد پر افترا کیا - یا کہ دعوی اون کا صحیح تہا -

دوم - ۲۵ - کتابون مین جو حالات ہبہ لکہے ہین وہ کتابین معتبر ہین یا نامعتبر بصورت نامعتبر ہونے کی دلیل کیا ہے -

سوم - علیؑ وام ایمن نے جو گواہی دی وہ سچی تہی یا جہوٹی -

چہارم - عبدالعزیز صاحب نے جو دعوای ہبہ وشہادت گواہان سے انکار کیا ہے - اور ۲۵ - کتابون مین اوسکا حال درج ہے - اندرین صورت

ہبہ کو مفتریات شیعہ بیان کرنے مین شاہ صاحب کا بیان کہان تک قابلِ وثوق ہے۔

پنجم۔ درحالیکہ مولف صاحب لکھہ چکے کہ معاملہ فدک بے اصل و افترا شیعہ ہے۔ تو سیدہ و عائشہ کا مدعی وراثت ہونا حضرت علی کا وراثت انبیا کو آیات قرآن سے ثابت کرنا سیدہ کا ابوبکر سے ناراض ہو کر سیدہ کا ترک کلام کر لینا ابوبکر کا برعایات مدارج النبوۃ و کتاب الوفا بیہقی و شرح مشکوٰۃ و فصل الخطاب و ریاض النضرہ و کتاب الموافقہ ابن السمان و غیرہا مندرجہ تشئید المطاعن صفحہ ۲۲۷ کیا معنی رکہتا ہے۔ اگر فدک پر کوی نزاع نہ ہوا تھا اور شیعہ نے مفتری بنکر خواہ مخواہ ابوبکر کے سر طوفان تھوپ دیا تہا۔ تو یہہ اتنی باتین کہان سے پیدا ہو گئین۔

مولف صاحب ارشاد فرماتے ہین کہ وہ شیعہ کو افترا پرداز بتلانے مین سچے ہین یا اون کے علماء سابقین ان واقعات کثیرہ و عدیدہ کے بیان کرنے مین جہوٹے ہین۔ آخر دونون مین کوی سچا بہی ہے۔

الحمد اللہ کہ ہر پنج تنقیح مین مولف صاحب کے دعوی کے کشف حقیقت کیگئی اگر تا مدۃ العمر جواب دینے مین کوشش کرنا چاہین گے۔ تو انشاء اللہ ایک بات کا جواب معقول نہ دے سکینگے۔ یہہ لطیفہ بہی قابل سننے اور یاد رکہنے کے ہے۔ مولف صاحب تائید غیبی کے صفحہ ۴ سطر ۴ پر لکہتے ہین کہ بخاری مین لکہا ہے۔

کہ عمر ابن خطاب نے علیؓ و عباس و عثمان و عبدالرحمان بن عوف و

وسعد بن ابی وقاص و زبیر بن العوام سے پوچھا کہ قسم دیتا ہون مین تم لوگون کو اوپر
خدا کی جس کے حکم سے قایم ہے آسمان و زمین آیا جانتے ہو تم تحقیقکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہین ہم وارث کیے جاتے جو چیز کہ چھوڑا
ہم نے اوسکو وہ صدقہ ہے۔ سب نے کہا کہ واللہ ہان کہا ہے پہر متوجہ ہوئے
حضرت عمر طرف حضرت علی و عباس کے۔ پس کہا کہ ہم قسم دیتے ہین تم
دونون صاحبون کو آیا تم دونون جانتے ہو کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ نے ایسا فرمایا ہے۔ دونون صاحبون نے کہا کہ واللہ یون ہی ہے
آگے مولف صاحب لکھتے ہین کہ یہہ حدیث اکثر صحابہ جانتے تھے نہ صرف
حضرت ابوبکر خصوصاً حضرت علی کو جو شیعہ کے نزدیک معصوم ہین اوسی صفحہ
چار پر مولف صاحب بخاری سے دوسری حدیث نقل کرتے ہین کہ قَالَ
اَبُوبَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عَلِیٌّ وَ عَائِشَۃُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ
واہ یہہ عجیب نغمہ بے وقت ہے۔ بروقت بحث وراثت بعد ابوبکر ایک
گواہ حدیث لانورث نہ تہا۔ اور عمر صاحب کے سامنے کوڑیون نکل پڑی۔
ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ نے ایک طولانی عبارت مین بیان کیا ہے
کہ اس حدیث کی سماعت پر کسی نے گواہی نہین دی چنانچہ وہ فقرہ یہہ ہے
فَاِنْ کَانَتْ هٰذِہِ الرِّوَایَاتُ اَیَّامَ اَبِیْ بَکْرٍ وَمَا نُقِلَ اَنَّ
اَحَدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ یَوْمَ خُصُوْمَۃِ فَاطِمَۃَ وَ اَبِیْ بَکْرٍ رَوٰی
مِنْ هٰذَا شَیْئًا۔ دور کیون گئے شاہ صاحب ہی تو قبول کرتے ہین۔
کہ اوس وقت اس حدیث کی سماعت کا حال کسی دوسرے سے دریافت نہین کیا گیا

چنانچہ ابو بکر کے بارہوین طعن مین لکھتے ہین - کہ چون این خبر را (یعنے حدیث

وراثت را) ابو بکر خود شنیدہ بود صاحب تفتیش اندیگرے نداشت - بہلا

یہہ بہی کوئی بات ہے - کیون حاجت تفتیش نہ تہی خاندان نبوت کا جنکی

اطاعت بحکم حدیث ثقلین ابو بکر و تمام امت پر فرض تہی مقابلہ تہا ابو بکر پر

لازم تہا کہ اپنے کلام کی تصدیق کے لئے دو چار گواہون کا بیان ضرور قلمبند

کر لیتے تا کہ فاطمہ پر حجت ہو جاتی علی سے کہتے کہ حضرت آپ کے سامنے

نبی صاحب لانورث فرما گئے ہین - آج آپ کی بی بی صاحبہ خلاف اوسکے

ورثہ مانگ رہی ہین - ذرا اون کو سمجہا دیجئے کہ تم بوجہ اولاد نبی ہونیکے

باپ کے ترکہ سے محروم ہو چکی ہو عام خلایق کی طرح تمکو ورثہ نہین ملسکتا

اگر بہرے دربار مرتضے ایسی گواہی دیتے تو فاطمہ چپکی ہو کر گہر مین بیٹہہ رہتین

نہ ابو بکر سے ناراض ہو کر بات کلام بند کرتین اور نہ بوقت رحلت وصیت

فرماتین کہ ابو بکر کو میرے جنازہ پر نہ کہڑا ہونے دینا - اور نہ ہم لوگ

بطرفداری سیدہ صاحب کی بعض الفاظ سے مذمت کرتے -

غرضکہ بیانات گواہان لینے مین سوائے فایدہ کے کوئی نقصان تہا

مگر ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند - خلیفہ صاحب نے اسمعاملہ مین ضرور

کچہہ فائدہ دیکہا ہو گا -

بخاری شریف مین عایشہ و عثمان و علی و عباس وغیرہا کا حدیث وراثت پر

گواہی کا دینا لکہا ہے اور بخاری ہی مین درباب حدیث مبتی الکیفر یہہ بہی درج

ہے کہ عائشہ نے ابو بکر سے آٹہوان حصہ بوکالت عثمان طلب کیا - دیکہو صفحہ

(۲۰۴) تشئید المطاعن - نہ معلوم مولف صاحب ان ہر دو روایات مخالفہ
و متضادہ سے کسکا اعتبار فرمائینگے - بڑا غضب ہوا اختلافِ کلام کے
جرم مین بی بی بخاری بے اعتبار ہوئی جاتی ہین - عائشہ بھی عجیب چالاک تھین
ایک جگہہ کہتی ہین کہ متروکات نبی صدقہ ہین اون مین وراثت جاری نہین
ہوسکتی - اور دوسرے موقعہ پر خود مدعی وراثت ہوکر مقدمہ دائر کر بیٹھین - خیر یہ
تو عورت تھین مگر عثمان بھی بہک گئے - حدیث لانورث کی گواہی بھی دی -
مقدمہ وراثت کا وکالت نامہ بھی لکھا لیا - حضرت ابوبکر اک سادہ طبیعت
و شریف مزاج آدمی تھے - ورنہ عثمان کو قانون پیشہ سمجھکر بجرم دھوکہ بازی و
خلاف بیانی سپرد سشن کردیتے - حقیقت مین شیخ سعدی نے صحیح کہا ہے
نکوئی با بدان کردن چنان است کہ بد کردن بجائے نیک مردان
اگر ابوبکر صاحب عثمان کی چالاکی سے چشم پوشی نکرتے اور سپرد فوجداری کر
دیتے - تو اون کو اپنی عہد خلافت مین یہہ جرأت نہوتی کہ تمام فدک کو
مروان کے پیٹ مین گھسیڑ دیتے - دیکھو رسالہ تجادیہ مولفہ حقیر اتفاقات
وقت سے حدیث وراثت کے تمام گواہ نکل گئے - علی و عباس بھی اعلے
درجہ کے گواہون مین داخل ہین اور روبروے عمر اونہون نے ایک بڑے
جلسہ مین نہایت شد و مد و واللہ باللہ کے ساتھہ شہادت ادا کی ہے -
تمنے رسالت مآب کی زبان سے یہہ حدیث سنی ہے - کہ ہمارا ورثہ صدقہ
ہے - احکام وراثت اوسپر نفاذ پذیر نہین ہوسکتی - مگر صحیح مسلم کی کتاب الجہاد
مین مذکور ہے - کہ علی و عباس نے حضرت عمر کے اجلاس مین دعوی

فدک پیش کیا۔ جسپر اونہون نے یہہ جواب دیا کہ اے علی و عباس اس مقدمہ کو تم نے ابوبکر کے سامنے پیش کیا تہا۔ پس جبکہ اونہون نے تمہارے خلاف مراد فیصلہ صادر فرمایا تو تم دونون نے اونکو کاذب غادر و خاین و آثم سمجھا۔ مین ابوبکر کی رائے کو توڑکر تمکو ڈگری نہین دیسکتا۔ تم مجھکو بہی ایساہی جانتے ہو۔ جیساکہ میرے بڑے بہای کو جانتے تہے۔ بخاری و مسلم کی بہی عجیب پرشور روایات ہین نہ کہین ہیر ہے نہ پیر۔ کسی جگہہ لکہاہی کہ فلان فلان حدیث وراثت کی گواہ تہے اور پہر اونہین گواہون کو لکہاہے کہ مدعی وراثت ہوئے او حاکم کو جہوٹا اور دغاباز کہا ایک اجلاس سے مقدمہ ہارے او سیر صبر نکیا دوسرے حاکم کے یہان اوسی مقدمہ کو مجدداً دایر کرادیا۔ دفعہ ۱۳ ۔ ضابطہ دیوانی کا بہی خیال نکیا۔ چونکہ اہلسنتہ کی صحیحین مین یہہ خلاف عقل جہگڑے درج ہین ۔ وہ ہی جواب عنایت فرمائین کہ یہہ کیا قصہ ہے ۔ یہہ کیسے لوگ تہے جو کبہی گواہ بنے ۔ اور کبہی مدعی بنکر حکام کو جہوٹا بتایا۔ ایک جگہہ مقدمہ ہارا دوسری جگہہ دایر کیا۔ کسی عالم اہلسنتہ نے آجتک اس پہیدگی کو نہین سلجہایا۔ ہان مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مولف ہدایۃ الشیعہ نے علی و عباس کی نسبت لکہاہے کہ ایک مرتبہ ابوبکر کے اجلاس مین مقدمہ دایر کرکے بعد ناکامی عمر کی کچہری مین عرضیدعوی لیکر پہونچ گئے اُسکی وجہہ یہہ تہی کہ یہہ بدگوار بشر تہے اور بشر سے سہو ہونا ممکن ہے ۔ پس انہون نے بہول کر دعوی کردیا الخ عجیب ہوائے محو و سہو چلی کہ کئی آدمی بہول بہلیان مین پڑ گئے ۔ عایشہ و عثمان حدیث وراثت کی گواہ اور پہر اوسی بات کے

ہوئے بہکے ہوئے سنی علی وعباس گواہ اور یہ دونو بیمار بہول چوک ایکدفعہ
ہوتی ہے نہ چند بار راوی ابوبکر کے عہد مین بہولے پہر عمر زمان بعد عثمان کیوقت
مین دعوائے فدک کرنے سے سہو کیا۔ غرضکہ ہر وقت اور ہمیشہ بہولتے ہی
رہے۔ یاد کیون آتا مطلب کے خلاف بہی تہا۔

مولف صاحب بار بار بخاری کی احادیث گہسیٹ گہسیٹ کر لاتے تہے دیکہو
ہمنے اوسی تصنیف کے اندر جسکو اونہون نے چہیڑا تہا۔ یعنے یہہ کہ علی ہی حدیث
وراثت کو جانتے تہے۔ ایسا جال مین پہانسا ہے کہ جتنا اوچہل کود کرے دام بلا سے
ہاتہ پیر چہوڑانا چاہین گے بند بر بند جکڑتا جائیگا۔ تا اینکہ دم گہٹ گہٹا کر
جان جاوا روح فنا ہو جائیگی۔ رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۱۶ سطر ۱۲) پر مولف
صاحب لکہتے ہین۔

ناظرین کو مژدہ ہو کہ اس کمترین نے ایک رسالہ شیخ حبیب احمد شیعی کے
اشتہار کے جواب مین لکہا ہے۔ چونکہ اوس تیرہ چشم وکور باطن نے حضرت
ابوبکر و عمر کے ایمان واسلام مین بہی کی ہے لہذا اوسکا ثبوت تحقیقًا والزامًا عقلًا و
نقلًا کتب معتبرہ سے باقوال ائمہ کرام لکہا گیا ہے۔ اور اثباتِ خلافتِ خلفاء
راشدین وابطالِ اعتراضاتِ معترضین کمال بسط وتفصیل سے کیا ہے۔ اور
قریب تینس ۳۳ روایتون کی کہ اکثر کتب شیعہ کی ہین۔ ثبوت خلافتِ خلفاء راشدین
مین لکہی گئی ہین۔ اور حدیث خم غدیر کی پوری بحث مذکور ہے۔ اور در باب
شان نزول آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ الآیہ فریقین کے مفسرین کے
اقوال مع مالہم وما علیہ کے مسطور ہین۔ اور اہلبیت وعترت کی نسبت جو کچہ

شیعون کے خیالات ہین وہ دیکھلائے گئے ہین۔ عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ
یہہ رسالہ جیکر ہدیہ ناظرین ہوگا۔ واہ سبحان اللہ ہم تو مدت سے منتظر تہے
کہ کوئی صاحب اشتہار آئینہ حق نما کا جو کہ شیخ حبیب احمد صاحب سہارنپوری
نے شایع کیا ہے جواب لکہین۔ تو حقیقت اہلسنت کہلجائے۔

امروہہ سے مولوی محمد احسن قوم نورباف نے ایک جواب لکہا تہا۔
جسمین مثل مولف اپنی تمام کتابون کو بے اعتبار بتلایا گیا تہا۔ حالانکہ بخاری
ومسلم بہی اوسی مین داخل ہین۔ اوسکا جواب بذریعہ حمایت الایمان امروہہ کے
سادات نے چہاپا تہا۔ اور ایک لاکہہ روپیہ انعام مجیب کے لئے تجویز کیا
تہا۔ آجتک تو کسی نے دم نہ مارا تہا۔ مگر اب مولف صاحب نے کروٹ
بدلی ہے۔ دعوی تو پرزور معلوم ہوتا ہے مگر نتیجہ مین وہی تین کانی ہونگی
جہلا رسنیہ تو بہت خوش ہورہے ہونگے کہ مولف صاحب بڑے محقق ہین
مگر عقلا خود سمجہ سکتے ہین کہ جو مولف صاحب نے
ثبوت دینا چاہا ہے۔ اونکو آگاہ ہونا چاہئے کہ اشتہار مین یہہ استدعا کی گئی
ہے۔ کہ بذریعہ رسالہ بجاد بیہ دونون صاحبون کا دنیا سے ایمان لیکر جانا
ثابت کردو۔ مولف صاحب نے یہہ نہین لکہا کہ ہم رسالہ مذکور کے اون
مضامین کو جو کہ مثبت کفر و نفاق شیخین لکہے گئے ہین۔ باطل کر کے اپنے
خلیفون کا ایماندار ہونا ثابت کرینگے۔ اس سے ہمکو اک نوع کی تشویش
ہوگئی۔ کہ بخاری ومسلم ومشکواۃ وغیرہا سے لکہدینگے کہ قال ابوہریرہ
وقال عائشہ وقال عکرمہ وقال عمر ابن سعد وقال شمر ذی الجوشن۔

اگر مولف نے رسالہ تجاریہ کار و نہین لکھا اور ویسے ہی قلم اوٹھایا ہے تو اونکو لازم ہے کہ مسودہ کو بیمار ہو کر خاک سیاہ کر دین خلاف منشاء اشتہار اگر جواب ہوا تو رد یات مین نیلام کر دیا جاویگا۔ معاملہ غدیر چونکہ شاہ صاحب تحفہ مین بہت کچھہ لکھہ چکے ہین اوسکا جواب مجلدات عبقات الانوار مین جلد دوم حدیث غدیر سے دیا گیا ہے۔ مولف صاحب کو لازم ہے کہ اوس جلد کا جواب دیکر حدیث غدیر کا خلاف مقصود شیعہ ہونا ثابت کرین۔ ورنہ جو کچھہ لکھا ہے وہ بچون کو تینگ بنانے کے لئے دیدین۔ ہماری سرکار مین غیر ٹکسال جزون کی قدر و منزلت نہیں ہے اشتہار آئینہ حق نما مین ہمنے پہلے یہہ شرط لکھدی ہے کہ براہ بندہ نوازی کمیٹی جانچ کے لئے معاملہ و مرتب کرکے تیس ۳۰ نمبر ہائے مندرجہ اشتہار کا ہم سے ثبوت لے لیجئے۔ رسالہ تجاریہ شکار جواب تیار فرمائے سوائے اسکے کہ بقاعدہ مناسب مناظرہ ہو آپ کے لئے اور جواب دنیا ہمارے یہان مقبول نہوگا۔

مولف صاحب اگر شرائط اشتہار ملحوظ رکھ کر جوابدین تو بہتر ورنہ خاموش بیٹھین جیسے کہ قدیم سے اون کے بزرگ بہ مقابلہ شیعہ رہے ہین۔ صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر مولف صاحب دو آئتین قرآن پاک کی پیش کرتے ہین۔ اوّل آیہ خمس واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربے والیتمے والمسٰکین وبن السبیل۔ دوم آیہ مال فے ما افاء اللہ علے رسولہ من اھل القرے فللہ وللرسول ولذی القربے والیتمے والمسٰکین وابن سبیل الی اٰخرہ ہر دو آیات سے وہ نتیجہ

نکالتے ہیں کہ خمس وہ مالِ فی ہیں جو کہ چند حصہ کیے گئے ہیں لہذا ادمیں جو
کثرتِ حصہ داران اجرا احکام وراثت نہیں ہوسکتی وقف و ہبہ وراثت سب باطل
و دعوائے بلا دلیل ہے - مولف صاحب کو آگاہ ہونا چاہیئے کہ اموال متذکرہ کے
تقسیم کرنے کو یہہ چھہ موقع بتلائے گئے ہیں -

مطلب ظاہرا یہہ ہے کہ اس مال کو اور ضرورتوں میں صرف نہ کیا جاوے
سوائے ان مقامات کے جنکی تفصیل درج قرآن ہے چھہ حصہ داروں میں تین
مستحق متعین ہیں اور تین مجہول - خدا و رسول و ذی القربے کی تشخیص بلا
تردد ہے - یتیم و مسکین و مسافرین میں کلام ہوسکتا ہے مگر تین صفات اخر کی
ادمی خاندان رسول میں بھی موجود تھے - پس کیوں نہیں ممکن ہے کہ تمام آیت
خاندان رسول کو فائدہ پہونچانے والی ہو - یہہ نہیں ہوسکتا کہ اپنے گہر انکے
کے یتیم و مسکین فاقہ سے مریں اور دوسروں کا پیٹ بہرا جائے یا طرز
خویش بعدہ درویش پر تمام اللہ لوگوں کا عمل ہے - یہہ آیت اون لوگونسے
علاقہ رکھتے ہیں - جن پر زکواۃ حرام کی گئی ہے - عام یتیم و مسکین و
مسافرین کو اس حکم میں داخل سمجھا جائے تو بڑی ناانصافی ہے - کہ وہ
زکواۃ پر بھی ہاتھ مارین اور خمس و مال فی سے بھی بہرہ یاب ہوں - اور
یتیمانِ آلِ محمد زکواۃ سے بھی محروم رہیں - اور خمس جو اون کا اصلی
حق ہے اوسمیں بھی حصہ نہ پائیں - اس مال میں آدھا جناب سید کا
بلا شراکت غیرے بھی ہوتا ہے - کیونکہ خدا کا حصہ رسول کا حصہ تھا بعد
انتقال رسول منتقول و ذی القربے جو کہ سیدہ ہیں دو حصہ خدا و رسول کے

اور ایک حصہ اپنا پاکر تین حصے کے مالک ہو جائین گے جو کہ پورا نصف
ہوتا ہے اگر مولف صاحب اسموقع پر یہہ فرمائین کہ خدا اور رسول کا حصہ
امام زمانہ کا تہا - اور وہ ابوبکر تہے - ہمکو اس کے تسلیم کرنے سے کچہہ عذر
نہین -

مگر حضرات اہلسنت اتنا ثابت فرما دیوین کہ ابوبکر و عمر کو آنحضرت نے
اپنا جانشین فرمایا تہا - جو صاحب اس بات کا ثابت کرنا چاہین وہ
پہلے شاہ صاحب کے اس قول مندرجہ تحفہ کی اصلاح کا فکر فرمالین
کہ خلفاء ثلثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص - پس جبکہ عبدالعزیز جیسے ہوا خواہ
ثلاثہ کو اون کے غیر منصوص ہونے کا اقرار ہے تو ایسے نیبرو ہونڈو
خلفاء کو مال خدا اور رسول کا مالک جائز قرار دینا سراسر بعید العقل ہے
بخاطر داشت حضرات اہلسنت ہمنے مان لیا کہ بوجہ تعلقات سیاست
و حکومت حضرت ابوبکر امام وقت تہے - اور حقوق خدا اور رسول پر اونکو
تصرف کرنے کا منصب تہا - تو کیا اس امامت سے وہ سہم ذوی القربیٰ کے
بہی شیر مادر سمجہکر ہضم کر سکتے تہے - امام وقت پر یہہ بہی تو لازم ہے
کہ حقداروں کو اون کا حق واجب پہونچائین - اہل قرابت یتیموں
مسکینوں مسافروں کو اون کا حصہ واجب عنایت فرماوین - ہم اتنی
دردسری گوارا نہین کرتے کہ اسوقت کے مساکین و مسافرین کی فہرست
بتائین کہ کس کسکو دیا گیا - فقط ذوی القربیٰ کی بابت خیر اندیشان خلفاء
سے پوچہتے ہین - کہ بندہ کو مال خمس سے کتنے خروار گیہون دیے -

فدک سے جسکی بروایاتِ اہلسنت مندرجہ تشئید المطاعن ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی تھی - کئیے ہزار روپیہ دیئے - آخران جیتے جاگتے ذوی القربےٰ کو بھی دیا - یا سب خود ہی سمیٹ لیا -

شاہصاحب ابوبکر کے بارہوین طعن مین لکھتے ہین کہ مال آنجناب بعد از وفات حکم وقف دارد جمیع مسلمین خلیفہ وقت ہر کہ را خواہد بچیزے اختصاص نماید مولف صاحب صفحہ ۳۰ مین لکھتے ہین کہ وقف و ہبہ و میراث سب باطل دعوے بلا دلیل ہے - کیا خوب بقول شاہصاحب متروکات نبی بعد وفات وقف ہون اور بقول مولف صاحب اونمین قابلیت وقف و ہبہ وغیرہ نہو نہ معلوم ان دونون صاحبون مین کون سچا ہوگا عبدالعزیز صاحب کو تو جھوٹا کہہ نہین سکتا البتہ مولف صاحب کے جھوٹے ضرور ہوجاینگے خلیفہ وقت کے اختیارات تو بقول شاہصاحب ایسے وسیع ہون کہ جسکو چاہین کسی چیز مین مخصوص کرادیوین اور رسول خدا اتنا بھی نہ کرسکین کہ فدک کو فاطمہ کے ساتھہ خاص کرادیوین - یہ سب سے نایاب وسیع الاختیار سوائے ابوبکر کے اور کوئی نہین دیکھا - ۲ - کتابون مین لکھا ہے کہ حضرت نے ہبہ کیا - معتبر لوگون نے گواہی دی -

مولف صاحب فرماتے ہین کہ یہہ دعوی بلا دلیل ہے نہ معلوم دلیل ان کی اصطلاح مین کس جانور کا نام ہے - اب اوس توجیہ غیر وجیہ کا جواب دیتا ہون کہ جسپر نزاع برا ہے مولف صاحب کا تمامتر ناز اسپر ہے کہ حدیث کافی مین جو یہہ خبر ہے اِنَّ الاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِهِمْ - اسمین لفظ (لَمْ یُوَرِّثُوْا) عام وراثت کی نفی پر دلالت کرتا ہے

یعنی کسی فرد کے لئے افرادِ عالم سے خواہ وہ وارث ہون یا علماء کہ انبیاء سے ورثہ نہین ملسکتا - اور دوسرا لفظ وِاثمایہ یہہ لفظ بمقام حصر ایا کرتا ہے دونون لفظی تائید مین مولف صاحب نے صفحہ ۹ پر آیات قرآن پیش کئے ہین جنکو ذیل مین مع جواب لکھتا ہون - بحث لفظ (لم) قولہ تعالے الا ابلیس لم یکن من الساجدین -

مولف صاحب اس آیہ مبارکہ کے یہہ معنی لکھتے ہین مگر ابلیس نہ تھا سجدہ کرنے والون سے - فائدہ مین تحریر فرماتے ہین کہ نتیجہ آیت یہہ ایت ہوا کہ نتھا سجدہ کرنے والون سے نہ یہہ کہ اوسنے کسی جزو زمانہ مین سجدہ کیا - اگرچہ اوسوقت نہکیا مطلب مولف کا یہہ ہے کہ لم یکن من الساجدین - جو درباب شیطان قرآن مجید مین ایا ہے وہان لفظ (لم) بالقطع ثابت ہوتا ہے کہ ذات شیطان سے عام طور پر سجدہ کی نفی کی گئی ہے یعنے یہہ کہ نہ اوسنے پہلے کبہی کسی جزو زمانہ مین سجدہ کیا اور نہ اب زمرہ ساجدین مین داخل ہوا افسوس ہے کہ مولف صاحب نے اپنے دعوی کے سچا ہونے کی غرض سے آیہ قرآن کی غلط تعبیر کی - اصل واقعہ یہہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا وجود بابرکت خدا نے بنایا تو تمام فرشتون کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ تعظیمی کرو سب نے بحکم خدا فوراً گردنین جہکائین مگر شیطان نے خدا سے بحث شروع کردی کہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین - یعنے میری خلقت آگ سے ہے اور اس کی مٹی سے آگ جسم لطیف رکہتی ہے اور خاک کثافت سے بہری ہوئی ہے یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اعلے ادنی کی تعظیم کرے اسپر خدا نے اوسکو گروہ ملائکہ سے خارج کرکے ملعون قرار دیدیا - اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ شیطان کو جزو زمانہ گذشتہ

بلکہ ہر زمانہ مین سجدہ باری ادا کرنے کی عبادت تہی نیز دیگر ملائکہ بہی عادی سجود تہے
اسیواسطے خدانے تمام گروہ ملائکہ کو جو کہ اپنے معبود کی عبادت مین حاضر رہتے تہے
امر سجدہ فرمایا تہا۔ اگر شیطان طائفہ ساجدین مین نہ ہوتا اور کبہی پہلے اوس نے عمل
نہ کیا ہوتا تو بجہت امر استدلال یہہ نہ لکہتا کہ مین اوس آدم سے افضل ہون۔ بلکہ
یہہ دلیل پیش کرتا کہ ہرگاہ خداہی نے خود بدولت کے سامنے کبہی سر نہین جہکایا۔
یا تو یہہ ہیولۂ خاکی یعنے جسد آدم علیہ السلام کیا وقعت رکہتا ہے حسب مذاق مؤلف
خدا سے بڑی غلطی ہوئی کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سر جہکانیکا ایسے فرشتہ کو
حکم دیا جو کہ ہمیشہ سے بر سر بغاوت تہا۔ خدا کا شیطان کی نسبت یہہ فرمانا کہ (ابٰی
واستکبر) یعنے آدم کو سجدہ کرنے سے از راہ غرور انکار کیا اسی پر دلالت کرتا ہے
کہ وہ انکار براہ تکبر اوس سے واقع ہوا ورنہ وہ ہر وقت سجدہ باری پر آمادہ تہا
کمال تعجب سے کہا جاتا ہے کہ مؤلف صاحب شیطان کے ازجملہ ساجدین ہونیسے
منکر ہین حالانکہ تمام اہل اسلام اوس کے معلم الملکوت و عابد و ساجد ہونیکے
مقر ہین چنانچہ یہہ شعر زبان زد عام ہے ؎

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنیسے	اگر لاکہون برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا

مطلب یہہ ہوا کہ گو پہلے شیطان نے کثرت سجود سے اپنے ماتہے کو زانوے
شتر بنا دیا تہا۔ مگر ایک دفعہ بمخالفت حکم باری ترک کرنے سے تمام گذشتہ
عبادت رائیگان ہوگئی۔ مین کمال حیران ہون کہ خدا کو آدم کے لیئے انکار سجدہ
سے شیطان پر ایسا غصہ آیا کہ اوسکو ملعون ملائکہ سے خارج کرکے تا قیامت راندۂ
درگاہ کر دیا اور قبل ازین ترک عبادت سے گاہے ملال نہ ہوا۔ مجہکو سخت تعجب ہے

خدا اپنے مقدس کلام مین ارشاد فرماتا ہے کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی نہین پیدا کیا مینے جنون اور انسانون کو مگر برائے عبادت اور شک نہین کہ بحکم کان من الجن ابلیس ملعون بھی جنس اجنہ سے تھا اندرین صورت مولف صاحب کیونکر یہہ کہنے کا حق رکہتے ہین کہ شیطان نے بفحوائے لم یکن من السٰجدین کبھی پہلے سجدہ نکیا تہا۔ بہ پاس خلفا ایسی سخن تراشی فرماتے ہین جس سے خواہ مخواہ اون کی حق پوشی و ناحق کوشی کا یقین کرنا پڑتا ہے۔ مین انشاء اللہ بخاری و مسلم شریف سے ایسی احادیث دکہلاؤن گا جن سے بلا تکلف سمجہہ لیا جائے گا کہ مولف کا یہہ دعویٰ کہ لفظ (لم) سے عام نفی مستنبط ہوتی ہے سراسر باطل ہے۔ بخاری شریف مین لکہا ہے فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ وھجرت ابا بکر فلم تزل مھاجرتہ حتے توفیت و عاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھر۔ یعنے غصہ ہوئین فاطمہ ابوبکر پر اور ترک جدائی اختیار کی اور نہ زائل ہوئی جدائی اون کی ابوبکر سے یہان تک کہ وفات پائی اور زندہ رہین بعد نبی چہہ مہینے۔ لفظ مہاجرت مندرجہ بخاری سے اگلہم یہہ مراد ہے کہ سیدہ نے ابوبکر سے ملنا جلنا بعد مقدمہ فدک ترک کر دیا۔ چونکہ حدیث مین لفظ (لم) آیا ہے۔ غالبًا مولف صاحب اور اون کے ہم مذہب یہہ ہی سمجہین گے کہ (لم) سے عام نفی پائی جاتی ہے یعنی یہہ کہ کبھی اور کسیوقت سیدہ اور ابوبکر مین اتحاد نہین ہوا قضیہ فدک کے قبل و زمانہ بعد مین گا ہے باہم ربط و ضبط نہ ہوا تھا۔ بمقام دیگر بخاری موصوف مین ہے فوجدت فاطمۃ علے ابی بکر فی ذالک فھجرتہ فلم تکلمہ حتے توفیت

وعاشت بعد النبی ستۃ اشھر - یہہ حدیث بھی ہم معنی حدیث بالا ہے
اور لفظ (لم) بھی موجود ہے نہ معلوم اسجگہ مولف صاحب کیا معنی تجویز فرمائینگے
مسلم شریف مین بھی - لم متکلمہ حتے ماتت - درج ہے - مولوی خلیل احمد
صاحب انبیٹھوی ضلع سہارنپور مین ہدایات الرشید مین (جسکو المنبت نے
نمونہ عجائب قدرت خداوندی کا خطاب دیا ہے - (دیکھو اشتہار مولوی
محمد قاسم صاحب الہ آبادی جس کی سرخی یہہ ہے کہ سوال از جمیع علمائے
شیعہ) لکھا ہے کہ لفظ (لم) عام کلام کی نفی نہین کرتا - بلکہ مطلب یہہ ہے
کہ سیدہ نے خاص معاملہ فدک مین فرط ندامت وخجالت سے گفتگو نہ کی دیگر
امورات مین گفت وشنود ہوتی رہی بلکہ صاحب ہدایا الرشید نے شیعہ کی
کتاب علل الشرائع سے ثبوت پیش کیا ہے کہ سوائے امر فدک سیدہ
وحضرت ابو بکر مین سلسلہ کلام جاری تھا اسکا جواب حقیر نے رسالہ نصر السیدہ
مولفہ خود مین عجیب پرلطف دیا ہے بہرحال مولف صاحب تو ہرجگہ (لم) کو
عام تجویز فرماتے ہین - مگر مولف ہدایات الرشید وامام مسلم وبخاری نے جسکو
خاص کیا ہے دیدہ باید اون کے حق مین بپاداش مخالفت کیا ارشاد فرماتے
ہین - مولف صاحب کو یقین فرمانا چاہئے کہ بحکم ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامی
وارد کہین لفظ (لم) سے عام نفی ہوجاتی ہے اور کسی جگہ خاص جیسے حدیث کافی
مستدلہ مولف صاحب مین اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا
دِیْنَارًا جو وارد ہوا ہے اسجگہ لفظ (لم) سے یہہ ہی مطلب صریحاً پیدا ہوتا ہے
کہ امت محمدی مین جو علماء حق ہین وہ وارث نبی ہین - مگر ایسے وارث نہین

جیسکہ ہر مورث کے دینار ہوتے ہین - بلکہ وہ وارث علم نبی ہین جسکے ترویج و اشاعت
احکام دین کرین نہ ایسے وارث کہ متروکہ مورث سے درہم و دینار پائین جناب مولانا و
مقتدانا السید علام حسنین صاحب کنتوری ادام اللہ وجودہ نے جو مختصر جواب جواقہ قلم فرمایا ہے
وہ ایسا جامع ہے کہ جسکے مقابلہ مین قلم اوٹھانا کار عقلا نہین مولانا کے متقدم الوصف
نے جو جواب تحریر فرمایا ہے کہ حدیث درہم و دینار و معاملہ سیدہ سے کوئی علاقہ نہین
یہی جواب سلطان العلماء اعلے اللہ مقامہ نے حاشیہ معالم پر لکھا ہے - دیکھو
تشئید المطاعن جواب باب دہم تحفہ مین بہ مقام بحث وراثت صفحہ (۲۰۷) -

بحث متعلق بہ لفظ انما

حدیث کافی مین جو یہ الفاظ وارد ہوئے ہین وانما اور ثوا احادیث مر احادیثھم
اسکی نسبت جناب مخاطب صاحب تحریر فرماتے ہین کہ لفظ و (انما) حصری چنانچہ
خدا فرماتا ہے انما اللہ الہ واحد - جز این نیست کہ اللہ الہ واحد ہے اون کے
ذہن رزین مین یہہ امر متکرر و جاگزین ہوگیا ہے کہ ترکہ انبیاء کا انحصار بحض احادیث
ہو چکا ہے سوائے علم و حدیث کے اونکا اور کوئی ترکہ و ورثہ نہین ہے مین افسوس
کرتا ہون کہ مخاطب صاحب نے (انما) کو بمعنی حصر تجویز کرتے وقت شاہصاحب کی
روح سے بھی شرم نہ کی حضرات اہلسنت کی یہہ کیفیت ہے جبکہ کوئی لفظ مفید مطلب
ہوتا ہے اوسکے معنی بدلکر کچھہ اور رنگ بگڑ جاتے ہین اور جسوقت وہی لفظ مضرت
رسان ہوتا ہے دوسرا پہلو بدل لیتے ہین - جناب امیر علیہ السلام نے جو رکوع مین
انگشتری تصدق کی تھی اوسکے بارہ مین خدا نے یہہ آیت شریف نازل فرمائی ہے -
انما ولیکم اللہ و رسولہ الی اخرہ شیعہ کہتے ہین کہ (انما) انحصار ولایت پر دلالت

کہ وہ بھی متولی امر خدا و رسول بجز اسکے اور کوئی نہیں جسنے رکوع مین انگشتری دی اور
وہ شخص باتفاق امت جناب امیر علیہ السلام ہین - پس آپ ہی آنحضرت کے خلیفہ بلافصل ہین
اسپر جناب شاہصاحب کو ایسا غصہ آیا کہ وہ غیظ وغضب و جوش حسد و عداوت خاندان
نبوت سے صاف انکار کر دیا کہ شیعہ (انما) کو حصر تجویز کرنے مین بر سر غلطی ہین -
انحصار ولایت حضرت امیر کی ذات پر منحصر نہین دیگر بزرگوار بھی متولی امر اسلام ہین
دیکھئے مخاطب صاحب انما کو حصر کیلئے مین سمجھے ہین یا عبدالعزیز صاحب اوسکے خلاف بیان
کرتے ہین - اگر جناب مخاطب بہ مخالفت شاہصاحب (انما) کو حصر بیان کرتے ہین تو
اونکو ثلاثہ کی خلافت سے استعفا لازم آگیا کیونکہ شاہصاحب نے اسی خوف سے
انکار حصر کیا ہے حضرت مخاطب بالیقین سمجھ لین کہ ہم بھی (انما) کو حصر جانتے ہین -
اور حدیث موصوفہ بالا مین (انما) نہایت صحیح برمحل حسب موقع واقع ہوا ہے اور تخلیہ
حصر سے یہہ بھی مراد ہے کہ بجز علم و احادیث علما اور کسی چیز کے از قسم درہم و دینار
وارث انبیا نہین ہوسکتے نہ یہہ کہ اون کی وارثت ہی یا اجراء احکام ارث ناممنوع
ہے - مین امید کرتا ہون کہ رسالۂ ہذا کو معاینہ کرکے متنزل ہدایت پاوین گے
اور شیعہ مدارج یقین مین انشاء اللہ ترقی حاصل کرین گے اور مخاطب خط
نادم ہو کر زمین ہوجاوین گے - والسلام من اتبع الهدیٰ -

تمت

الحمد للہ کہ رسالۂ ثبوت وراثت انبیاء بتاریخ ۲۸ - ماہ اگست سنہ ۱۹۰۶ء
مطبع ریاض فیض نگینہ مین باہتمام خواجہ بشیر حسین کے چھپ کر شائع ہوا -

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
نقشہ معرکہ کربلا - معہ نام سرداران وتعداد فوج یزید متعلقہ ہر سردار -	۱ر	بشارت نامہ - یعنی وصیت نامہ رسول مقبول قیمت	-ر
تعویذ ام الصبیان	-ر	میزان فارسی - جس میں فارسی کی تعریف و ترتیب بطریق میزان الصرف عربی ہے - قیمت	۳ر
تعویذ دعا گنج العرش	-ر		
دعاء طاعون کلان	۰ر		
ایضاً - خورد -	-ر	انشاء گلدستہ رقعات انشاء پردازی میں مفید کتاب ہے قیمت	ـ/
رسالہ ماس پرکاش مصنفہ سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ ضلع مرادآباد قیمت	۳ر	انشاء دلکشا - چار جزی خوشخط جلی قلم	۲ر
لچھمی کے ٹکے بوٹی - ایضاً	۱ر	دستور الصبیان -	ـ/
نیوگنامہ - در رد آریہ	ـ/	صفوۃ المصادر - دو جزی خوشخط جلی قلم قیمت	۱ر
ایضاً حصہ دوم در رد آریہ	۰ر	قادر نامہ	۰ر
ناول شعلہ پنہان - در مکالمہ عفت وعصمت دو ہمشیرگان ایک اخلاقی ناول جس میں مردوں کے عیوب بری خوبی سے دکھلائے گئے ہیں -	۴ر	تشریح الحروف -	۰ر
		قاعدہ بغدادی	-ر
		حکایات لطیف	۱ر
		قصہ شاہ روم	۰ر
ناول قیصر وحسینہ - ایک دلچسپ ودلگداز ناول -	۴ر	کریما -	-ر
		خالق باری -	۰ر

فأتوا برهانكم إن كنتم صادقين

دلچسپ مکالمہ

از تالیفات

جناب منشی سید سجاد حسین صاحب متوطن بہیرہ دام ظلہ

حسب فرمائش

سید مہدی حسین نجفی مالک و مہتمم المعتبر کتب خانہ لاہور

ہندوستان سٹیم پریس [illegible] لاہور میں چھپا

کتبخانہ وقف [illegible]

قیمت	نام کتاب
ار	لڑکون کا کھیل
–ر	شکایت نامہ
–ر	کنواری نامہ
–ر	کنوارہ نامہ
–ر	پہاڑہ اُردو
–ر	پہاڑہ ناگری
٠ر	اچھر دیپ
ٹر	بال اوپدیش
ار	پارہ عم
ار	پارہ الم
–ر	عہد نامہ
–ر	دعائے جمیلہ
٠ر	ماسقیمان
٠ر	محمود نامہ
٠ر	قصہ سیاہ پوش
ٹر	مثنوی تہانہ عاشق بھون

قیمت	نام کتاب
	تفضیح الکاذبین مصنفہ سید امیر کاظم صاحب
۴ر	رئیس نگینہ درسنافرہ قیمت
۴ر	تردید الکاذبین۔ ایضاً
–ر	طاعون کا حکمی علاج
مفت	رسالہ غسل و وضو۔
–ر	بارہ ماسہ جمنا جواہر اردو۔
٠	بھگتی پردیپ کا ناگری۔
	تخمیس مرقع کربلا مصنفہ سید زائر
۱۲ر	صاحب رئیس نگینہ
	سچا عقیدہ۔ مصنفہ جناب مولوی
٠ر	کرامت حسین صاحب بیرسٹر الہ آباد۔
۲ر	تاریخ شباب سیدہ۔ مصنفہ ایضاً

کاغذات عدالت

جملہ کاغذات عدالت و رسید بہی وغیرہ

مطبع ہذا مین موجود ہین۔

المشتہر خواجہ شبیر حسین مالک مطبع ریاض فیض نگینہ

فأتوا برهانكم إن كنتم صادقين

دفتر وقف منصبیہ میریہ

دلچسپ مکالمہ

از تالیفات

جناب منشی سید سجاد حسین صاحب متوطن بہیرہ سادات ادام اللہ ظلہ

حسب فرمائش

سید مہدی حسین نجفی مالک و مہتمم امامیہ کتب خانہ لاہور

ہندوستان اسٹیم پریس [illegible] باہتمام [illegible] کے چھپا

آثار حیدری

یہ بے بہا قابل قدر تفسیر کتاب اللہ جو امامیہ سلسلہ کے گیارہویں امام حجت اللہ راسخ العلم حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام کی عربی تفسیر کلام اللہ کا اردو ترجمہ ہے جس کو جناب مولوی سید شریف حسین صاحب نے کمال محنت و جانفشانی سے فیض عام کے لئے سلیس اردو میں مرتب فرمایا ہے۔ تاکہ احقاق حق کے سوائے کافۂ انام کو علم قرآن حاصل ہو کر درجہ استکمال دین مل سکے اس ترجمہ کی تقریظیں ہندوستان کے بعض دوسرے مشہور علماء اور عالیجناب مجتہد العصر حضرت سید نجم الحسن صاحب قبلہ و کعبہ سلمہ اللہ تعالےٰ لکھنوی نے تحریر فرمائی ہیں۔ بحمد اللہ کہ یہ پُر تنویر تفسیر صرف کثیر سے چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ امید کہ مومنین اس گنجینہ حقائق و معارف کی خریداری کو ذخیرہ سعادت ابدی تصور کر کے جلد خریداری فرمائیں۔ تاکہ طبع ثانی کے انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

حجم ساڑھے چھ سو صفحہ لکھائی اور چھپائی عربی نستعلیق نہایت عمدہ قیمت عام فائدہ اور تشویق دین کے لحاظ سے بہت ہی کم علاوہ محصول ڈاک صرف تین روپے (ہے) اور رعایتی بلا محصول ڈاک (عام) دو روپے

تمام درخواستیں

بنام سید مہدی حسین ترمذی مالک و منتظم امامیہ کتب خانہ لاہور آنی چاہئیں

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمؕ

بعد حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی حقیر و ذلیل سجاد حسین ابن سید محمد حسینؒ مرحوم و مغفور متوطن بہڑہ سادات واقعہ سادات باہرہ ضلع مظفر نگر عرض کرتا ہے کہ ایک موقع پر حقیر مضامین بیان کرتا تھا وہاں ایک جلیل القدر فاضل اہل سنّت سے جن کا نام نامی بعض وجوہ سے لکھنا مناسب نہیں جانتا دوستانہ طریقہ سے مذہبی گفتگو کرنیکا اتفاق ہوا۔ چونکہ وہ تقریر نتیجہ خیز ہے۔ لہٰذا مناسب سمجھا گیا کہ قید قلم میں لاکر اہل اسلام کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ خدا سے امید ہے کہ جو لوگ بنظر انصاف و حق طلبی ان چند سطور پر نظر ڈالیں گے۔ اُن پر انشاء اللہ امر حق آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائیگا۔ نام ان اوراق کا دلچسپ مکالمہ رکھا گیا و ما توفیق الا باللہ۔

عرض ضروری

مکالمہ ہذا میں جو تقریر منجانب فاضل اہلسنت لکھی گئی ہے وہ و باصل لفظاً لفظاً اون کی نہیں۔ زبانی گفتگو چونکہ کچھ ج وشکستہ ہوتی ہے۔ لہٰذا حقیر نے اون کے کلام کو نہایت شستگی و درستی سے آراستہ کیا ہے۔ اگر فاضل صاحب اپنے قلم سے بھی لکھتے تو شاید اس سے بہتر نہ لکھ سکتے مضمون فاضل صاحب کا ہے اور عبارت تمامتر حقیر کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاضل اہل سنت حقیر سے متوجہ ہو کر { میر صاحب چونکہ آپ علم کلام میں کتابیں لکھ کر شایع کرتے ہیں لہذا میری دانست میں بالفعل نظر بحالات زمانہ کچھ نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ میں تین روز سے برابر مشتاقانہ طریقہ سے شریک جلسہ ہوا ہوں۔ آپ کے کسی بیان پر مجھ کو قدح کرنے کی جرأت نہیں۔ تحریر و تقریر دونوں قابل داد ہیں۔ بڑا لطف یہ ہے کہ کلام میں تہذیب کا زیادہ اہتمام کیا گیا ہے۔ لیکن بایں ہمہ میں تو دوستانہ یہی رائے دونگا۔ کہ اس کوچہ کو بالکل بند کر دیا جائے۔ کیونکہ درینولا ریفارمر و صلح کل و آشتی پسند لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ جملہ اہل اسلام بایکدگر ایسے تعلقات رکھیں کہ جن سے بوئے مغایرت نہ پیدا ہو۔ سنی و شیعہ کی تفریق لفظی کو بھول جائیں۔ غیر لوگ سب فرقوں کو ایک خیال کریں۔ کتب مناظرہ یکسر طاق نسیان پر ڈال دی جائیں۔ کیونکہ اون پر نظر کرنے سے طبایع میں اشتعال پیدا ہو کر بنیاد مفاسد قایم ہوتی ہے۔ جس سے مسلمانوں میں ربط و اتحاد کم ہوتا جاتا ہے۔ اور درینولا سخت ضرورت ہے کہ باہمی تنازعات سے مسلمان دست کش ہو کر اُن مخالفوں کا بحیثیت متحدانہ مقابلہ کریں جو کہ جہاز اسلام کے ڈبونے پر تار پیڈو لگائے ہوئے ہیں ع (نحیف)

نیازمند آپ کے ہر ہر لفظ سے اتفاق رکھتا ہے۔ بے شبہ زمانہ یہی سبق پڑھا رہا ہے کہ تمام مسلمان ایک ہو جائیں۔ اور ایسے ایک کہ گہری نظر کرنے سے بھی غیر آدمی امتیاز مغایرت نہ کر سکے۔ لیکن اس امید کے پورا ہونے کے لئے ایک بڑے عاقل خدا اور دانشمند پیغمبر کی ضرورت ہے۔ یہ پرانا ضعیف الرائے خدا معزول کر دیا

جائے۔ اور اوس کی جگہ دوسرا قابل شخص مسندِ خدائی پر بٹھایا جائے۔ علی ہذا مسلمانوں کے
جو نبی گذرے ہیں وہ بھی چنداں دوراندیش نہ تھے۔ اون کی جگہ بھی کوئی ذی ہوش
تجویز ہو۔ قرآن متداول بھی منسوخ کرکے ردیات میں پھینکا جائے اوس کے بدل میں
دوسرا ایکٹ مرتب ہو۔ چند فرزانہ کار جمع ہوکر مسودہ بنائیں اور کمیٹی میں کثرت رائے
سے جو پاس ہو جائے اوس کو جاری کیا جائے۔ (**فاضل اہل سنت**) میں اس
اوٹلی گفتگو اور سوال آسمان و جواب ریسمان کی غایت کو نہیں سمجھا کہ آخر ایسے کلمات
سے جن کو کفریات کہنا بیجا نہ ہوگا آپ کا مدعا کیا ہے۔ (**نحیف**) بندہ پرور معاذ اللہ
پناہ بخدا میرا یہ بیان اعتقادی نہیں بلکہ الزامی ہے۔ آپ جو ضرورت اتحاد صرف دائرۂ
اسلام میں محصور فرماتے ہیں اور سُنی و شیعہ کے لفظ بھلا دینے کی تحریص دلاتے ہیں میں
یہ کہتا ہوں کہ اگر تمام نوع انسان ایک روش اختیار کرلیوے تو پھر مابین عباد ذرہ بھی
فساد نہ ہو۔ نہ کوئی نصرانی کہا جائے۔ نہ یہودی۔ نہ مجوسی۔ نہ ہندو۔ نہ آریہ۔ نہ حنفی۔ نہ
مالکی۔ نہ چشتی۔ نہ سہروردی۔ نہ قادیانی۔ نہ قرآنی۔ نہ حدیثی۔ سب بے تکلف ایک دسترخوان
پر کھانا کھائیں۔ باہم گڑبیٹی بیٹا کا رشتہ کریں۔ ایک جگہ سب آدمی جمع ہوکر بطریق واحد
عبادت بجا لائیں۔ پھر نہ جھگڑا ہو نہ فساد۔ راجہ راج پرجا سڑکے کی مثال صادق آجائے
مگر افسوس ہے کہ خالق عالم سے بڑی چوک ہوئی سب کو ایک طبیعت اور ایک حیثیت کا
کیوں نہ بنایا۔ کسی کو کالا کسی کو گورا۔ کسی کو کانا کسی کو اندھا۔ کوئی گنجا کوئی لنجا۔ کوئی ظالم
کوئی نرم طبیعت کوئی شدید کوئی اشد۔ کوئی امیر کوئی غریب۔ کوئی شاہ کوئی وزیر وغیرہ
وغیرہ۔ خدا صاحب نے مختلف اقسام و گوناگون طبائع کے آدمی ٹھہرا کر مفت کا
طوفان بے تمیزی برپا کردیا۔ رات دن سوائے جھگڑے ٹنٹے کے مخلوقات الٰہی کو
کوئی کام ہی نہیں۔ خدا کی ذات سے جس کو ہر چیز کا عالم کہا جاتا ہے یہ کیا فعل بُرے
ظہور لایا کہ دیدہ و دانستہ ملک میں فساد کا بیج بو دیا۔ حضرت خالق بیخبر بھی معلوم
نہیں ہوتے کہ مفاسد و اختلافِ آئندہ سے اون کو آگاہی نہ تھی۔ خود بدولت کا صریح
ارشاد قرآن پاک میں موجود ہے کہ اگر ہم چاہتے تو اپنی مخلوقات کو ایک روش پر

قایم کر دیتے۔ نہ معلوم مختار کل نے کیوں ایسی غفلت کی کہ اپنے مویشی کو ایک لاٹھی سے نہ ہانکا۔ بلکہ اون کو جنگل میں چھوڑ کر خود مختار کر دیا کہ جس طرف چاہو چلو پھرو جس گھاس پر تمہاری رغبت ہو اوسکو کھاؤ۔ مگر ہاں یہ ضرور کیا کہ ہر پتے کے خواص سے آگاہ کر دیا کہ اس کو چکھو گے تو یہ فائدہ ہوگا اور فلاں پر منہ مارنے سے یہ نقصان پہونچیگا۔ مگر افعال سے اپنا تصرف اوٹھا کر صاف کہدیا کہ اچھے کاموں کی جزا نیک ہے اور بری باتوں کی سزا شدید۔ تمکو اپنے افعال کا اختیار ہے خواہ ہماری بغاوت کرو یا اطاعت۔

بعد ازیں قرآن کو اوٹھا کر دیکھئے وہ بصد زبان گویا ہے کہ میرا یہ خاصہ ہے کہ (یُضِلُّ بِہٖ کثیرا و یہدی بہ کثیرا) یعنی بہت لوگ مجھ سے ہدایت پا جائیں گے اور بہت چاہ ضلالت میں ڈوب کر مر جائیں گے۔ خدا پر لازم تھا کہ قرآن دانی کا ملکہ سب لوگوں کو ایک طرح کا عطا کرتا۔ تاکہ تمام مسلمان اوسکو پڑھ کر سوائے سیدھی راہ کے ٹیڑھے راستہ کو اختیار نہ کرتے۔ خدا و قرآن کا حال تو معلوم ہو چکا۔ نبی صاحب کی کرتوت کو ملاحظہ فرمائیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میری امت کے لوگ ٹکڑہ ٹکڑہ ہو کر تہتر گلیوں کی سیر کریں گے۔ صرف ایک کوچہ کا رہرو مجھ تک پہونچ سکیگا۔ باقی سب بھول بھلیاں کی سیڑھیوں میں مر کھپ کر ایسے معدوم ہو جائیں گے کہ کسی کا پتہ نہ چلیگا۔ آپ غور فرما سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی نبوت سے اتنے بڑے گروہ اسلام کو کیا فائدہ پہونچا صرف ۱/۷۳ ناجی ہوا باقی سب پاجی رہے۔ اے جناب اس خیال محال کو چھوڑیئے جو بات اپنے مکان سے باہر ہو آدمی کو لازم ہے کہ اوس کے درپے نہ ہو۔ آپ کے پہلے بڑے بڑے اسپیکر (سرسید مرحوم) ہائے قوم ہائے قوم اتفاق اتفاق پکارتے ہوئے جنت کو چلے گئے ایسے مسلم الثبوت صلح کن و اتحاد کے بیان نے کوئی اثر قلوب خلایق پر نہ ڈالا۔ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ کسی سخن سنج کی کچھ بھی پیش نہیں جاتی آئے دن ایک نیا جھگڑا و فتنہ نظر آتا ہے۔ بھلا جس بات کو خدا و نبی نے ختم نہیں کیا۔ اوس کو آپ کیونکر کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو۔ اگر نبیؐ سچے ہیں تو اہل اسلام کبھی التیام پذیر نہیں ہو سکتے۔ جو شخص ایسی فضول کوشش میں پڑتا ہے وہ آنحضرتؐ کے ارشاد کو

نہیں سمجھا۔ حضور انورؐ نے فرمایا ہے کہ میری امت کے لوگ فرقہ فرقہ ہو جائیں گے۔ فرقے کے
یہی معنی ہیں کہ ایک کو دوسرے سے پوری جدائی ہو مجھ کو سخت تعجب ہے کہ آپ نے ایسی
خواہش کیوں کی جس کے پورا ہونے کی بظاہر کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ ہاں اپنا ہم مزاج
کوئی خدا لائیے ایسا ہی ایک نبی تجویز کیجئے پھر تو بارہ ہیں۔ تمام دنیا میں اتفاق پیدا
ہو جائیگا۔ ابھی جناب نے فرمایا کہ مسلمانوں کو ایسی روش اختیار کرنی چاہئے کہ بوئے
مغایرت نہ پیدا ہو سنی و شیعہ کے لفظ دلوں سے بھلا دئیے جائیں۔ بھلا یہ کیونکر
ممکن ہے۔ سوائے ازیں اور کچھ نہیں بن آتا کہ شیعہ و سنی ایک جادہ اختیار کریں۔
سنی شیعہ ہو جائیں یا شیعہ سنی بنجائیں۔ جب تک دونوں ترکِ مذہب کی ضرورت
کو محسوس نہ کریں آپ یا آپکے ہم خیالوں کی امید کا پورا ہونا غیر ممکن و قبل از وقت
ہے۔ مثلاً عرض کرتا ہوں کہ ایک مسجد میں دو شخص نماز پڑھ رہے ہیں۔ ایک دست بستہ
کھڑا ہے اور دوسرا بخلاف اوس کے۔ جو لوگ اوس راہ سے گذرینگے سمجھ لیں گے کہ
یہ دونوں باہمدگر بنائے کلی رکھتے ہیں علٰے ہذا صدہا باتیں ایسی ہیں جو کہ نظر بازوں
کے لئے آلہ امتیاز ہو سکتی ہیں۔ میں آپ کی رائے سے اس بارہ میں ہرگز اتفاق نہ کرونگا۔
ہاں اس بات کو ضروری جانتا ہوں کہ دونوں گروہ والے کسی شرارت کے باعث نہ ہوں
اہل سنت اگر کسی وجہ سے رسومات مذہب شیعہ کی شراکت کو ناپسند فرمائیں تو اوس کے
انسداد میں بھی کوشش نہ کریں۔ اسی طرح شیعہ علانیہ و آشکارا طور پر اون باتوں کے مرتکب
نہ ہوں جنکا سننا سنی ناپسند فرماتے ہیں۔ نیز سنی محض یہ سمجھ کر کہ فلاں شخص شیعہ ہے اسکو
نقصان پہونچانا لازم مذہب ہو ترک کریں۔ ایسا ہی خیال رکھنا شیعہ کو واجب ہے۔
ہر سنی رہے مگر شیعہ کو اذیت دہ نہ ہو۔ ایسا ہی ہر شیعہ دم پنجتن کا بھرتا ہے مگر سنیوں کے
قلب نازک کو تیر مطاعن سے فگار نہ کرے۔ بلکہ میں تو اس پر ترقی کر کے یہ کہتا ہوں کہ
حضرات ہنود و اہل اسلام بھی ایسی ہی معاشرت اختیار کریں کہ "کسے را با کسے کارے
نباشد" کے مصداق بنجائیں۔ مذہب دنیا میں کوئی فائدہ دینے والا نہیں ہے اوس
کے بد و نیک کا ثمرہ ہر شخص کو آنکھ بند کرنے کے بعد ملیگا۔ دنیا معاملات کا مقام ہے

اس میں وہی رفتار اختیار کرنی چاہئے جس کی ہمکو ضرورت ہے۔ آپ چونکہ ماشاءاللہ اچھے
خیال کے آدمی ہیں اور اتفاق اتفاق والی پارٹی کے مشہور سربرآوردہ ممبر ہیں اس میں
کوشش کیجئے تاکہ عمدہ نتائج پیدا ہوں اور لوگ دنیا میں بلاخدشہ و مفسدہ بآرام بسر کریں۔

(فاضل اہل سنت) آپ کی تقریر سن کر مجھ کو سخت ندامت ہے کہ اس خیال بے سروپا
کو کیوں طبیعت میں دخل دیا۔ واقع میں یہ تو مشیت کا بدل دینا ہے جس پر سوائے
قدرت کے کسی کو دخل نہیں لیکن یہ تو فرمائیے کہ جب قرآن کی یہ حالت ہو کہ جس سے
ہدایت و ضلالت دونوں مستنبط ہو سکتے ہوں نبی صاحب کا یہ ارشاد کہ امت متفرق
ہو کر کثیر التعداد حصوں پر منقسم ہو جائیگی اندریں صورت راہ صواب کا ملنا متعذر بلکہ
متعسر ہوگیا مجھ کو تو اس وقت یہ خلش ہوا کہ اسلام کوئی ایسا سیدھا راستہ نہیں ہے
جس سے تا باب جنت باسانی رسائی ہو سکے۔ حضرت پر واجب تھا کہ قرآن کے
مطالب امت کو بایں صفائی بتلاتے کہ جس سے بہکنے کا احتمال مرتفع ہو جاتا۔

(نحیف) جناب والا آنحضرتؐ نے تبلیغ احکام الٰہی و امت کے سمجھانے میں
دقیقہ از دقایق فروگذاشت نہیں فرمایا۔ ہر بات بطرز احسن سمجھادی کتب فریقین
میں بہ اتحاد مطلب اس قسم کی متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں کہ حضور پرنور نے فرمایا
کہ میں اپنے بعد قرآن و اہلبیتؑ کو تم لوگوں کی ہدایت کے لئے چھوڑتا ہوں اونکے
کہنے پر چلوگے تو مجھ تک رسائی ممکن ہے۔ اور اگر اون سے اختلاف کیا سیدھے
جہنم میں چلے جاؤگے میرے اہلبیتؑ نمونہ کشتی نوحؑ ہیں اگر اوس پر سوار ہوگے (مطلب
یہ کہ اون کا اتباع لازم سمجھوگے) تو کنارہ عافیت پر پہونچ جاؤگے بصورت دیگر ادھر ادھر
سر مار کر منجدھار میں ڈوب مروگے۔ چونکہ قرآن سے ہر شخص اپنے فہم کے موافق معنی و
مطالب پیدا کر سکتا ہے۔ لہذا آپ نے اوس کو تنہا ہادی مطلق نہ سمجھ کر اہلبیتؑ
کو اوس کا مفسر حقیقی قرار دیا کہ جو معنی تمکو قرآن کے یہ بتلائیں اوس پر عمل کرو جس
سے یہ منع کریں چھوڑ دو۔ فرمائیے اس میں نبی صاحب سے کیا فروگذاشت ہوئی۔
آپ تو سب کچھ واضح کر کے فرما گئے تھے۔ مگر جب امت نے اہلبیتؑ کا دامن چھوڑ دیا

اور دینی تعلقات اون سے قطع کر لئے۔ چونکہ بجرم مخالفت نبوی اون کا دماغ صحیح نہ رہا تھا۔ لہٰذا راہ ہدایت چھوڑ کر رہرو مسلک غوایت ہو گئے۔ اور بجائے خود یہ سمجھے کہ ہم صحیح راہ طے کر رہے ہیں۔ (**فاضل اہل سنت**) مجھ کو معلوم نہیں کہ منجملہ دو آلۂ ہدایت کے کس نے محض ایک چیز کو لیکر راہ ضلالت خود بھی اختیار کی اور دوسروں کو بھی بُرے راستہ چلنے کی عادت ڈالدی۔ (**نجیف**) آپ بُرا نہ مانیں تو میں صحیح صحیح عرض کر دوں کہ کس شخص نے اسلام میں تفرقہ اندازی کر کے رُوئے اسلام میں نفاق کا یہ سیاہ داغ لگایا جس کو اتفاق اتفاق کی کُند چھری سے آج حضرات اہل اسلام لباس ریفارمری پہن کر چھیل ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ذات بزرگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ بخاری و مسلم و دیگر کتب صحاح و تواریخ میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے قریب وفات دوات و قلم مانگا تاکہ ہدایت امت کیلئے کوئی وصیت نامہ تحریر فرمائیں۔ حضرت عمر مانع آئے اور فرمایا کہ ہمکو کوئی ضرورت کسی نوشتہ کی نہیں (حسبنا کتاب اللہ) ہمکو کتاب خدا کافی ہے۔ وہ نہ قرآن کو سمجھ سکتے تھے نہ اوس کے مطالب کا بالاستیعاب سمجھنے والا دماغ خدا نے اون کو دیا تھا۔ لہٰذا ہر تو یہ کلمہ نہایت خوب و مرغوب ہے مگر باطن زہر کے سیاہ مٹکے میں ڈوبا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے حضرتؐ نے تو کتاب اللہ کا ردیف اہلبیتؑ کو قرار دیا تھا۔ مگر حضرت عمر نے روبروئے آنحضرتؐ صریح لفظوں میں انکار کر کے امت کا قافیہ تنگ کر دیا۔ جو لوگ کہ حضرت ابو بکر و عمر و امثالہم کے مقلد تھے۔ اونہوں نے اوسی وقت سے اہلبیتؑ کو چھوڑ کر برائے نام قرآن کو لے لیا۔ چونکہ نیک نیتی نہ تھی بلکہ حکم رسولؐ سے سرتابی و بغاوت کی گئی تھی لہٰذا ٹیڑھے راستہ پر جا پڑے۔ چونکہ بوجہ تعلقات حکومت عام خلایق اون کے زیر حکم تھی۔ لہٰذا سب اوسی راہ پر چلنے لگے جسکو حضرت عمر نے بیلچہ تدبیر سے صاف کیا تھا۔ اہلبیتؑ کی اطاعت تو کون کرتا بالآخر جانشینان حضرت عمر نے اون سبکا خاتمہ کر دیا۔ چند نفوس نے ہزار ہا جبر گوارا کر کے اہل بیتؑ کے جادۂ اطاعت سے سر نہ پھرایا۔ وہ قرآن کے اصلی مطالب سے مستفیض ہوئے۔ تہتر واں فرقہ جس کے

ناجی ہونے کی آنحضرت نے خبر دی تھی دست برد مخالفین سے بچ کر صراط مستقیم پر پہنچے گاڑے رہا چنانچہ اب تک وہ حالت چلی جاتی ہے۔ اہلبیت کے مطیع اقل قلیل ہیں اور قائل حسبنا کتاب اللہ کے مرید گلی گلی ہزاروں نظر آتے ہیں۔ خود جناب انصاف فرمائیں کہ خرابی اسلام آنحضرت کی کسی سہل انکاری سے ہوئی یا حضرت عمر کی بیجا دست اندازی سے۔ اگر حضرت عمر روبرو آنحضرت یہ کہتے کہ ہم قرآن پاک کو سر پر رکھ کر اہل بیت کو اوس کا مفسر حقیقی سمجھیں گے جس راہ وہ چلائیں گے اوس کو عین حق و صواب سمجھیں گے ذرہ اختلاف نہ کرینگے۔ تو باہم مسلمانوں میں کیا خوب اتحاد رہتا۔ اگر آپ دیدہ حق بین کھول کر دیکھیں گے۔ تو آج تک کسی نبی کی امت کو نہ پائیں گے کہ جس نے مثل اہل اسلام اپنے ہادی کے گھر پر لوہے کے بادل سے ہزار ہزار من کے گولے برسائے ہوں (یہ جو واقعہ ظلم کئے ہوں)۔ اگر حضرت عمر وغیرہم اصلی گھرانہ سے حکومت نہ نکالتے۔ تو کوئی بھی فساد نہ ہوتا۔ اب قیامت تک صلح پسند و بہی خواہ اسلام حضرت عمر کو دعائے جائیں۔ ایسا بیج بو گئے تھے جس سے مخالفت کے بڑے شاندار درخت پیدا ہو گئے۔ (فاضل اہلسنت) اگر بقول جناب حضرت عمر سے یہ فعل سرزد ہوا ہے کہ اہلبیت سے سہل سے قرآن فہمی میں اونہوں نے کنارہ کشی کی۔ تو کیونکر کہوں چھوٹا منہ بڑی بات ہے بظاہر سخت ہی غلطی کی۔ (نجیف) جناب اس میں اگر مگر کو دخل نہیں ضرور حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ فرمایا۔ بخاری و مسلم و دیگر صحاح و سیر میں واقعہ درج ہے۔ (فاضل اہل سنت) بات سخت مشکل ہے۔ لیکن ہم خود فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے کہ علمائے دین کوئی صحیح بات اس کے دفعیہ میں جانتے ہوں اور حضرت عمر کا حسبنا کتاب اللہ کہنا اس کے خلاف ہو جو شاخ تم لگاتے ہو۔ لیکن اسلام کی موجودہ حالت پر نظر کر کے مجھ کو تو عالم جوش کہیے یا وجد مجھے بے اختیار ہو کر اتنا ضرور کہنا پڑتا ہے کہ گو کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر آخر کو ہم لوگ محمدی کہے جاتے ہیں نام کی لاج ہی ہو لی جائیے اے بھائی اگر

بالکل میل ملاپ نہ ہو تو صرف اسقدر ہی کریں کہ بالکہ گر کاغذی گھوڑے تو نہ لڑائیں۔ ایک سمند کو بگٹٹ چھوڑتے ہیں دوسرے تنکی کو گرم پوپہ کرتے ہیں۔ دونوں لڑا لڑا کر ٹھنڈے ہو جانے زمین پر پھر دو سوار جامہ میں نہیں سماتے۔ وہ کہتے ہیں واہ قسم نا جان کی بے آواز سنے وہ دولتی لگائی کہ فریق مخالف کے شبرنگ کو میدان سے سر توڑ بھاگنا پڑا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ استغفر اللہ میرا بہادر سپاہی ایسا لڑا کہ مخالف کا پتہ پانی اور کلیجہ کباب کر دیا۔ ہماری رائے قطعی یہ ہے کہ مذہبی چھیڑ چھاڑ یکقلم موقوف کریں اس سے بڑی خرابی ہوتی ہے ہندوستان کا ہر شخص یقیناً ہماری رائے سے اتفاق کریگا اور راہ نوردان میدان مناظرہ کے پیروں میں نعلین آہنی ڈالنے کی رائے پاس کریگا

(نحیف) میں جناب کی رائے سے حرف حرف سے اتفاق رکھتا ہوں صرف اتفاق ہی نہیں بلکہ میں خود خواہشمند ہوں کہ سوائے انسداد باب مناظرہ چند اور ایسی باتیں ہیں جن کا چھوڑنا سنی و شیعہ کے لئے نہایت ضروری ہے۔ لیکن شیعہ اس بارہ میں کچھ نہیں کر سکتے۔ سنی صاحب اگر تہ دل سے کوشش کریں تو باسانی سب کچھ ہو سکتا ہے۔

(فاضل اہل سنت) صحیح کہ سنیوں کے اختیار میں کیا ہے جو یہ بار گراں اون کے سر پر ڈالا جاتا ہے۔

(نحیف) مناظرہ جس کے بند کرنے کی نسبت ارشاد ہوا ہے حضرات اہلسنت کے گھر سے نکلتا ہے۔ اور ممالک کا ذکر چھوڑ کر میں صرف ہندوستان کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ غلبۂ سلاطین سنیہ سے شیعہ اس ملک میں آزادانہ طور پر مراسم مذہبی کے پورا کرنے سے ایسے قاصر و معطل تھے کہ اکثر و بیشتر معاملات میں بخوف سلطنت اون کو متابعت اہل سنت کرنی پڑتی تھی اور جو کچھ بھی مذہبی رسوم دبے دباؤ سے کرتے تھے وہ نہ کرنے کے درجہ میں داخل تھی جبکہ شاہ عالم نابینا کو سرکار انگریزی نے انتظام ملکی سے سبکدوش کر کے نظام مملکت اپنے ہاتھ میں لیا اور ہوائے آزادی کے جھونکے ہندوستان میں چلنے لگے تو ہر اہل مذہب اور بالخصوص شیعہ نے جو کہ سخت تنگی و درماندگی میں تھے اپنے فرائض مذہبی کو کیفیت بااطمینان سے کرنا شروع کیا جو لوگ لباس تقیہ سے متزلزل ارباب ظاہر مراعات دیرینہ

تھے اونھوں نے قبائے تشیع زیب بدن کر لی۔ شیعہ کی دمبدم ترقی اور بحمد اللہ کی سرعت
مذہبی حضرات اہلسنت کو ناگوار گذری۔ اوس زمانہ کے علمائے میں جناب شاہ عبد العزیز صاحب
کا پایہ بلند تھا۔ اونھوں نے شیعہ کی ترقی و خوشحالی سے خار رسیدہ ہوکر نہایت پر زور
کتاب جس کا نام تحفہ ہے حوالہ قلم فرمائی۔ دنیا کا کوئی الزام ایسا نہیں جو کہ مذہب امامیہ سے
عالم موصوف نے چسپاں نہ فرمایا ہو۔ حد سے زیادتی کی کہ سرچشمۂ تشیع ایک یہودی
ابن سبا نامی تجویز کیا۔ چونکہ ہر شخص فطرتاً عادت رکھتا ہے کہ اپنے اوپر الزام نہ آنے
دے اور حتی الوسع فرد جرائم کی جو کہ اوس پر قائم کی گئی ہو بیوقاری دکھلائے۔ لہذا
شیعہ نے اوس کے متعدد جواب دئے۔ آپ چونکہ بفضلہ با انصاف شخص ہیں
خود تصفیہ فرما سکتے ہیں کہ اگر شیعہ جواب نہ لکھتے تو گویا تمام الزامات تحفہ اونپر چسپاں
ہوجاتے۔ اہل سنت اپنی کتاب کو لاجواب سمجھ کر غرہ کنان ہوتے اور شیعہ فرط ندامت
سے مذہب چھوڑ کر سنیوں کی چوکھٹ سے جا لگتے۔ بعد اشاعت تحفہ علمائے سنیہ نے
یہ شعار اختیار کر لیا کہ اوسی سے مضامین لیکر کچھ رنگ بدل کے کتابیں لکھنی شروع کیں
علمائے شیعہ نے باین خیال کہ ہمارا گروہ نہایت قلیل ہے اگر سنیوں کے یہی حملہ
رہے تو ایک دن ضرور نابود ہو جائیگا ہر کتاب اہل سنت کا جواب دینا لازم سمجھ لیا۔
میں نے کتاب اعجاز داؤدی مولفہ خود میں ایک فہرست دیدی ہے کہ فلاں فلاں
کتاب سنیوں نے لکھی اور شیعہ نے اون کے یہ یہ جواب دئے جس کا نتیجہ یہ ہوا
کہ اہل سنت عاجز ہو کر حقیقت شیعہ ماننے پر مجبور ہو گئے اور اطراف عالم میں سنی
شیعہ ہونے لگے۔ ہم بعنایت الٰہی اپنا کام پورا کر چکے ہیں۔ سنیوں کے ہر ایراد و اعتراض
کے متعدد جواب ہمارے پاس موجود ہیں۔ لیکن سنی صاحب ہمارے جوابوں کا جواب
نہیں دیتے وہی پہلے رد شدہ مضامین برنگ گوناگون لکھتے رہتے ہیں۔ آپ
چونکہ ذی وجاہت و با اثر ہیں۔ ندوۃ العلماء کے جو کہ اہل علم کا سالانہ جلسہ ہوتا ہے
ممبر و والی بھی ہیں جلسہ موصوف میں تقریباً وہ علما بھی رونق بخش ہوتے ہیں جو کہ شیعہ
کے مقابلہ میں کتابیں لکھنا ضروری جانتے ہیں وہاں یہ رزولیوشن پاس ہونا چاہئے

کہ مواد مباحثہ فریقین میں ضرورت سے زیادہ ہے۔ اب ہوائے زمانہ باہمی قضایا کے روکنے کو بہت تیز چل رہی ہے۔ لازم ہے کہ کوئی اہل سنت حسب عادت کتب مناظرہ لکھنے میں جرأت و سبقت نہ کرے جس وقت ایسا مضمون پاس ہو جائیگا شیعہ چونکہ جواب دینے کے عادی ہیں سوال کرنے کے نہیں۔ لہذا یہ اٹھا ہوا طوفان مخالفت ہنڈیا کے ابال کی طرح بیٹھ جائیگا۔ (**فاضل اہل سنت**) ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ ابتدا سنیوں کی جانب سے ہوئی اور ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ جناب خواجہ الطاف حسین صاحب حالی نے عصر جدید ۵ یا ۶ سنہ میں اس مضمون کو چھپوا بھی دیا ہے۔ پرچہ موصوف سے اخبار اثنا عشری دہلی نے بھی اوسکو نقل کیا ہے۔ لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ شیعہ سنیوں کی کتاب کا جواب نہ دیں بالکل خاموشی اختیار کریں۔ جب سنی دیکھیں گے کہ شیعہ ہماری تحریروں پر نظر نہیں ڈالتے وہ قلم اٹھانے سے رک جائیں گے۔ سر سید مرحوم نے بھی یہ ہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ تہذیب الاخلاق پر چہار جانب سے وار دگیر ہوئی اور تیر اعتراضات برسنے شروع ہوئے۔ لیکن سید نے کسی معترض کو منہ نہ لگایا۔ اپنا کام خاموشی سے کرتے رہے اگر سید صاحب بغرض اسکات معترضین مصروف جواب ہوتے تو اصلی مطلب فوت ہو جاتا اور ایک فضول جھگڑہ میں پھنس کر مقصد پر نہ پہونچ سکتے۔ جو کام اون کو کرنا تھا اوس کو کیا گئے کسی کا جواب نہ دیا۔ بالآخر سب تھک کر بیٹھ رہے ایسے ہی سنی آپکے مقابلہ میں ساکت ہو جائینگے۔ (**نحیف**) جناب کی مثال صادق نہیں۔ اگر سید نے بقول آپکے (جس کو میں صحیح نہیں سمجھتا کیونکہ سید صاحب نے تہذیب کے پرچوں میں معترضین کے جواب دئیے ہیں) سکوت کیا تو وہ اونکا ذاتی حق تھا۔ اور شیعہ بفضلہ اطراف عالم میں موجود ہیں ہر شخص سے کون کہتا پھرے کہ جناب کی یہ رائے ہے تا وقتیکہ سنی ابتدا کرنے سے نہ رکینگے یہ قصہ طے نہ ہوگا۔ اگر جناب کا یہ ہی منشا ہے کہ اہل سنت آزادانہ طور پر لکھتے رہیں تو براہ عنایت و نوازش یہ مضمون ...

سو سو مرتبہ زبان قلم پر نہ لائیں جن کو متکلمین قدیم شاہ صاحب تحفہ میں اور حیدر علی
صاحب منتہی الکلام میں لکھ چکے ہیں۔ کیونکہ بعد ان دو بزرگ علماء اہل سنت کے
آج تک جس جس شخص نے بڑا چھوٹا جو رسالہ لکھا وہ انہیں لوگوں کی تحریروں کا
تتبع و اقتباس ہے۔ کسی نے اپنی قوت دماغی سے کوئی نیا مضمون نہیں لکھا بقولے
(جو یکبار گفتی بگو بار ہا) متاخرین پر عقلاً تحفہ و منتہی الکلام وغیرہ علمائے قدیم کے
جوابوں کا رد کرنا ضروری تھا یا اونہیں کتب رد شدہ کے مطالب کا بزبان بعد
بہ تکرار و بیان کرنا اگر اس وقت کے علماء کو کچھ حوصلہ تحریر ہے تو منتہی الکلام و
تحفہ و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ و نصیحۃ الشیعہ وغیرہ کے جوابوں کا جواب لکھوائے
لکھیں۔ عقلاء سب اگلی پچھلی تحریروں کو ملاحظ فرما کر نتیجہ نکال لیں گے کہ سنیوں کو
جواب دینے میں کہاں تک کامیابی ہوئی یا بالکل ناکام رہے چونکہ ربط و اتحاد کی
ہر زمانہ میں ضرورت ہے اگر زمانہ قدیم کے علمائے شیعہ پابند تجویز سامی ہو کر کتب
مذکورہ کا یہ سمجھ کر جواب نہ لکھتے کہ اس سے بنیاد موالات میں فرق آجائیگا تو فرمائیے
مذہب شیعہ کو کس قدر ضرر پہونچتا کتب موصوفہ کے مضامین کیا کچھ قیامت برپا کرتے
بس ذرا اتحاد ہی رہتا مذہب امامیہ تو ندارد ہو جاتا۔ یہ مناظرین ہی کے کلام کا اثر
ہے کہ ایسی ایمان شکن کتابوں کی ٹکر سے مذہب حق کو اتنا بھی ضرر نہ پہونچا جتنا
ٹرینوں کو خفیف دھکے میں پہونچا کرتا ہے۔ علمائے شیعہ نے جوابوں کے لکھنے
میں لوگوں کی آنکھوں سے وہ پردے اٹھا دئے جو کہ بہ تقویت سلاطین جور
علمائے سنیہ نے ڈال رکھے تھے۔ خلفاء کی وہ تمام زیادتیاں جو کہ خاندان نبوت سے
اونہوں نے کی تھیں آئینہ کر کے دکھلا دیں۔ چنانچہ زمانہ حال کے محقق اہل سنت نے
جو کہ یزید و شمر سے کچھ بڑھا چڑھا دشمن اہلبیت ہے (مرزا حیرت دہلوی) اپنی مؤلفہ
کتاب خلافت شیخین (جس کا میں نے ولیل المتحیرین سے جواب دیا ہے) کے صفحہ
اول سطر پانچ سے تا سطر ۷ صفحہ ۲ (لکھا ہے) علمائے شیعہ نے جو جو قابل قدر بحثیں اس
مسئلہ خلافت میں کی ہیں اون سے کسی طرح بھی چشم پوشی نہیں ہو سکتی ہر صفحہ

پرداو دینے کو جی چاہتا ہے اور ہر پہلو پر آفرین کہنے کو مجبور ہوتے ہیں بڑی تعریف کے قابل یہ بات ہے کہ جس بحث کو اٹھایا ہے اُسے حد خاص تک پہنچایا اور ایسا نباہا کہ ایک بے تعصب مؤرخ ضرور اس کی داد دیگا۔ خلافت اور خلفاء کے متعلق اون کی اکثر دلچسپ بحثیں دیکھی گئیں اور کل بحثیں اپنی جگہ ایک خاص وقعت رکھتی ہیں جنہیں تعصب کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ بڑی بڑی لاجواب کتابیں اس اہم اور لاینحل مسئلہ کی نسبت تصنیف ہوئیں۔ اور اون پر تمام مذہبی علوم کا اسقدر زور لگایا گیا کہ کوئی پہلو باقی نہ رہا۔ اور بہت سی باتیں جو بالکل تاریکی میں پڑی تھیں روشنی میں آگئیں۔ اور بہت سے امور جن پر تیرہ سو برس سے پردہ پڑتا چلا آتا تھا اس اسلامی صدی کے آخر میں اوٹھا دیا گیا۔) ایسے بڑے شخص کی شہادت سے جس نے نئی روشنی کے زمانہ میں پردہ عدم سے موجود نکالا ہے ظاہر ہوا کہ شیعہ نے درباب خلافت جو کہ اصل نزاع اسلام ہے لاجواب کتابیں لکھی ہیں۔ اور ہر امر بحث طلب کو ایسا صاف کیا ہے کہ تیرہ سو برس سے امر حق پر جو پردے پڑے چلے آتے تھے نگاہ خلائق سے اونکو ہٹا دئے اور ظلمات حیرانی و بیابان تاریکی سے لوگوں کو نکال کر سیدھا راستہ بتلا دیا اور واقعہ درباب تحقیق مذہب علمائے شیعہ نے ایسا ہی کار نمایاں کیا جس کی مرزا حیرت شگفتہ الفاظ سے تصدیق فرماتے ہیں۔ ہر چند کہ بعد انکار شہادت جناب امام حسین علیہ السلام مرزا نے بڑا عروج دنیاوی حاصل کیا اور سنیوں نے اون کے اخبار کو مشتاقانہ نگاہوں سے دیکھکر سواد خریداری کو ترقی دیا (حامی بدعت) کا خطاب اون کو عنایت فرمایا طناب حجت کی میخوں کو مضبوط کیا۔ مگر بعض نے کچھ چارہ دنیا کر کے اون پر نفرین بھی برسائے۔ لہذا ممکن ہے کہ یہاں جو طبائع اونکی تحریر کے غیر وقیع ہونے کا حکم دیں۔ لہذا دیگر بزرگان اہلسنت کے بیان سے ثابت کرتا ہوں کہ فی الواقع مرزا صاحب کا بیان صحیح ہے۔ علمائے شیعہ نے امر مذہبی کی تحقیقات میں پایہ رفیع حاصل کیا ہے۔ محمد اسحاق ساکن سہارنپور مفتی محلہ نے (رسالہ سوال از جمیع علمائے شیعہ) کو جو پہلے مولوی محمد قاسم الہ آبادی بروایت حسین

فضلع گیا نے شایع کیا تھا دوبارہ مطبع تجارتی پریس علی گڑھ میں چھپوایا اوس کے صفحہ (۱۶۷و۱۸۱) پر لکھا ہے (آج تک جو رسائل قدیم وجدید رد شیعہ میں تصنیف ہوئے ہیں اون میں شیعوں کے اعتراضات کا جواب دیا ہے کبھی کسی نے کوئی مستقل کتاب مذہب تشیع کے ابطال میں ایسی نہیں لکھی جو اس خاص طریقہ سے اصول کا ابطال کرے جیسا کہ مطرقۃ الکرامہ میں مولوی خلیل احمد صاحب نے غضب کیا ہے۔ نہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف کما حقہ توجہ فرمائی اور نہ مولوی حیدر علی صاحب نے کبھی اس جانب التفات کیا۔ نواب محسن الملک بھی اس بارہ میں دیگر مصنفین سے زیادہ حصہ لینے والے نہیں ہیں۔ خود مولوی خلیل احمد صاحب کو ہدایات الرشید میں تردید اصول شیعہ کا وسوسہ بھی نہیں گذرا۔ غرض کہ ہمارے علماء کے اصول شیعہ کی طرف بے توجہی نے امامیہ کو یہ دھوکہ دیا کہ وہ اپنے اصول کو نہایت مستحکم اور اٹل سمجھ بیٹھے اور بجائے خود غرہ کناں ہوئے کہ ہم میدان مناظرہ کے پہلوان ہیں) ملاحظہ فرمائیے کہ اگر علمائے شیعہ مخالفوں کے حملوں سے اپنے مذہب کو نہ بچاتے تو میدان مناظرہ کے پہلوان ہونیکا زبان مخالف سے خطاب نہ پاتے۔ تیرہ سو برس سے سلسلہ مناظرہ جاری ہے اور بڑے بڑے علامہ دہر علماء سنیوں میں گذر چکے ہیں۔ مگر بایں ہمہ کوشش آج تک کسی سے ممکن نہ ہوا کہ شیعہ کے اصول دین کو صدمہ پہونچانے میں دوات و قلم سے کام لیتا۔ آپ خود انصاف فرما سکتے ہیں کہ بایں کثرت اعداء جس مذہب کا اصول محفوظ رہا وہ کس حد تک عزت کی نظر سے دیکھنے کے لایق ہے۔ محمد اسحاق مذکور کا یہ بیان غلط ہے کہ پہلے عالموں نے اصول شیعہ کے ابطال میں کوشش نہیں کی اب صاحب مطرقہ نے اس طرف توجہ فرمائی ہے۔

اصل چہارم شیعہ کے اصول میں امامت ہے جس کا بطلان بزعم خود شاہ صاحب نے تحفہ کے باب ہفتم میں کیا ہے۔ شیعہ نے بوارق و تنزیہ و ۳۰ جلد عبقات الانوار سے اون کی توجیہات غیر وجیہ کو بے اثر کردیا۔ صاحب مطرقہ نے باب مذکور کے مطالب کو یہ رنگ تازہ پیش کیا۔ اعجاز داودی سے حقیر نے اونکو رستہ بتایا۔

سنی طرح طرح کے رنگ بدل کر شیعہ کے مقابلہ پر آتے ہیں۔ مگر شاہ مرداں کے غلاموں کے سامنے جو کہ مرد میدان نبرد اور مناظرہ کے اکھاڑے کے پہلوان ہیں کب ٹھہر سکتے ہیں سنیوں کے عالم ہمیشہ یہی رونا روتے چلے آئے ہیں کہ شیعہ عبد اللہ ابن سبا کی امت ہیں۔ وہ ملعون ان کا دادا ہے۔ خلفا و اہلبیت بایکدگر متحد تھے۔ اون میں رنجش نہ تھی کا سلسلہ ہوا شیخین نے فاطمہؑ کو نہیں ستایا مدام اون کی دلجوئی کرتے رہے۔ لڑائیوں میں جان لڑا دی۔ نہ فاطمہؑ سے فدک لیا۔ نہ اون کا گھر جلایا۔ نہ کبھی کسی جنگ سے پاکشی کی۔ نہ خمس کو سیدوں سے روکا وغیرہ وغیرہ۔ شیعوں نے ہر امر انکاری کا انہیں کی کتب سے ثبوت دیدیا کہ جملہ معاملات خلفا کی ذات سے بروئے ظہور لائے۔ انکار محض دھوکا ہے۔ ۶ کتابوں سے آگ کا خانہ سیدہ پر لیجانا دکھا دیا۔ ۲۷ کتابوں سے ہبہ فدک و نزاع وراثت کو ثابت کیا۔ شیخین کا حضرت امیرؑ کے نزدیک کاذب و غادر و خائن ہونا صحیح مسلم سے دکھا دیا۔ غرض کہ ہر ایک بات کا ایسا شافی و تسکین بخش جواب پیش کیا کہ بالآخر سنیوں کو ماننا پڑا کہ شیعہ نے تحقیقات سے امر حق کو ایسا روشن کر دیا کہ گل پردہ بیچ سے اوٹھا کر مکان کی اصلی حالت دکھا دی۔ آپ غور فرمائیں کہ ہم لوگ ایسا نہ کرتے تو مناظرہ کے پہلوان کیسے کہے جاتے۔ بھلا یہ ہو سکتا تھا یا اب ممکن ہے کہ ہم ایسے باشوکت و جلالت ہو کر سر نیچا کر کے سنیوں کی مار کھائے جائیں اور اپنا زور کچھ نہ دکھلائیں۔ بلکہ ہمارے فرقہ کا ہر وہ شخص جو کہ امور مذہبی میں لکھنے کا سلیقہ رکھتا ہے کبھی اہل سنت کے سامنے سرنگون نہ ہوگا ہر رسالہ کا جواب دیگا۔ آپ اس لکھائی پڑھائی کو تخم شرارت بتلاتے ہیں۔ اور ہم ہدایت کہتے ہیں۔ دیکھئے تو سہی اب سے سو برس پہلے ہندوستان میں کتنے شیعہ تھے۔ اور اب بفضلہ کس قدر ہیں۔ مردم شماری میں دو کروڑ کہے جاتے ہیں۔ اگر بھلا ہے شیعہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہنستے اور سنیوں کو جواب نہ دیتے تو جو روز بد آج سنیوں کو پیش نظر ہے کہ لاکھوں اہل سنت تحفہ و منتہی الکلام وغیرہ کے رد دیکھ جانے سے مایوس از حقیقت خود ہو کر شیعہ سے

دست بچ ہو گئے۔ یہی حال شیعہ کا ہوتا۔ مولوی وجیہ الدین حسنی نے کتاب تحقیق میں
صاف لکھدیا کہ تحفہ وغیرہ کے جوابوں کا لاجواب پڑا رہنا بجز پریشانی ہوا کہ
اہل سنت شیعہ کے جوابوں کو دیکھ کر مذہب امامیہ قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اگر آپ
یا دیگر صلح جو لوگوں کی رائے ہے ہم علیں تو گویا قلعہ مذہب غنیم کے حوالہ کر دیں کہ گولہ باری سے
منہدم کر دیوے۔ یہ تمام و کمال تقریر سنکر موصوف الصدر نے ارشاد فرمایا کہ ہر چند
شیعہ تحفہ و منتہی الکلام کے جواب دے چکے ہیں اور سنی لوگ وہی باتیں مکرر لکھتے
ہیں جو کہ ان کتابوں میں ہیں تو پھر شیعہ لوگ تصدیعہ جواب اوٹھا کر تحصیل حاصل کا
الزام کیوں اُٹھاتے ہیں۔ حقیر نے عرض کیا کہ جناب کا ارشاد صحیح ہے۔ دونوں
فرقہ کے علماء کو اب مذہبی امور میں لکھنے لکھانے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ سنیوں
کا مایہ ناز تحفہ و منتہی الکلام ہے۔ اور شیعوں کا باعث فخر ان کے متعدد جواب ہیں
لیکن یہ سب کتابیں اعلی درجہ کی تحقیق بلکہ قریب قریب عربی کے ہیں۔ اور فی زمانہ
اہل اسلام اپنے علوم سے ایسے بے بہرہ ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں کہ انکو جاہل
مذہب کہدینا شاید بیجا نہ ہو۔ تمام ملک کا دارومدار اردو زبان پر ہو گیا۔ لہذا عقلاء
نے خیال کیا کہ عوام و خواص کو زبان مروجہ میں مذہبی امور پر مطلع کیا جائے۔ اگر میں
غلط نہ کہتا ہوں تو غالباً جناب مولوی مہدی علیخاں صاحب محسن الملک نے اس ضرورت
کو محسوس کر کے نہایت لطیف و شایستہ و دلفریب عبارت میں تحفہ و منتہی الکلام کے
مضامین کو مذکر کے آیات بینات تحریر فرمائی۔ صاحب موصوف نئی روشنی کے
پرتو یافتہ قابل شخص تھے۔ لازم تھا کہ قوت ذہنی سے رد شیعہ میں کوئی تازہ اور جدید
مضامین جمع کر زیب خامہ فرماتے۔ یا یہ کہ تحفہ وغیرہ کے جوابوں کا جن کے موجود ہونے سے
سنی درجہ یاس پر پہونچ گئے ہیں رد حوالہ قلم فرماتے محسن الملک صاحب نے کوئی قابل
یادگار کام نہیں کیا۔ پرانے چراغدان پر اردو کے تیل میں بتی تر کر کے ایک چراغ ٹمٹمایا
تھا جس کو بھی ہجرات کی تیز ہوا نے بجھا دیا۔ محمد اسحاق سہارنپوری کا آپکو پہلے نظارہ
دکھا چکا ہوں جس نے صاف بیان کر دیا ہے کہ محسن الملک نے دوسرے متکلمین سے

زیادہ حصہ لینے والے نہیں ہیں۔ اس تحصیل حاصل کے ارتکاب کا جو شیعہ پر جناب الزام
لگاتے تھے وہ محسن الملک کی ذات پر چسپاں ہوگیا۔ بوجہ بیعلمی جو حالت کہ سنیوں کی
ہے وہی مرتبہ شیعہ کو حاصل ہے۔ ادھر حضرات اہل سنت نے پرانی رد شدہ کتابوں
سے کوئی مضمون اردو میں شائع کیا ناواقف شیعہ جو کہ تحفہ وغیرہ کے جوابوں پر
اطلاع نہیں رکھتے علماء کے گلوگیر ہوئے کہ حضرت اس کا جواب دیجئے ورنہ ہمارے
خیالات میں تزلزل پیدا ہو جائیگا۔ وہاں سے جواب ملا کہ بھائی یہ طے شدہ باتیں
ہیں ہم صدہا مرتبہ جواب دے چکے ہیں۔ آپ نزہہ۔ بوارق۔ تشئید المطاعن۔ استقصاء
الافحام۔ عبقات الانوار و ذوالفقار و حسام الاسلام وغیرہ کو دیکھ کر تسکین طبیعت
فرمالیویں۔ یہ عرض کرتے ہیں کہ جناب ہم نے مدارس میں جغرافیہ۔ مبادی الحساب۔
جبر مقابلہ۔ اقلیدس کو دیکھ لیا ہے۔ ہم کیا جانیں یہ کتابیں کن کن حرفوں سے لکھی
جاتی ہیں۔ براہ عنایت صاف اور سیدھی زبان میں ناولانہ طریقہ سے اصل کتاب کا
جواب دیجئے۔ ورنہ ما بندگان رخصت۔ اوس وقت حضرات علما کچھ پند دے لوگونکو
حکم دیتے ہیں کہ شاہ صاحب و حیدر علی صاحب وغیرہ علماء کی کتابوں کا اون سے کچھ
بڑھ چڑھ کر ہم فارسی میں جواب دے چکے۔ ان اردو والیوں کی تم نبض دیکھ لو۔ تمام
معروضہ حقیر پر نظر فرماکر جناب منصفانہ فیصلہ صادر فرمائیں کہ جواب دینے میں ہمکو کسقدر
مجبوری لاحق ہوتی ہے۔ محتشم الیہ نے نحیف کی گفتگو سنکر غایت انصاف سے فرمایا
کہ ہم نے اس پر غائر نظر نہ ڈالی تھی بے شبہ شیعہ مجبور ہیں۔ اگر سنیوں کے سونٹے
نیچی گردن کر کے کھائے جائیں اور ذرہ اُف نہ کریں تو بالآخر مضمحل ہو کر بیکار
محض ہو جائیں۔ لہذا جو مسلک وہ بمقابلہ اہل سنت اختیار کئے ہوئے ہیں کسی طرح
قابل جرح نہیں۔ اپنا اعتراض واپس لئے لیتے ہیں۔ بشرط موقع ہم اپنے علماء سے
درخواست کریں گے کہ جو جو کتابیں منجانب شیعہ رد تحفہ وغیرہ میں لکھی گئی ہیں اونکو
باطل کریں۔ پارینہ یادداشتوں کو لباس اردو سے آراستہ نہ فرمائیں۔ تاہم اتنا ضرور
کہینگے کہ بالکل گو نہ ہی چھیڑ چھاڑ رکھیں۔ لیکن عالمانہ طریقہ کی گفتگو ہو شائستہ اور

مہذب الفاظ میں ادائے مطلب کیا جائے۔ (نحیف) غرض پیدا ہوا کہ بندہ اس جملے کے
مطلب کو نہیں سمجھا۔ آپ صاف فرمائیں کہ عامیانہ طریقہ کس کو کہتے ہیں اور اوس کا
ارتکاب سنیوں سے ہوتا ہے یا شیعہ سے۔ (**فاضل اہل سنت**) جناب اس کا
فیصلہ مجھ سے نہ کرائیے خود سمجھ کر انصاف کیجیے۔ بیچارے سنیوں کی کیا مجال کہ ناشائستہ
کلام کر سکیں۔ وہ غریب تو دوبا کے بندھے ہوئے ہیں۔ کان تک نہیں ہلا سکتے۔
خلفاء کی نسبت اگر کچھ کہیں مذہب کے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اہل بیت کی جناب میں الزاماً
علے الخصم شیعہ کو جلانے رنج پہونچانے کیلئے شوخ چشمی کریں سیدھے جہنم میں چلے جائیں۔ وہ
تو بایں عنوان طناب ادب میں جکڑے ہوئے ہیں کہ پہلو بدلنا دشوار ہے۔ آپ حضرات
ماشاء اللہ ایسے آزاد ہیں کہ جب جوش میں آتے ہیں سنیوں کی ہڈیاں ڈوبی تک نہیں
چھوڑتے۔ ہر چند کہ میں سنّی ہوں مگر ہماری قوم شیخ انصار کا بڑا مجمع ہے سنی و شیعہ
دونوں مذہب کے آدمی ہیں۔ آپس میں بحراہت و بیدلی رشتہ ناتہ بھی ہوتا ہے۔
خاص میرے کئی نہایت قریب عزیز بھی شیعہ ہیں۔ لیکن محرم میں ایسی گلفشانیاں کرتے
ہیں کہ باغ تہذیب پت جھڑ ہو جاتا ہے۔ (**نحیف**) یہ تو آپنے شیعہ کی تبرا بازی
کا ذکر کیا۔ عامیانہ مناظرہ جس کا آپنے انسداد چاہا ہے وہ اوراق کتب تک محدود
ہے اوس سے اور محرم میں شیعہ کے بحق خلفاء کم وبیش کہنے سے کیا علاقہ۔ حضور پہلے
عامیانہ طریقہ کا مجھ کو پتہ دیویں کچھ تو اوس کا نشان بتلائیں تاکہ جواب دے کر پھر
اعتراض تبرہ کو رفع کردوں۔ (**فاضل اہل سنت**) عامیانہ سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ
خلفاء کو اہل سنت چونکہ اچھا اور اپنا پیشوائے دین جانتے ہیں لہذا اون کی نسبت
مؤدبانہ الفاظ کا استعمال کرکے ایک اسلامی گروہ کو رنج نہ دیا جائے۔ (**نحیف**)
جناب کا یہ خیال صحیح نہیں کہ شیعہ عمداً عناداً سنیوں کے دلوں میں سوراخ کرنیکی
غرض سے اون کے مطاعن کا اظہار کرتے ہیں۔ بلکہ فی الواقع اور حقیقتاً حضرات
خلفاء کی ذات سے ایسے ہی افعال بروئے ظہور لائے تھے کہ جن کا بیان کرنا از بس ضروری
ہے۔ سنی صاحب شیعہ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ مثل ہمارے خلفائے ثلاثہ کو

واجب الاطاعت سمجھیں۔ اون کے خلیفہ حق و امام الصدق ہونیکا اعتقاد فرمائیں اہلبیت
رسول کو مثل سائر الناس اون کا تابع و منقاد خیال کریں۔ شیعہ جواب دیتے ہیں کہ ہم کو
خلفا سے صرف اسکی کوئی ذاتی پرخاش نہیں۔ نہ اون بزرگواروں نے ہماری جائداد لی
نہ مال تاراج کیا۔ جو خواہ مخواہ اون سے عداوت کرکے درپے سرزنش ہوکر اون کے
اظہار معایب میں کوشش کریں۔ بلکہ اصلی حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو سرور عالم
صلے اللہ علیہ و آلہ نے حکم دیا تھا کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ تمہاری ہدایت
کے لئے قرآن اور اپنے اہلبیت کو چھوڑتا ہوں۔ اگر ان کی متابعت کروگے بہشت
میں جاؤ گے۔ بصورت مخالفت سوکھی لکڑیوں کی طرح دوزخ کی بھٹی میں جھونک
دئے جاؤ گے۔ پس ہم مامور بہ اطاعت خاندان نبوت ہیں۔ آنحضرت کا ارشاد
بلاواسطہ سننے والے حضرات صحابہ تھے۔ اگر وہ بہ تعمیل حکم نبوی بعد وفات نبی صلعم
اہلبیت رسول کو اپنا پیشوا مانتے اور اونکی اطاعت سے سرمو تجاوز نہ کرتے تو ہم اونکو
سر پر اوٹھا لیتے۔ مگر خود علماء اہلبیت نے جو کہ خلفاء کے خیر طلب اور اون کے
پورے طرفدار ہیں اپنی کتابوں میں بعبارات صاف و واضح لکھا ہے کہ اہل بیت
بعد نبی ایسے ہدف تیر آلام ہوئے کہ تا زندگی چین نہ پائے۔ شیعہ اہل سنت کے سامنے
وہ تمام زیادتیاں پیش کرکے کہتے ہیں کہ بھائی جن لوگوں نے رسول ص کا کہنا نہ مانا اور
وحشیانہ طریقہ سے اون کے خاندان کو برباد کردیا ایسے لوگوں کی اطاعت پر آپ
ہم کو کیوں مجبور کرتے ہیں۔ اگر کچھ حیا و ایمان ہے اور نبی ص کے حکم کی اطاعت کو
واجب جانتے ہو۔ تو تم بھی اون سے کنارہ کش ہوکر ہمارے ہم آواز ہو جاؤ۔ حضرات
اہل سنت اون جملہ مطاعن والزامات کو جو کہ خلفا پر وارد کئے گئے ہیں قبول کرکے
ہر طعن والزام کی تاویل کرتے ہیں۔ چنانچہ صاحب تحفہ نے باب دہم میں اون سب
باتوں کو لکھ کر جواب دیا ہے کہ اس بات کی وجہ یہ تھی اور خلاں امر کا سبب یہ تھا۔
بطور نمونہ صرف ایک بات دکھلائے دیتا ہوں اسی پر جملہ تاویلات کو سمجھ جائیے۔
طعن احراق جو کہ بنت رسول کا گھر جلانے سے علاقہ رکھتا ہے اوسکی نسبت شاہ صاحب نے

لکھا ہے کہ شیعہ جو عمر پر الزام خانہ سوزی وارد کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ بات صرف
اتنی ہے کہ چند مفسد حضرت فاطمہؑ کے گھر میں جمع ہو کر یہ مشورہ کیا کرتے تھے کہ ابوبکر کو
تخت خلافت سے اتار دو۔ عمر نے ان مفسدین کو دھمکایا اور فرمایا کہ اگر تم نے اطاعت نہ کی
پھر بھی جس کو شان رفع ہو ان مشورہ کرو گے تو میں اس گھر کو پھونک دوں گا۔ حاکم نے
ہدایۃ تشنیہ الطاعن میں اس کی رکاکت ثابت کر کے سوالات لیوں سے دکھلا دیا کہ
عمر صاحب اور اکثر ابتر گئے جناب کو بیعت تاکہ تخت دھمکایا
فرمایا خوف دلایا کہ میں یہ گھر جلا کر خاک کر دوں گا علیٰ ہذا خلیفہ کے جو صاحب
تحفہ نے جواب دیا سب کو رد کر کے پہلے سے بھی مضبوط کر دیا۔ اگر شیعہ جواب نہ دیتے تو گویا
الزام قائم کرنے میں خود ملزم بنجاتے۔ اے حضرت اس کو آپ عامیانہ مناظرہ فرماتے
ہیں محققانہ نہیں کہتے۔ یہی تو وہ سیاہ پردے ہیں جو کہ تیرہ سو برس سے بقول مرزا حیرت
چشم خلائق پر پڑے ہوئے تھے اور شیعہ نے تحقیق بلیغ کر کے اٹھا دیئے آپ نے جو
اعتراضات شیعہ کو موذیات تعبیر کر کے سنیوں کے قلب نازک کا مجروح ہونا ظاہر فرمایا
ہے یہ اوس وقت صحیح ہو سکتا تھا جبکہ شیعہ غلط باتیں خلفاء سے منسوب کرتے۔
شیعہ کی صحت کلام کی اس سے زیادہ کیا معیار ہو سکتی ہے کہ سنی صاحبان مضبوط
رسیوں کو جو کہ خلفاء کی سر و گردن میں ڈالی گئی ہیں کارد قلم سے نہیں کاٹ سکے واقعہ صحیح
کا ظاہر کرنا معیوب نہیں۔ بلکہ سچی بات کا چھپانا اور مدام اوس کے چھپانے
میں کوشش کرتے رہنا عیب کیا گناہ میں داخل ہے۔ مجھ کو امید ہے کہ اب حضور اسکو
عامیانہ مناظرہ نہ فرمائیں گے۔ بلکہ جائز و مباح و عاقلانہ بتلائیں گے۔ شیعہ کی
سخت کلامی اور اپنی معذوری و بیدینی کا جو اظہار فرمایا ہے وہ بھی قابل نظر
نہیں۔ نہ شیعہ درشت زبانی کرتے ہیں اور نہ سنی۔ پابند سلسلۂ ادب ہو کر مہر
سکوت لگائے بیٹھے ہیں۔ نفس تبرا میں شیعہ اور سنیوں کا ایک مسلک ہے جن کو
شیعہ تفریق کرتے ہیں اونہیں پر تیر ملامت سنی لوگ برساتے ہیں۔ حضرات
اہل سنت اتنا زیادہ کرتے ہیں کہ اہلبیتؑ کو بھی الزام سے نہیں چھوڑتے (فاضل سنی)

خدا کے غضب سے ڈرو۔ ایسا سفید جھوٹ ہمارے سر نہ تھوپو۔ ہم لعنت ملامت کرنے میں کب آپکے شریک ہیں۔ اور اہلبیت کو کون ناسزا کہتا ہے۔ ایسا کہنا تو دن کو رات جتلانا ہے۔ (تحیف) تم یا میرے فرقہ کے آدمی معاذ اللہ جھوٹا دعوے کرنیکے عادی نہیں۔ بھلا یہ تو فرمایئے۔ آپ دشمنان خاندان نبوت کو اچھا جانتے ہیں یا برا۔ (فاضل سنی) جو اونکو برا نہ جانے وہ خود برا ہے۔ ہم تو اہل بیت ع کے مخالفوں پر تین حرف کہتے ہیں۔ (تحیف) یہ ہی تین حرف محرم و شہر ربیع الاول وغیرہ بلکہ نماز پنجگانہ کے بعد ہماری زبان پر معاندین آل طیب کے حق میں جاری ہوتے ہیں۔ پھر فرمایئے کہ ہم میں اور آپ میں فرق کیا رہا۔ دشمنان اہل بیت ع کے نا ہنجار سمجھنے میں ہم اور آپ دونوں ایک عقیدہ اور ایک زبان رکھتے ہیں۔ (فاضل سنی) بندہ پرور ہم کسی کا نام کب لیتے ہیں۔ اور آپ تو صحابۂ کرام کو اسم باسمہ بے نقط سناتے ہیں (تحیف) کیا آپکے نزدیک کسی مجرم کا نام لیکر یہ کہنا کہ فلاں شخص نے ارتکاب قتل عمد کیا یعنے الواقع زید کو بیجرم مارڈالا یا بکر کے گھر میں نقب لگا کر مال لیگیا خدا اوس کو اپنی رحمت سے دور کرے کوئی شرعی جرم ہے۔ بندہ پرور ملعون کا نام لینا تو سنت نبوی ہے بخاری شریف میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے (حدثنا حبان بن موسی خبرنا معمر عن الزہری قال حدثنا سالم عن ابیہ انہ سمع رسول اللہ صلعم اذا رفع راسہ من الرکوع فی الرکعۃ الاخرۃ من الفجر من صلوۃ یقول اللھم العن فلانا و فلانا و فلانا بعد ما یقول سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد) یعنی آنحضرتؐ نماز صبح کی دوسری رکعت میں جب رکوع سے سر اوٹھاتے تھے تو فرماتے تھے کہ خدا یا فلاں اور فلاں اور فلاں پر تیری لعنت ہو اوس کے بعد سمع اللہ کہتے تھے۔ امام بخاری نے بجائے نام مجہول لفظ فلاں لکھدیا ہے۔ اون ثلاثہ ملاعنہ کا نام نہیں لکھا۔ لیکن امام عینی شارح بخاری نے لکھا ہے کہ آنحضرتؐ اون لوگوں پر لعن فرماتے تھے جو کہ اون کو جنگ احد میں لشکر کفار کے محاصرہ میں چھوڑکر بھاگ گئے تھے جنکی نامردی سے دندان مبارک گرائے گئے۔ اور امیر حمزہ شہید ہوئے۔ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ اصحاب ثلاثہ ایسے بیحواس ہوکر بھاگے تھے کہ عثمان صاحب تین دن میں واپس

آئے تھے۔ اور جناب عمر بایں جلالت و تہور ایسی چال بھول کر پہاڑی بکری کی طرح
اُچکتے کودتے پھرتے تھے۔ صرف معرکہ قتال سے گریز یا ہی نہ ہوئے تھے بلکہ شیخین نے
مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اب اسلام چھوڑ کر اپنے بھائی بندوں میں ملکر اون کا حقہ پانی
پینا لینا چاہیئے۔ نیاز مند نے رسالہ مشعل ہدایت میں کتب اہلسنت سے ثابت کر دیا ہے
کہ اونھوں نے ایسا ارادہ کر لیا تھا۔ پس نام لیکر لعن کرنا معیوب نہیں بلکہ سنت
نبوی ہے۔ (فاضل سنی) در حالیکہ کوئی عیب نہیں۔ نہ ایسا کہنے والا قابل شکایت
ہو سکتا ہے۔ جبکہ حسب تصریح بخاری سرور عالم ایسا کر چکے ہیں تو دوسرے کو کیا
موقع انکار ہے۔ (نحیف) مہربانی فرما کر اتنا تو بتلا دیجئے کہ وہ دشمنان اہلبیت کس
ملک اور قوم و قبیلہ کے ہیں جن پر آپ منہ بھر کے تین حرف کہتے ہیں اور اون کے کیا
کیا نام ہیں۔ (فاضل سنی) ہم اون کے نام و صفات سے واقف نہیں بس اجمالی
طور پر ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ (نحیف) بڑا افسوس ہے کہ تیرہ سو برس سے آج تک
باوصفیکہ آپکا گروہ بوجہ کثرت اسلام کا سواد اعظم کہا جاتا ہے ایسے ناہنجار و بدکردار
لوگوں کے پتہ لگانے سے معطل رہا معلوم ہوا کہ آپکی نفرین جو دشمنان خاندان نبوت پر
کیجاتی ہے اندھیری رات کا غلہ یا اندھے کی لکڑی ہے۔ کیوں جناب محدثین و مورخین کو
وہ باتیں معلوم ہو گئیں جو کہ تخلیہ میں مابین زن و شوہر خصوصیت سے ہوا کرتی ہیں جیسا کہ
آنحضرت و بی بی عایشہ کے واقعات آپکی کتب میں درج ہیں اور اہل بیت کے دشمنوں کا
حال آج تک نہ کھلا۔ اس باب میں تو ہم بڑھے رہے۔ کیونکہ تحقیق کر کے اون کے نام دریافت
کر لئے۔ اور آپکو اس وقت تک معلوم نہ ہوئے۔ پس ہم محقق ہوئے اور آپ غیر محقق۔
آپکی سہل انکاری و غفلت شعاری جو در باب تنقیح اسمائے معاندین ہوئی اوس سے
ایک یہ بات بھی پیدا ہوتی ہے کہ آپکے نزدیک اہل بیت رسول سے عداوت رکھنا ایک
ایسی خفیف حرکت ہے جس کی تحقیقات پر متقدمین نے توجہ نہیں فرمائی۔ بڑا تعجب ہے
کہ دشمن خاندان نبوی کو ہر طرح سے اذیت پہونچا کر برباد کریں اور آپ اون کے نام تک
معلوم نہ کر سکیں۔ بہر حال نفس تبرا میں ہم اور آپ دونوں لفظی کے شریک ہیں فرق

صرف اتنا ہے کہ ہم بندھی گولی نشانہ پر تاک کے لگاتے ہیں اور آپ دس سو تیع کو گو کہ
نہیں جانتے۔ مگر مقصود تو یہی ہے کہ تیر لعین ملاعنہ کی گردن سے پیوستہ ہو۔ فرض
کیجئے کہ ایک شخص چورنے میں لٹا ہوا پڑا ہے تفتیش کنندہ کے سامنے چند شہادتیں
پیش ہوئیں بعض کا بیان ہے کہ اس مسافر کو فلاں فلاں شخصوں نے لوٹا ہے اور اس کی
یہ دلیل ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لٹ جانا تو صحیح ہے مگر لوٹنے والوں کو ہم یقینی طور
پر نہیں بتلا سکتے کہ فی الواقع وہ ہی ہیں جنکو یہ لوگ کہتے ہیں یا اور کوئی تفتیش کنندہ
ان نہیں لوگوں کا چالان کریگا جن کو دلائل شافیہ سے ایک گروہ لٹیرا ثابت کر رہا ہے۔
علیٰ ہذا اہلبیت رسولؐ کا دستبرد مخالفین سے تباہ و برباد ہونا تو مسلمہ امت ہے۔ رہا یہ امر
کہ کس نے انکو غارت کیا۔ اس کے اظہار میں منجملہ دو گروہ اسلام کے ایک کو مجرموں کا
نام بتلانے میں سکوت ہے۔ اور دوسرا بلا تکلف پکار پکار کر نام لے رہا ہے۔ محض نام ہی
نہیں لیتا بلکہ تائید بیان میں ادلہ و براہین واجب الیقین سے ثابت کر رہا ہے کہ اس شخص نے
یہ کیا اور اوس نے یہ فرمائی۔ ان دو میں کس کے بیان پر غور کیا جائیگا۔ جناب والا تاوقتیکہ وہ
فرد جرم جو کہ خلفاء ثلٰثہ کو بروئے توجیہات شاہ صاحب بذریعہ تشیید المطاعن بنائی گئی ہے آپ
صفائی پیش کر کے غلط ثابت نہ کرائیں۔ تبراء سے اونکی برأت ناممکن بلکہ محال ہے۔
میں آپکو روح الصاف کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تحفہ و منتہی الکلام و دیگر کتب کے جوابوں کا
رد نہ لکھے جانے سے ہمکو اپنی حقیت پر کہاں تک متیقن ہونا واجب ہے جناب حنفیہ مذہب
جو کہ ہر اہل مذاہب پر اثر ڈالے ہوئے ہے ناراض نہ ہوں بلکہ اپنے دل میں سوچیں کہ سنیوں نے
اپنی نادر الوجود کتابوں کے جوابوں کا لاجواب پڑا رہنے سے عقلاء کے نزدیک دین سنیہ کو
کمزور کر دیا اور شیعہ کو قوت شدید دیدی۔ میری تقریر کے اطراف و جوانب پر نظر ڈال کر
فرمائیے کہ ہم تبرا طور پر درشت و بدزبان ہیں یا یہ کہ اصلی واقعات کو بیان کرتے
ہیں۔ اور اپنے دعوے کی تائید میں ایسا قوی ثبوت رکھتے ہیں جس کا ابطال مخالفوں کی
طاقت سے باہر ہے۔ (فاضل سنی) میں اس وقت اس کا فیصلہ کرنا کہ آپ سخت کلامی
کر کے سنیوں کا دل دکھاتے ہیں یا نہیں نامناسب سمجھکر یہ عرض کرتا ہوں کہ جناب

نے دعویٰ کیا ہے کہ سنی بستہ زنجیر ادب نہیں بلکہ ایسے گستاخ گسستہ مہار ہیں کہ اہلبیت
رسولؐ کو بھی الزام دیئے سو نہیں چھوڑا اس کے سُننے کا ازبس مشتاق ہوں۔ وہ کون کم بخت
سُنی ہے جس نے ایسی ناجائز جرأت کی بعد سماعت ہر دو امور کی نسبت رائے ظاہر کروں گا
(نحیف) حضرات اہلبیتؑ کی الزام دہی کا اگر کوئی ایک شخص مرتکب ہوا ہو تو اوس کا نام
لوں۔ کروڑوں آدمیوں کی زبانی کیا شمار بتلاؤں میں نے ایک رسالہ مسمی تقریر دلپذیر لکھی
ہے جو کہ (مطبع حافظ آبادی لاہور میں) چھپا ہے اوس میں چند معززین و معتبرین علمائے
اہل سنت کے بیان پیش کر گئے ہیں جنہوں نے اہل بیتؑ کی توہین کر کے اپنے نامۂ عمل کو
سیاہ کیا ہے مجملی حقیقت اوس رسالہ کی یہ ہے کہ میں نے عقلاً و نقلاً بحوالہ کتب اہلسنت
ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں کوئی سُنی نہیں۔ جو صفت کہ سنیوں نے اپنے واسطے تجویز کی ہے
وہ باعتبار واقعات اون پر کسی طرح صادق نہیں آسکتی پس جو لوگ کہ سُنی کہے جاتے ہیں
وہ عرفاً اس لقب کے مستحق ہیں ورنہ حقیقتاً خارج ہیں۔ رسالۂ مذکور کے صفحہ آخر پر میں نے
اعلان کیا ہے کہ جو عالم اہلسنت بردّ ترجیحات مندرجہ رسالہ سنیوں کا سُنی ہونا ثابت
کر دیگا اوس کو سرکار شیعہ سے دس ہزار روپیہ انعام دلا دیا جائیگا۔ افسوس ہے کہ اہلسنت نے
اپنی قدیم وضع عدم جواب ہی کو یہاں بھی نہ چھوڑا۔ باوصف وعدہ انعام کثیر کسی نے جواب
تحریر نہ فرمایا۔ آپ قیاس فرما سکتے ہیں کہ جو فرقہ محض اتنی بات کے ثابت کرنے سے عاجز ہو کہ
میں کہاں ہوں وہ کب وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ (فاضل سنی) اگر یہ حضرت
وہ رسالہ کہاں ہے۔ یہ بات تو آپ نے وہ کہی جو دیدہ ہے نہ شنیدہ۔ آپ تو بڑے مذہب ہی کو فرقۂ مذہب
سے خارج کر دیا۔ (نحیف) میں نے ابراہیم عاشقان بہ شرح آہوں کا حیلہ حوالہ نہیں کیا بلکہ میرے
بستہ میں وہ رسالہ مکان پر موجود ہے انشاء اللہ شام کو خدمت عالی میں بھیج دونگا (فاضل
سنی) آپ کل صبح اسی جگہ قدم رنجہ فرمائیے میں رات کو رسالہ دیکھ کر نتیجہ معائنہ سے آپکو آگاہ
کرونگا۔ اگلے روز صبح کو ہم معلوم پھر یکجا ہوئے۔ چونکہ ابتدا سے تخلیہ میں یہ گفتگو دوستانہ
طریقہ سے چلی تھی لہذا جلسۂ ثانی میں بھی وہی برتاؤ رہا۔ (نحیف) جناب نے رسالہ ملاحظہ
فرمایا۔ (فاضل سنی) از اول تا آخر بہ تکرار دیکھا اور خوب غور سے دیکھا۔ واقعی بات

یہ امر کہ جو تقریر بانی آپ نے کی تھی وہ ایسی شائستہ و برجستہ تھی کہ کوئی منصف مزاج اوسکی نسبت چون و چرا کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ رسالہ میں تو وہ کمال دکھایا ہے کہ جسکی مداحی میں میرے پاس کوئی لفظ نہیں۔ یہ غضب ہی کیا ہے جیتے جاگتے مذہب کو مٹی میں ملا دیا۔ میں شاعرانہ طبیعت رکھتا ہوں۔ امور مذہبی کی تحقیقات پر کبھی دلچسپی نہیں ہوئی مگر آپکی تحریر و تقریر نے ایک نئی روح پھونک دی۔ حق یہ ہے کہ ہر امر بحث طلب کو پورا کر کے دکھلا دیا ہے۔ میں نے بنظر تحقیقات کبھی کتب بینی کا شوق نہیں کیا۔ مگر اب طبیعت میں ایک کد و کاوش پیدا ہو گیا ہے۔ وقت خالی نہ جانے دونگا منصفانہ نگاہ سے کتابیں دیکھتا رہونگا۔ علمائے سے بہت زور کے ساتھ دریافت کرونگا کہ شیعہ کے جوابوں کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا۔ اگر علما اون کے جواب میں دست پاچہ ہیں تو پھر امر حق کو کیوں نہ تسلیم کر لیا جائے۔ کیونکہ جواب نہ دینا صریحاً و بداہتاً دلیل عجز و درماندگی ہے۔ لیکن اتنا ضرور التماس کرونگا کہ حضرات شیعہ جوابوں میں دل دکھانیوالے کلمات کا استعمال نہ فرمائیں جو کچھ لکھیں با تہذیب لفظوں میں ادائے مطلب کریں۔ (تحسین) پھر آپنے وہی تقریر شروع کیا جیسا کہ میں تبرا کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ سنی و شیعہ کی نیت ایک ہے اور دونوں اوس فعل کے کرنے میں مساوی حصہ رکھتے ہیں۔ آؤ آگے بڑھ کر انشاء اللہ یہ دکھلا دونگا کہ اہل سنت جان شکن لفظوں کا جب بحق شیعہ استعمال کر لیتے ہیں تب جواب میں شیعہ کو بھی کچھ کہنا پڑتا ہے۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ انسان کو اپنے عیب پر نظر نہیں ہوتی دوسروں کی اچھی بات بھی بری معلوم ہوتی ہے کل کی گفتگو میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ابتدائے حملہ اہل سنت کی جانب سے ہوتا ہے۔ شیعہ بدرجہ آخر جواب دینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جواب ہر بات کا دیا جاتا ہے۔ اگر اہلسنت مہذبانہ طریقہ اختیار کرتے تو شیعہ بھی مؤدبانہ اونکا جواب لکھتے۔ چونکہ آپکو خود اقرار ہے کہ ہم شاعرانہ طبیعت رکھتے ہیں مذہبی امور کے متعلق کبھی کتابیں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لہذا میں مختصر طور پر چند کلمات دکھلاتا ہوں جو کہ خونریز تہذیب سنیوں نے زبان قلم پر جاری فرمائے ہیں۔ ہندوستان میں سب سے پہلے شاہ صاحب نے دروازہ مناظرہ کے کواڑ کھولے شیعہ کی ترقی گھٹانے میں بلا اس کے کہ کوئی

ان کا مدمقابل ہو قلم بدست ہوئے۔ چونکہ بجائے خود منصب ہدایت اختیار کیا تھا۔
لہذا لازم تھا کہ شایستہ لفظوں میں شیعہ کے معائب اور اپنے محاسن دکھلاتے لیکن انہوں نے
پہلے ہی انجن تیز کر دیا۔ کتاب کا نام وہ تجویز کیا جس کو دیکھ کر مستقل طبیعت شیعہ بھی
صبر نہ کر سکے۔ جو کچھ منہ میں لام و کاف وجا دبیجا آئے کہہ اٹھے حضور ممدوح نے کتاب کا
نام تحفۃ المومنین و فضیحۃ الشیاطین تجویز فرمایا ہے۔ اگر شاہ صاحب کی تمام بدزبانیاں
مندرجہ تحفہ جو بحق شیعہ وارد ہوئی ہیں یکجا کر کے آپ کے سامنے پیش کروں تو ایک طویل تحریر
بنجائے بطور نمونہ دو ایک بات تصدیق کلام میں عرض کرتا ہوں۔ حضور ممدوح فرماتے
ہیں (اینجا مذہب تشیع بالی وو فلسفہ انضمام یافتہ بول براز و خون حیض آمیختہ طرد معجونے
بہم رسید) دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے (اگرچہ روایت ضعیف و واہی در کتب ابن بابویہ
و فتح اللہ شیرازی مثل لتہائے حیض مخفی و مستور ماند) پھر ایک جگہ فرماتے ہیں بعضے
از شیعہ با مادر و خواہر زنا کند یا با پسر و برادر خود لواط نماید و تمام عمر در شرب خمر و اکل خنزیر
و ربا و کذب و غیبت مداومت نماید باوجود اصلا از وے نہ پرسند۔ جناب تحفہ کے الفاظ
کو بنظر غور دیکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ شاہ صاحب نے باین علم و حق آگاہی و تبحر و ہمہ دانی
بلاوجہ کیوں ایسی راہ اختیار کی جس کو کوئی شریف مزاج و شایستہ طبیعت کبھی پسند
نہ کریگا۔ چونکہ سلام کا جواب سلام اور گالی کا جواب گالی ہے۔ لہذا اگر ایسے نالایق کلمات
کا شیعہ ترکی بترکی جواب دیں تو کیوں ملزم قرار پائیں۔ انہوں نے خلفا کے گڑھے ہوئے
کوئلے تہ زمین سے اوکھاڑ کر وہ شرمناک باتیں ان بزرگان اہل سنت کی ذوات
عالیہ سے لاحق بتلائیں کہ جن کی وجہ سے عام خلایق کی نظر میں وہ بیوقار محض قرار
پا گئے۔ شیعہ نے الزاماً علی الخصم خلاف واقعہ باتیں ان سے منسوب نہیں کیں۔
بلکہ کتابوں سے اوس کا ثبوت دیدیا۔ یہاں تک محنت کی کہ ان کا بدنسب ہونا
قرآن و حدیث سے ثابت کر دیا۔ چنانچہ بندہ نے رسالہ التحقیق جدید میں کتب تفاسیر و
احادیث سے حضرت عمر کی جو نسبی حالت دکھلائی ہے وہ سنیوں کیلئے انتہا کی ندامت
افزا ہے۔ شاہ صاحب نے ہمکو شیطان کہا ہم نے ان کے پیران طریقت کو شیطان کا

آبا بتلایا محض بتلایا ہی نہیں بلکہ کتابوں سے ثابت کر دکھایا جس کا دفعیہ آج تک ممکن نہیں ہوا مگر
چونکہ البادی اظلم مشہور عالم ہے لہذا ہمارے کچھ چیتھڑے لکھو لکھو کا الزام عقلاً شاہ صاحب پر قائم
ہوتا ہے۔ نہ وہ ابتداء بیہودہ سرائی کرتے نہ ہم آواز گنبد کی مثال بنتے۔ انگریزی عملداری
میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم سنیوں کی بری بھلی باتیں
سن کر اپنی زبان کا مشین سے بخیہ کرالیں۔ ہمارا جواب خلاف تہذیب ناقابل التفات قرار دیا گیا
اور جن لوگوں نے خواہ مخواہ ہمکو جوش دلایا اونکو کچھ بھی نہ کہا۔ اسی واسطے میں نے ابتداء کلام میں
عرض کیا تھا کہ جلسہ ندوۃ العلماء میں رزولیوشن پاس کرا کے سنیوں کو لکھنے کی ممانعت
کرا دیجئے (فاضل سنی) کیا یہ سچ ہے کہ شاہ صاحب نے شیعہ کو شیطان لکھا اور وہ
دیگر باتیں درج تحفہ غرائتیں جنکو آپ نے بیان کیا ہے۔ اگر فی الواقع اونہوں نے ایسا کیا
تو گویا اجازت دیدی کہ شیعہ سنیوں کے جگر میں نوک قلم سے چھید کر ڈالیں (نحیف)
حضرت دس بیس جلدیں تو اس جگہ بھی تحفہ کی ہونگی منگا کر دیکھ لیجئے۔ اگر صحیح ہو تو شاہ صاحب
کی بعوجسے جنہوں نے یہ راہ بد احتیاطی کی مناسب سلوک کیجئے۔ بصورت غلطی جو چور کا حال ہوتا
ہے وہی میرا بنائیے۔ اور شاہ صاحب ہی پر کیا موقوف ہے آپکے مذہب کے جتنے متکلم و مصنف
ہیں سب اسی سانچہ کے ڈھلے ہوئے ہیں۔ ایک ہو تو اوس کی شکایت کی جائے انکا میں سب
باوا ہی بگڑے ہیں۔ شاہ صاحب کے والد بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحب نے جو موتی اوگلے
ہیں اون کی چمک دمک آنکھوں کو بالکل ہی خیرہ کئے دیتی ہے۔ ازالۃ الخفا و قرۃ العینین
دیکھئے تو ساری حقیقت کھل جائے۔ صاف لکھا ہے کہ عنایات ربانی جو فوج فوج
شامل حال اہل اسلام رہتی تھی وہ علیؑ کے وقت میں بالکل مسدود ہو گئی تھی وہ ایسے
حریص حکومت تھے کہ جس نے اون کے زہد پر بدنما دھبہ لگا دیا تھا ہمیشہ اسی کوشش
میں رہے کہ سب کی آنکھوں میں خاک پڑ جائے اور میں مستقل خلیفہ ہو جاؤں جسقدر
بدعادت و سیئات دنیا میں ہیں سب کا سرچشمہ اولاد علیؑ ہے جو برائی نے اونہیں کے گھر
سے سر نکالا ہے۔ مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی صاحب منتہی الکلام ازالۃ الغین میں
شیعہ کے مجتہد کو بایں الفاظ یاد فرماتے ہیں (ابن نالائق ابن خبیث بدترین خلائق سیدی نقال کشمیری

دفتر وقف منصبیہ

نائم طائفہ (یعنی شیعہ) کا کچن ایں سگ دیوانہ وابن زیاد پسر مرجانہ کہ طائفہ امامیہ او را ایں
خویش دانستہ آند؟ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی صاحب ہدیۃ الشیعہ و مولوی جہانگیر خاں صاحب
شکوہ آبادی نے وہ غضب ڈھایا اور ایسے کریہ الفاظ میں خدا سے گستاخی کی اور حضرت
امیرؑ کی کھلے لفظوں میں اہانت حوالہ قلم فرمائی کہ بالآخر چند علمائے اہل سنت نے انکے کفر کا
فتویٰ دیدیا جو کہ بثبت مواہیر علماء سنیہ تحفۃ الاشعریہ و معیار الہدیٰ مطبع یوسفی دہلی کے
صفحہ آخر پر چھپا ہوا موجود ہے۔ سنی صاحب یہی باتوں کا تو کیا جواب دیں تیرہ دہ کا فرشدہ علماء
کو بردِ مضامینِ فتاویٰ آج تک مسلمان نہ بنا سکے۔ مولوی محمد قاسم پیرزادہ ساکن سملیڑہ
نے جو رسالہ سجادیہ کے جواب میں بے سروپا مضمون لکھا ہے جس کی تصدیق جلسۂ
مناظرہ میں ایک عالم اہلسنت نے کی اوس میں بہت کچھ ہلکے پھلکے الفاظ کا استعمال فرمایا ہے
ازاں جملہ جناب فاطمہ علیہا السلام کو (ناقص العقل و الدین) لکھا ہے۔ غرضکہ میری بات میں
یہ کہاں طاقت کہ سب علماء اہل سنت کی بدزبانیاں سرسری طور پر آپکو دکھلا سکوں۔ ایک ایسے
شخص کے بیان پر تقریر ختم کرتا ہوں جو کہ حسب خیال عامۃ الناس کرسیٔ تہذیب پر بیٹھ
کر خلائق کو شائستہ کلام کرنے اور مہذب بننے کی تعلیم دیتا تھا تیرا پکا ہم ترجمہ پیر بھائی
و دوستِ خالص تھا وہ مولوی مہدی علی خاں صاحب بہادر محسن الملک سکرٹری دار العلوم
علی گڑھ ہیں۔ صاحب ممدوح نے آیاتِ بینات ردِّ شیعہ میں تحریر فرمائی ہیں۔ اور بجائے اس کے
کہ کسی کتاب شیعہ کا جواب لکھیں از خود اپنے شیعہ سے سنی ہونے کی وجوہ قید قلم میں
لائے ہیں۔ ایسے معروف عالم شخص پر واجب تھا کہ نہایت نرم الفاظ میں شیعہ کو یاد
فرماتے۔ تاکہ وہ اون کی سحر اثر تقریر سے نصیحت پذیر ہو کر خانۂ سنیت کو جھانکتے کہ اس
میں کس قسم کی دل آویزی ہے۔ مگر اونہوں نے ایسے شائستہ مذہب میں کب جنم لیا تھا۔
جبکہ اور علماء شریفانہ کلام کرنے کے عادی نہ تھے وہی اثر اون پر پڑا موٹر کار کلام
پر بیٹھتے ہی فراٹے سے چھوڑ دیا اوس کے کل پرزوں کو خوب توڑا مروڑا پہلے ہی صفحہ
میں عبد اللہ ابن سبا یہودی کو شیعوں کا دادا بتایا شیعہ بھلا کب چوکنے والے تھے ملی الحجرات
میں لکھدیا کہ حضرت آپ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب بھی شیعہ ہیں ہرگاہ آپ اپنے

باپ کو شیو کہتے ہیں اور یہودی مذکور کو شیعوں کا دادا۔ لہذا اس ترکیب سے وہ ملعون آپکا پردادا ہوا۔ اخبار النجم لکھنؤ میں جو کہ سنیوں کا نہایت معتبر پرچہ ہے بہ الفاظ روشن اہل سنت کی اہانت ہوتی رہتی ہے۔ گویا دس کا اجراء اسی منشاء سے ہوا ہے کہ خاندان نبوت کی بیوقاری لوگوں کے ذہن نشین کرائے جائے۔ چنانچہ پرچہ مذکور میں لکھا ہے (ابوطالبؑ اشد ترین کفار تھے مگر ان کے بیٹے نے بہ لباس مسلمانی اپنے باپ کے ارادوں کو خوب پورا کیا) مرزا حیرت دہلوی نے جو اہلبیت رسولؐ کی تذلیل و تحقیر پر کمر باندھ رکھی ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہیں۔ سب سے آخر میں ایک عالم اہل سنت کا بیان دکھلاتا ہوں جس سے آپکو معلوم ہو جائیگا کہ سُنّی لوگوں نے اب کھلم کھلا عداوت اہلبیتؑ پر کمر باندھ لی ہے۔ (مولوی صدرالدین احمد حنفی قادری رواج المصطفےٰ مطبوعہ کانپور کے صفحہ (۳) پر رقمطراز ہیں) اما بعد فیقول العبد الضعیف الراجی الی رحمتہ ربہ القوی السید صدرالدین احمد بن سید کریم الدین احمد العلوی الموسوی الحنفی القادری اللوہاری البردوانی عفاء اللہ عنہ کہ چوں دریں زمان فساد توامان بعضے از اہل این زمان را دیدم کہ از طریق مستقیم اہل سنت و جماعت عدول نمودہ میل بہ مذہب باطلہ نواصب پیدا ساختہ اعتراضات رکیکہ و ہذیان سرائے بیہودہ درحق حضرت مرتضےٰؑ و سید الشہداء کربلاؑ میکنند و خود را بظاہر اہلسنت میگویند و درحقیقت سُنّی نیستند در مذہب اہلسنت کجا جائز است کہ حضرت مرتضےٰ را نا قابل خلافت و حضرت حسینؑ را باغی پندارند معاذ اللہ من ذلک و سینۂ ایشان از محبت بنی امیہ این قدر مملو است کہ انکار فسق یزید پلید و علم و فضل ائمہ اہلبیتؑ مے نمایند و میگویند از ائمہ اہل بیت بغیر حضرت مرتضےٰ و حسن مجتبےٰ دیگر کسے امام نبود و دیگراں را امام گفتن جائز نیست چرا کہ خلافت بایشاں نرسیدہ و ایشاں اہل علم نبودند کہ امام علمی ہم گفتہ شود ایشاں مجرد صاحبزادہ گاں بودند طرفہ تر این است کہ نواصب نیز ایشاں را اہل علم دانستہ آند چہ جا اہلسنت کہ مقتدایان اہلسنت از ایشاں اخذ علم نمودہ آند چنانچہ بتفصیل در مقام خود مذکور خواہد شد بعضے را سبب این چنیں ہذیان سرائے حب جاہ است تا در نظر جہال بزرگ

نمایند و مردم ایشاں را حق گو پندارند و عجب است کہ این قدر نمی فہمند کہ نزد علماء
باعث مضحکہ میشوند چہ امر حق را خلاف آں بیاں نمودن اظہار جہالت و حماقت خود
است و در دنیا موجب رسوائی و فضیحت و باعث خسران عاقبت است۔ پس نتیجہ
این عقیدہ منحوس و تقریر شوم خسران الدنیا والآخرۃ است (خسر الدنیا والآخرہ ذلک
ہو الخسران المبین) نصیب ایشاں است۔ کسانیکہ از احوال خیر مآل اہل بیت واقف
نیستند مگر بر قول باطلہ این مذہب سنتی اعتماد نمایند چیزے بگویند فی الجملہ
معذور اند طرفہ این است کہ بعض کساں این چنین نیز ہستند کہ باحوال اہلبیتؑ واز
آنہ و محبت نیز میدارند مگر از راہ تعصب یا حب جاہ و ثروت برخلاف عقیدہ خود
تقریر میکنند انتہی کلامہ۔ ہر شخص اپنے گھر یا اہل مذہب کی حقیقت سے پورا واقف
ہوتا ہے۔ اس عالم نے اپنے مذہب والوں کے بطون سے خلایق کو اطلاع دے دی ہے اور
اون کی قلبی حالت کا نقشہ کھینچ کر رکھدیا کہ عموماً سنی باکل مخرج ہیں۔ مجھکو مولوی
صاحب موصوف کی تحریر سے سراسر اتفاق ہے صرف اتنا اختلاف ہے کہ دو تین ان کی
جماعتوں نے قید لگائی ہے یہ صحیح نہیں۔ ابتدائے سنی تمامتر خارجی لوگوں کا دم بھرتے
رہیں چنانچہ رسالہ تقریر دلپذیر سے آپ نے معلوم فرمالیا ہو کہ سنی کوئی مذہب نہیں
ایک فرضی نام ہے ورنہ سب خارجی ہیں۔ جناب بلا خیال طرفداری مذہب ارشاد
فرمائیں کہ عامیانہ مباحثہ و مناظرہ بلکہ مشاتمہ و مجادلہ کا بانی کون ہے۔ مرغ انصاف
آپکے سر پر پرواز کشاہ کرکے جس طرف اشارہ کرے اوس کی پیشانی پر بدتہذیبی
اور عامیانہ بات کرنیکا سیاہ ٹھپا کھینچ دیجئے۔ (فاضل سنی) میر صاحب حق یہ
ہے کہ آپنے وہ باتیں بیان کی ہیں جنکو آج تک ہم نے کسی کی زبان سے نہ سنا تھا۔
ہم بجائے خود یہی سمجھ رہے تھے کہ شیعہ چونکہ فوائدہ تبرا کیے جاتے ہیں ہر بدعنوانی
کا سلسلہ انہیں سے ہے۔ یہی لوگ بیدھڑک ہو کر جو چاہتے ہیں کہہ اوٹھتے ہیں لیکن
آپکی بے کتمان اور با حوالہ تقریر نے مجھکو یقین دلادیا کہ خطا ونکی بتاتے تھے قصور
اپنا نکل آیا۔ آپ ہمارے شہر میں مہمان ہیں۔ قصور معاف ہو میں نے بڑا تصدیعہ دیا

اور دو روز تک آپکے دفتر عزیز کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ مگر چونکہ آپنے منصب اپنے اختیار
کیا ہوا ہے لہذا گم گشتگان راہِ صواب کو سیدھا راستہ بتلانا آپکا فرض منصبی ہے میں حتماً
وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی شیعہ کی طرف یہ سوءِ خیالی نہ کرونگا کہ عامیانہ خیال ہے لوگ
ہیں بلکہ مجھکو یقین کامل ہوگیا کہ وہ بیہودہ کلمات میں خود ابتدا نہیں کرتے بلکہ جواب
(جس کے بغیر چارہ نہیں) دیتے ہیں۔ فی الواقع شیعہ اگر پہلے جواب دیتے یا اب نہ دیں تو
مذہب امامیہ کو سخت ضرر پہنچ جاتا۔ ہم نے ان معاملات پر کبھی گہری نظر نہ ڈالی تھی لیکن
آپکی تقریر نے مجھ پر حالی کر دیا کہ شیعہ بدزبانی نہیں کرتے۔ بلکہ بدزبانوں کو دندان شکن
جواب دیکر اپنے مذہب کی حفاظت کرتے ہیں۔ میری طبیعت میں جو خیالات تھے وہ بالکل
بدل گئے مجھکو معلوم نہ تھا کہ سنیوں نے ان کتابوں کے جواب نہیں دئے جن کا دینا ان پر
لازمی و ضروری و فرض تھا میرا تعلق کالج علیگڑھ سے ہے۔ اکثر وہاں جاتا ہوں جناب
مولوی سمیع صاحب کے بیٹے سے جو کہ خود بھی عالم ہیں دریافت کرونگا کہ یہ کیا اندھیر ہے
کہ سنی ابتدا کرتے ہیں مگر جب شیعہ جواب دیتے ہیں تو پھر اوس طرف رخ نہیں کرتے۔
اور ان کے جواب کو میں خود جانچونگا کہ کہاں تک لائق سماعت ہیں۔ مگر ہاں اس قدر
التماس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ دہریوں لانیچریہ و فلاسفہ و عیسائی و آریہ وغیرہ نے
بڑا و مضبوط مچا رکھا ہے ان کے جواب بھی حضرات شیعہ کو دینے چاہئیں۔ غیر مذاہب والوں کا
بار سنیوں ہی کی گردن پر نہ ڈالیں۔ (نحیف) کیا آپکے خیال میں یہ بات ہے کہ شیعہ سنیوں کا
مقابلہ کرنے پر چست کمر باندھے ہوئے ہیں۔ غیر مذاہب والوں کے سامنے سپر انداختہ ہیں۔
(فاضل سنی) گستاخی معاف میرا یہ خیال ہی نہیں بلکہ مجھکو باعتبار شہرت درجہ یقین
حاصل ہے کہ شیعہ صاحب اس طرف توجہ مبذول فرمانے سے اب تک قاصر ہیں۔ سنی اپنی تمام تر
لیاقت سنیوں پر صرف کرتے ہیں۔ میری نظر سے آج تک کوئی کتاب نہیں گذری
جو کہ شیعہ نے مخالفین اسلام کے رد میں لکھی ہو۔ (نحیف) آپکے نہ دیکھنے سے یہ الزام
نہیں آتا کہ شیعوں نے کبھی کچھ لکھا ہی نہیں (آپ پہلے فرما چکے ہیں کہ میں شاعرانہ طبیعت
رکھتا ہوں۔ امور مذہبی پر کبھی دلچسپی نہیں لی۔ مگر اب ایک نوع کا مذاق پیدا ہوگیا ہے

ضرور کتابیں ویکھا کرونگا) بندہ نواز جبکہ جناب نے عروض وقافیہ کی تکمیل میں منہمک ہو کر
اسلامی دفتر کو نہیں دیکھا تو مخالفین اسلام کی جو حربہ ہو گئی ہے اوسکو کیونکر ملاحظ فرما سکتے تھے
آخر فرمائیے تو سہی کچھ کیونکر معلوم ہو اگر شیعہ کفار کو منہ نہیں لگاتے علماء اہلسنت ہی اونکا بھی
جواب دیتے ہیں۔ (فاضل سنی) میں نے اپنے فرقہ کے علماء سے شکایتاً سنا ہے کہ شیعہ صاحب
کو خبر بھی نہیں کہ اسلام پر کیا تباہی پڑ رہی ہے گروہ گروہ مسلمان نصرانی و آریہ و دہریہ
ہوئے چلے جاتے ہیں وہ پھر کر بھی نہیں دیکھتے کہ دنیا میں کیا رنگ پھیل رہا ہے بس رات دن
حضرت امیر کی خلافت بلافصل ثابت کرنے میں غلطان پیچ رہتے ہیں۔ اون میں بڑے
بڑے علماء موجود ہیں اگر ہمارے ساتھ شریک ہو کر وہ بھی کچھ ہاتھ پیر ہلاتے تو دہری قوت
ہو جاتی۔ (نجیف) شاید تو آپنے وہ معتبر شخص کئے ہیں کہ جنکا بیان بالضرور قابل ماننے
کے ہے۔ میں حقیقت معاملہ سے آپکو آگاہ کرتا ہوں۔ اوس پر غور کر کے ارشاد فرمائیے
کہ آپکے فرقہ کا طبقہ علماء کس حد تک امر حق کا پوشیدہ کرنیوالا ہے۔ آفتاب پر خاک
ڈالنا اسی کا نام ہے ہم نے سنیوں کی ہر کتاب کے متعدد جواب دیئے ہیں۔ ایک تحفہ
کے رد مطالب میں ۶۵ جلدیں لکھی ہیں۔ مگر جس عالم سے پوچھئے وہ یہی کہیگا کہ شیعہ تحفہ کا
آج تک جواب نہیں لکھ سکے میں عوام اور معمولی علماء کا ذکر نہیں کرتا جو کہ دلائل الخیرات
اور شریعت کا الٹا پکڑے ہوئے دیہ بدیہ روٹیاں کھاتے پھرتے ہیں۔ بلکہ ایک خاص عالم کا
تحریری ثبوت دکھلاتا ہوں مولوی خلیل احمد صاحب سطرقۃ الکرامہ علی مرآۃ الامامہ کے
صفحہ ۵ سطر ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ شیعہ نے خواجہ نصر اللہ کابلی و تحفہ اثنی عشری و سوال از جمیع
علماء شیعہ و منتہی الکلام کا اس وقت تک جواب نہیں دیا حقیر نے اوس کے جواب
میں رسالا عمی زد او دمی لکھا ہے۔ اوس میں فہرست دیدی ہے کہ سنیوں کی فلاں فلاں
کتاب کے جواب میں شیعہ نے اسقدر کتابیں لکھی ہیں۔ اور سب جواب چھپے ہوئے موجود
ہیں بعض کتابوں کی طبع کو اسی برس سے زیادہ زمانہ گزر گیا ہے۔ جناب خیال فرما سکتے
ہیں ایسے سچے لوگوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے جو کہ رات کو دن بتلانے میں تامل نہیں کرتے
سنی کو کبھی ان بات کی شہرت دیتے ہیں کہ شیعہ سے کسی کا مقابلہ نہیں کر سکتے یہ غرض ہوتی ہے کہ

عوام الناس کی نظر سے اقتدار شیعہ گر جائے۔ لہذا وہ (الضرورات تبیح المحذورات ضرورت میں جھوٹ مباح ہو جاتا ہے) پر عامل ہو کر جھوٹ بولنے کو جائز جان لیتے ہیں۔ اگر سنیونکو معلوم ہو جائے کہ شیعہ نے اونکی سب کتابوں میں ہزاروں چھید کر ڈالے ہیں تو دیکھئے کتنے سنی سر پر اسباب اٹھا کر گھر سے نکلتے ہیں۔ اور جنپر ظاہر ہو گیا اور کچھ سمجھ رکھتے ہیں وہ تو مدت سے سنی ٹولا چھوڑ کر شیعہ نگری میں آباد ہو گئے۔ مولوی وجیہ الدین صاحب جنکے تحقیق کا بیان اوپر پیش کر چکا ہوں کہ تحفہ کے جوابوں کا لاجواب پڑا رہنا خانۂ سنیت کی بربادی کا سبب ہو گیا۔

اب میں وہ کام دکھلاتا ہوں جو کہ سوائے علماء قدیم عرب و عجم کے ہندی عالموں نے مخالفان اسلام کے حملہ سے کرنے میں کیا ہے۔ اون سب کتابوں کے نام تو مجھ کو بہ تفصیل یاد نہیں جو کہ شیعہ نے لکھی ہیں مگر ہاں اس وقت جو ذہن میں ہیں اون کو بیان کرتا ہوں۔ سنیوں کا بڑا عالم مولوی عماد الدین صاحب تارک اسلام ہو کر نصرانی ہوا۔ عالم صاحب نے پہلا حملہ قرآن پر کیا بجائے خود اس بات کے مدعی ہوئے کہ قرآن مؤلفۂ آنحضرت ہے فصاحت و بلاغت کا اس میں پتہ نہیں محاورۂ عرب کے بالکل خلاف ہے چند آیات بہ ثبوت دعوے خود پیش کیں اُس کے جواب میں جناب مولوی سید محمد صاحب بہرسری ساج بھرتپور نے ایک مبسوط کتاب مسمی بہ تنزیہ القرآن لکھ کر قرآن کا حسب محاورات عرب ہونا مع دیگر جوابات کے دکھلایا جو کہ عرصۂ کثیر سے طبع ہو کر اطراف عالم میں شائع ہے۔ جناب خلیفہ محمد حسن خاں صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ نے اعجاز التنزیل لکھ کر قرآن کا معجزہ ہونا ثابت کیا۔ ڈپٹی مہدی علی خاں صاحب میرٹھی نے شہاب ثاقب لکھ کر رد شبہات کیا۔ مولوی اکبر علی صاحب مجتہد زادہ لکھنؤ نے اوس اعتراض کے دفعیہ میں جو کہ حضرت زینب کے عقد سے متعلق ہے بہ تسمیہ امہات المومنین نہایت مشرح و مبسوط کتاب تحریر فرمائی۔ پھر یہی اعتراض آریہ صاحبان نے برنگ دیگر لکھا۔ جناب مولوی غلام حسنین صاحب کنتوری نے اوس کے جواب میں رسالہ زینبیہ تحریر فرمایا۔ سوائے ازیں صاحب موصوف نے ایک کتاب بنام انتصار الاسلام لکھی جس میں اجمالی طور پر جمیع مخالفان اسلام نیچریہ و دہریہ و آریہ وغیرہ کے اعتراضات کا مفصل جواب دیا۔ ایک خاص رسالہ ہمارا جو مسمی بہ تہافت الفلاسفہ اسی قسم کے شبہات کے دفعیہ میں نکلا جو کہ چند سال سے

جاری ہے سوائے ان کے اور بہت کتابیں ہیں جو کہ علمائے قلم سے نکلی ہیں۔ اِس وقت تک کسی آریہ و نصرانیہ و دہریہ وغیرہ کی جانب سے اون کا جواب نہیں ہوا۔ اِس علم سے جو ابد ہی ظاہر ہوا کہ وہ کتابیں اپنے مقام پر لاجواب ہیں۔ جس طرح سُنی اول حملہ کر کے پھر شیعہ کے جوابوں کا رد نہیں لکھتے یہی حالت دیگر مذہب والوں کی ہے کہ وہ ہی رد شدہ باتیں مکرر لکھتے ہیں اور جوابوں کا جواب نہیں دیتے۔ ہم کو سنیوں نے نہایت تکلیف دی ہے۔ جب تک سُنی ہیں لڑتے رہتے ہیں اور جب اسلام کو سلام کر کے دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں پھر اور طرح کے ہتیار ہاتھ میں لیتے ہیں۔ نہ معلوم وہ کیا ساعت تھی جس وقت یہ باطل فرقہ رونق دہ اسلام ہوا تھا۔ قادیانی یہ ہوتے ہیں۔ اہل حدیث یہ ہیں۔ قرآنی فرقہ ان میں سے نکلا۔ نصرانی ان ہی کے ہزارہا ہو گئے۔ آریہ ہونا ان کے لیٔے باعث فخر ہے۔ بزار عن ڈھنیے جولاہے شبانہ روز رنگ بدل رہے ہیں شیخ عبد الغفور عرف دھرمپال جو ہر دوار میں آسن جمائے بیٹھا ہے سُنا گیا ہے کہ گوجرانوالہ کا جولاہہ ہے جس کو آریہ لوگوں نے عالم اسلام مشہور کر رکھا ہے۔ اِس وقت تک آریہ لوگوں نے کوئی نئی بات اپنے دماغ سے نہیں نکالی۔ وہی عماد الدین کی کتاب جو کہ رد ہو چکی ہے اون کی رہبری کرتی ہے۔ چونکہ جملہ کتب مذکورہ مدت ہائے مدید کی چھپی ہوئی ہیں لہٰذا اون کو ملاحظہ فرما کر جناب خود تجویز فرمالیں کہ آپ کے علماء اس بیان میں کہ شیعہ غیر مذہب والوں کے سامنے قلم نہیں اُٹھاتے کہاں تک راستگو ہیں۔ (**فاضل اہل سنت**) آپنے بابت تفصیل کتب اور اون کے مضامین بتلائے کہ جن کے صحیح باور کرنے میں مجھ کو اصلاً تامل نہیں۔ سنیوں کی کتابوں کے رد اور یہ سب سائل ہم دیکھنا شروع کرینگے۔ میں نے جتنی تقریر آپ کی سُنی شائستہ پائی۔ ہر بات کو ذہن قبول کرتا ہے۔ ہم نے ہر چند طبیعت پر زور دیا کہ کسی کلام کو رد کریں مگر کوئی بات ذہن میں نہیں آتی۔ چونکہ اتفاقاً آپ ایسے شخص سے موقع گفتگو ملا ہے۔ لہٰذا دو ایک باتیں اور پوچھتا ہوں۔ امید ہے کہ اوس کا نہایت صحیح جواب دینے میں مضایقہ نہ ہوگا۔ اوّل یہ کہ ہرگاہ علی مرتضی جانتے تھے کہ ہم منجانب خدا و رسول خلیفہ حق ہیں اور سوائے ہمارے اور کوئی شخص جہات خلافت و منصب ہدایت کو پورا نہیں کر سکتا

تو آپنے حصول خلافت میں کوشش کیوں نہ کی - آپ پر عقلاً واجب تھا کہ تاامکان ثلاثہ کو مسندِ امامت کے قریب نہ آنے دیتے جس طرح ممکن ہوتا اون کے دفعیہ میں سعی بلیغ کرتے۔ ذوالفقار سے کام لیتے سیف بکر کہیں بس تک ثلاثہ حسب معتقدات شیعہ امت کو بیراہ کرتے رہے اور علیؓ نے لب ہلایا - اگر مذہب امامیہ صحیح مان لیا جائے تو حضرت امیرؓ پر الزام وارد ہوتا ہے کہ لوگ دام چاہ ضلالت میں گر رہے ہیں اور وہ کچھ ہاں ہوں نہیں کرتے - ایک بزرگ کا قول ہے سہ

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است ۔ و گر خاموش بنشینی گناہ است

دوم اگر فدک مال سیدہؓ تھا اور حسب خیال شیعہ حضرت صدیق نے اوسکو بطریق ناجائز لیلیا تھا تو حضرت امیرؓ پر واجب تھا کہ اپنے زمانۂ حکومت میں اوس سے سلطانی قبضہ اُٹھا لیتے اور حسنینؓ شریفین کے حوالہ کر دیتے تا اِس عامۃ الناس پر ظاہر ہو جاتا کہ خلیفہ ابوبکر وغیرہ کا عمل اون کے نزدیک ناجائز تھا - مگر جبکہ حضرت علیؓ نے بھی وہی عمل درباب فدک کیا جسکو دیگر خلفا کرتے رہے پھر اعتراض کیا رہا - اگر موردِ ملامت ہیں تو سب ورنہ ایک بھی نہیں - سوم حضرات شیعہ کا یہ خیال سنا گیا ہے کہ سُنی لوگ جسقدر عبادت و ریاضت و اعمال خیر کرتے ہیں یہ سب اون سے چھین کر شیعوں کو دیئے جائیں گے - یہ محض یاروں کی گپ ہے یا کچھ اصلیت رکھتا ہے - ہر سہ امور سے پورے طور پر اطمینان دلائیے -

جواب ہر سہ سوالات فاضل اہل سنت

آپکے سوالات ثلاثہ کا بسبیل اختصار یہ جواب ہے کہ جناب خود اقرار فرما چکے ہیں کہ ہماری تمام عمر مشغلہ شعر گوئی میں صرف ہوئی ہے مذہبی امور سے نہ کبھی دلچسپی ہوئی نہ کوئی کتاب دیکھی - ایسے نابلد دفتر اسلام کے سامنے تمام واقعات کا از اول تا آخر بیان کرنا نہایت طوالت رکھتا ہے - رامپور میں مجھ سوا ایک فیلقدر شخص ہے جو کہ سوا ریاست زیور علم سے بھی آراستہ ہیں چند سوالات کئے تھے منجملہ اون کے ایک وہ سوال بھی تھا جسکو آپنے اول نمبر پر بیان فرمایا ہے یعنی یہ کہ حضرت امیرؓ نے بزور تلوار اپنے تلف شدہ حقوق کی واپسی کیوں نہ کی - حقیر نے فاضل امروہی کے جواب میں ایک مبسوط رسالہ لکھدیا ہے جسکا نام (مشعل ہدایت) ہے اوسکو ملاحظہ فرمالیجئے انشاء اللہ پورا اطمینان ہوجائیگا جناب

فرماتے ہیں کہ حضرت امیرؑ کو لازم تھا کہ حصول خلافت میں کوشش بلیغ کرتے۔ جو معلوم ہوا کہ
آپ کے خیال میں حضرت امیرؑ نے دربارِ خلافت کوئی تگ و دو نہیں کی ٹھنڈے کلیجہ حضرت
صدیق کی امامت کو تسلیم فرما کر سرگرم اطاعت ہوئے ایسا سمجھنا ہرگز صحیح نہیں وقت نے
جس قدر اجازت دی آپ نے خلافت کے حاصل کرنے میں انتہائی کوشش کی۔ بوقت بیعت
بھی اپنا مستحق خلافت ہونا بایں دلایل واضحہ ثابت کیا کہ بالآخر حضرت ابوبکر کو ماننا پڑا۔
چنانچہ صاحب تحفۃ الاحباب بیعت کے قصہ میں ایک جملہ لکھتے ہیں (ابوبکر چون دید کہ حجت
علی جملہ محکم و استوار بود کہ مقابل صد ہزار حجت است از راہ رفق و مدارا پیش آمدہ گفت کہ اے
ابوالحسن مرا گمان نبود کہ تو دریں امر با من مخالفت خواہی کرد) علاوہ بریں شاہ صاحب
تحفہ کے باب ہفتم میں لکھتے ہیں کہ علی مع بنی ہاشم و دیگر اشخاص مثل زبیر وغیرہ اپنے گھر
میں بیٹھ کر کمیٹی کیا کرتے تھے کہ ابوبکر کو تخت خلافت سے اتار دو۔ جب عمر کو اطلاع ہوئی
اونہوں نے دروازہ سیدہ پر جا کر دھمکایا کہ یہ لوگ پھر جمع نہ ہوں ورنہ میں تمہارا گھر
جلا دونگا۔ شاہ ولی اللہ پدر شاہ صاحب قرۃ العینین کے صفحہ (۹۱) پر لکھتے ہیں (باید
دانست کہ حضرت مرتضیٰ لامحالہ نصیب وافی داشت از زہد و اخبار زہد وے بسیار صحیح شدہ و
رجحان او بر بسیارے از صحابہ نیز محقق است اما بہ نسبت شیخین محل تامل است زیرا کہ بے رغبتی
دنیا اعظم آن بے رغبتی است در خلافت و این معنی در صدیق و فاروق بوجہ اتم رسیدہ
(قال ابوبکر واللہ ما طلبتہا فی اللیل والنہار) بخلاف مرتضیٰ کہ سعیہا در طلب انشاء
خلافت و استمرار آں بکار برد) نتیجہ کلام یہ ہوا کہ علی مرتضےٰ کا زہد بہ نسبت دیگر صحابہ کے بڑھا
ہوا تھا۔ اور اس باب میں اونہوں نے کافی حصہ پایا تھا۔ مگر بمقابلہ شیخین اون کے زہد کی کوئی
وقعت نہ تھی۔ کیونکہ ابوبکر کا قول ہے کہ میں نے خلافت کو طلب نہیں کیا نہ دن میں نہ رات میں
لیکن علی ایسے راغب دنیا تھے کہ طلب خلافت میں ہر طرح کی کوشش عمل میں لائے۔

شاہ ولی اللہ کے بیان پر نظر کرکے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارا ایراد غیر صحیح ہے طلب خلافت
میں حضرت امیرؑ نے اپنی کوشش کو درجہ انتہا پر پہونچا لیا رہا آپ کے خیال کا یہ جز کہ تلوار
سے اپنے مخالفین کا دفیہ کیوں نہ کیا۔ اس کا جواب بوجوہات شافیہ رسالہ متذکرہ بالا

(مشعل ہدایت) میں موجود ہے۔ وہ رسالہ مطبع یوسفی دہلی سے ملتا ہے۔ آپنے جو سوال قایم کئے ہیں۔ یہ جناب کے دماغ کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ قدیم الایام سے جہلا کو مغالطہ دینے کیلئے علماء اہل سنت ایسی باتیں بناتے رہتے ہیں شیعہ بھی برابر جواب دیتے ہیں حضرات اہلسنت اون جوابوں کا جواب تو دیتے نہیں لیکن ہر شخص یکے بعد دیگرے اوسی پرانی بات کو دہرائے چلا آتا ہے تا اینکہ سلسلہ درسلسلہ جناب تک بھی ہی پہنچے تو ہماری وراثت پہونچے۔ چونکہ سوال اوّل کے متعلق رسالہ تیار ہو اور مجملاً کچھ عرض بھی کر دیا۔ لہذا تحصیل حاصل سمجھ کر اوس میں گفتگو لاحاصل ہے۔ ہاں باقی دو امور دریافت طلب کا جواب دیتا ہوں۔

امر اوّل۔ اگر فدک حق سیدہؑ تھا تو حضرت امیرؑ نے حسنینؑ کو کیوں نہ دیا

جناب بندہ اس معاملہ میں یہ امر قابل نظر ہے کہ منجانب سیدہ کوئی دعوےٰ حضرت ابوبکر کے اجلاس میں پیش ہو کر فیصلہ پایا یا نہیں۔ (**فاضل اہلسنت**) اس میں کسکو انکار ہے ضرور ہوا۔ اور نتیجہ میں اونکو ناکامی ہوئی۔ (**نجیف**) اتنا تو آپکو قبول ہو اب یہ فرمائیے کہ وہ دعوی بعلم و آگاہی و اجازت حضرت امیرؑ دائر ہوا تھا یا کہ اون سے اوپر اوپر جناب فاطمہ علیہا السلام نے مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ (**فاضل اہل سنت**) مجھکو اسکی حقیقت پر اطلاع نہیں جبھی تو بنظر انکشاف میں نے دریافت کیا ہے۔ (**نجیف**) حضرت من درباب معاملہ فدک شیعہ و سُنّی میں بڑی گفتگو ہے۔ حضرات اہل سنت بخیال برأت جناب ابوبکر طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں۔ مگر کوئی تاویل صحیح نہیں ہوتی ہر چند کوشش کیجاتی ہے کہ جناب صدیق اس جرم شدید و ظلم صریح سے بچ جائیں مگر باینکہ جد و جہد ممکن نہ ہوا کہ ضبطی فدک کا سیاہ دھبہ خلیفہ صاحب کی پیشانی مبارک سے چھڑا سکیں۔ بڑے بڑے علماء کاملین اس قصد میں زچ ہو کر قلمدان بند کر چکے ہیں۔ دیکھئے شاہ عبدالحق محدث دہلوی کیسے مسلم الثبوت عالم ہیں۔ کہ جنہوں نے مشکوۃ شریف کی شرح لکھی ہے۔ آخر کار معاملہ فدک میں توجیہات کرتے کرتے جب تھک گئے اور کوئی وجہ کافی معلوم نہ ہوئی تب ناچار ہو کر جذب القلوب میں

لکھدیا کہ (مشکل ترین قضیہ قضیہ فاطمہ زہرا است زیرا کہ اگر بگوییم کہ وے جاہل بود بحدیث آنحضرت
این ہم نمیشود و اگر بگوییم کہ خلیفہ ناحق حکم داد این ہم نمیشود باز گوییم چہ گوییم) غرضکہ یہ معاملہ
ایسا نہیں ہو کہ باسانی حکمِ اخیر سُنا دیا جائے۔ علمائے متاخرین میں مولوی خلیل احمد صاحب
اعلے درجہ کے مناظر نے جاتے ہیں۔ چنانچہ اونکی مؤلفہ کتب ہدایات الرشید و مطرقۃ الکرامہ کو
تمرۂ عجائب قدرتِ خداوندی السامی ہونیکا خطاب دیا گیا ہے۔ اونہوں نے بھی ہدایات الرشید
میں لکھا ہو کہ ہمارے علماء سے جن لوگوں نے یہ خیال کیا کہ سیدہ نے نفسانیت سے دعوی
پیش کیا تھا وہ غلطی اوٹھائی گئی۔ کیونکہ ایسا اعتقاد کرنے سے اون کی طہارت و نظافت
میں فرق پڑتا ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہو کہ اُنہوں نے جہالت سے دعوی کر کے ندامت شدید اٹھائی
اور ہمیشہ مغموم رہیں کہ کیوں میں نے ایسا دعوے بیجا طور پر دائر عدالت کیا جو کہ خلافِ شرع
تجویز ہو کر ڈسمس ہوا۔ تمام قصہ کتاب مذکور میں صفحہ (۴۸۶) لغایت (۴۹۶) مفصل
درج ہے اور جواب بھی بتفصیل ہر بات کا رسالہ تقریر دلپذیر میں صفحہ (۶۹) سے (۱۱۵)
تک حقیر نے دیا ہے۔ یہاں اون تمام معاملات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔
آپ کی سمع خراشی مختصر لفظوں میں کرتا ہوں۔ دلیل المتحیرین میں جو کہ بجواب رسالہ خلافت
شیخین مؤلفہ مرزا حیرت دہلوی حقیر نے لکھا ہے ثابت کر دیا گیا ہے کہ فدک آنحضرت نے
جناب سیدہ کو بحکم آیہ قرآن دیا۔ اور اوس کی سوا لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی تھی۔ بعد
وفاتِ سرورِ کونین حضرت صدیق نے بمشورہ جناب عمر اوس کو اپنے تصرف میں کر لیا۔
الحاصل جبکہ خاندانِ نبوت میں ایسا بڑا مقدمہ برپا ہوا تو ممکن نہیں کہ جناب سیدہ نے
بلا اذن و رضائے و صوابدید حضرت امیر دعوے کیا ہو۔ اور یہ بھی خیال نہیں ہو سکتا کہ
بلا رضامندی شوہر وہ عرضی دعوے لیکر عدالت میں گئی ہوں۔ کیونکہ عام عورات کے
لئے حکم ہے کہ بلا پوچھے خاوند کے گھر سے باہر قدم نہ رکھیں چہ جائیکہ فاطمہ علیہا السلام۔
کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ بغیر مرضی حضرت امیر ایسا معاملہ دائر کرنیکی جرأت کرتیں۔
یہ وہ گھر ہے کہ جس سے لوگوں نے شریعت کو سیکھا ہے کیونکر وقت ذہن ہو سکتا ہو کہ وہ
خود داور [illegible] کے خلاف کرتیں پس جبکہ رجوع دعوی میں حضرت امیر کی رضامندی

کتب اہل سنت سے تشئید المطاعن میں جو کہ تحفہ کے باب نہم کا جواب ہے بہ نقل عبارات درج ہیں
اور حقیر نے بھی رسالہ سجادیہ و تقریر دلپذیر میں حسب ضرورت موقعہ جملہ باتوں کو بیان کر دیا ہے۔
جناب کتابیں دیکھیں تو حقیقت معلوم ہو۔ چونکہ آپ ماشاء اللہ عاقل و فرزانہ ہیں نئی روشنی
کالج کا اثر پڑا ہوا ہے۔ خود سوچ سکتے ہیں کہ جس شخص نے بی بی کو عدالت العالیہ میں مستغیثہ کی حیثیت
سے جانے کی اجازت دی مقدمہ ہبہ میں خدا و رسولؐ کو حاضر ناظر کر کے حلفی اظہار لکھایا وراثت کو
بہ حمایت مستغیثہ قرآن سے ثابت کیا۔ وہ فیصلہ ابوبکر کو جائز و قابل انفاذ سمجھتا تھا
یا نہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ بعلم الیقین جانتے تھے کہ ابوبکر صاحب نے ہم پر سخت ظلم کیا ہے
اور بجبر و تعدی ہمارے حقوق خداداد کو محض ہماری ایذا رسانی مرکوز طبیعت کر کے لیلیا
ہے حضرت علیؑ کا اپنے حقوق کے تلف ہونے پر متیقن ہونا ایسا صاف معاملہ ہے کہ
جس کی شہادت حضرت عمر نے بھی اپنے عہد میں دی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں لکھا ہے
کہ خلیفہ دوم نے عین اجلاس میں فرمایا کہ اے علیؑ تم نے فیصلہ فدک میں ابوبکر کو جھوٹا
بے ایمان دغا باز سمجھا۔ اور میں چونکہ خلیفہ اول کے خلاف دست انداز نہیں ہو سکتا
لہذا تم مجھ کو بھی ویسا ہی جانتے ہو۔ قیاس کرنے کا موقع ہے جن لوگوں کو حضرت امیرؑ
بقول اونہیں کے جھوٹا سمجھیں وہ بھی مقدمہ فدک میں اونہیں کے فیصلہ کو اپنے
وقت میں صحیح سمجھ کر جائز و برقرار رکھیں۔ اگر بقول جناب حضرت علیؑ نے خلیفہ صاحب
کے تصفیہ کو حق و صواب سمجھ کر دست اندازی نہ کی اور اون کی مخالفت کو ناروا سمجھا
تو معلوم ہوا کہ ہبہ پر انہوں نے دیدہ و دانستہ معاذ اللہ ارتکاب شہادت کاذبہ کیا اور
وراثت انبیاء پر مستدل بقرآن ہونے میں غلطی کی۔ اور حسب شہادت جناب عمر شیخین
کے بے ایمان و کاذب سمجھنے میں بر سر خطا رہے تھے۔ اے جناب اگر حضرت امیرؑ بقول آپکے متمکن مسند
خلافت اون تمام بدعات کے اٹھانے میں کوشش کرتے جنکو پچیس برس کی حکومت نے
مستقل کر دیا تھا تو ایک شور برپا ہو جاتا۔ اور معاملہ فدک چونکہ اون کی ذات سے علاقہ
رکھتا تھا اور ایک کثیر آمدنی اون کے گھر میں آتی تھی۔ لہذا اس پر جتنا غوغا ہوتا کم
تھا۔ اکثر کتب اہلسنت میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ بوقت شوریٰ حکم کہ بعد عمر ہوا تھا۔

حضرت امیرؑ سے کہا گیا کہ اگر سیرت شیخین پر عمل کرنیکا آپ وعدہ کریں تو خلافت مل سکتی ہے حضورؑ نے جواب دیا کہ میں اوس پر پابند ہونیکا اقرار نہیں کرتا۔ اگر خلفاء کا طرزِ عمل آپکے نزدیک جائز و مباح ہوتا اور خلاف شرع ہونیکی بدبو اُس سے نہ آتی تو آپ ضرور قبول فرما لیتے۔ اون کے نزدیک سیرت شیخین ایسی ناقابل العمل تھی کہ خلافت ایسی بے بہا چیز کے تلف ہونیکا آپنے مطلق خیال نہ فرمایا اور صاف لفظوں میں عبدالرحمان ابن عوف پریسیڈنٹ کمیٹی سے کہدیا کہ میں اون کی سیرت پر پابند رہنے کا وعدہ نہیں کرسکتا۔ چونکہ بقول مولوی محمد قاسم نانوتوی ضلع سہارنپور مولف رسالہ ہدیۃ الشیعہ فدک کا سیدہؑ سے لے لینا سیرت خلفاء میں داخل سمجھا گیا ہے۔ لہذا اگر حضرت علیؑ اون کی سیرت پر چلنا منظور کر لیتے تو آپ کہہ سکتے تھے کہ اونہوں نے بھی فدک میں وہی کیا جو کہ ابوبکر وغیرہ نے کیا تھا۔ مگر جبکہ آپنے اوس کو تسلیم ہی نہیں فرمایا تو یہ اعتراض کیونکر قایم ہوسکتا ہے اے حضرت اگر جناب حسنین علیہم السلام جو کہ سیدہؑ کے وارث شرعی تھے حضرت امیرؑ کے اجلاس میں فدک کے فیصلہ پر نظرثانی کی درخواست کرتے اور آپ اوسی حجت سے کہ انبیا کا کوئی وارث نہیں ہوتا خارج فرمادیتے۔ اوس وقت آپکو یہ کہنیکا حق تھا کہ دیکھو شیعہ مفت کا طوفان اُٹھاتے ہیں۔ آخر کار حضرت علیؑ کو بھی وہی فیصلہ کرنا پڑا جسکو بہت جانچ کر خلیفہ نے کیا تھا۔ پس آپکو یقین فرمانا چاہیئے کہ حضرت امیرؑ کی عدم دست اندازی ابوبکر کے فیصلہ کو کوئی مدد نہیں دے سکتی۔ اگر تمام مسلمان حضور کی خلافت پر بہ تصمیم قلب جمع ہوجاتے اور بلا چون وچرا اون احکام کو مانتے جنکو بہ ترمیم تجاویز اولین آپ نافذ فرماتے تو سبھی ایامِ اسلام سے رفع ہوجاتیں۔ یہاں تو یہ غضب ہوا کہ ابھی اچھی طرح تختِ خلافت زیر قدم نہ آیا تھا کہ مسلمان بگڑ بیٹھے اور اطرافِ عالم میں آتشِ حرب شعلہ زن ہوگئی۔ ایک دن بھی ایسا نہ آیا کہ مسلمان احکام خدا و رسول کو بطرز واجب رواج پذیر ہونے دیتے۔ ایسے پرشور وقت میں تو فدک کی بازیابی اور بھی آگ لگا دیتی آپ منتظرِ وقت تھے کہ جب معاملات یکسو ہوجائیں اور اہل بغاوت اپنے کیفر کردار کو پہنچکر نادم ہوجائیں تب اون بدعات کو دفع کیا جائے جنکو خلفاء نے جاری کی تھیں پہلا

ہو بخاری شریف میں ہے (اقضوا ما کنتم تقضون فانی اکرہ الاختلاف حتی یکون الناس
جماعۃ او اموت کما مات اصحابی) قاضیوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ اب ہم کیا کریں پہلے
حکموں کو جاری رکھیں یا حضور کچھ تغیر و تبدل فرمائینگے - جواب ملا کہ جس طرح کرتے ہو کئے
جاؤ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں تا اینکہ سب جمع ہو جائیں یا میں مر جاؤں جیسے کہ
میرے اصحاب مر گئے - اور دیکھئے خمس میں بہ الفاظ صاف و صریح آل محمدؐ کا استحقاق
ظاہر کیا گیا ہے مگر حضرت عمرؓ نے اپنے عہد حکومت میں نہایت مہربانی سے اوسکو
روک لیا تھا جس کا اقرار شاہ صاحب نے بھی تحفہ کے باب ہشتم میں کیا ہے - حضرت
امیرؓ نے اپنے عہد خلافت میں اوس حکم کی بھی مخالفت نہیں کی جو ضبطی حضرت
دوم کر گئے تھے اوس کو برقرار رکھا چنانچہ ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ تحریر فرماتے
ہیں کہ محمد بن اسحاق روایت کرتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا
کہ درباب خمس یعنی حصہ ذوی القربے حضرت علیؓ کی کیا رائے تھی آیا اون کے نزدیک
خمس میں اہلبیتؑ کا حق تھا یا نہیں - امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ حضرت امیرؓ کی
وہی رائے تھی جو کہ اون کے اہلبیتؑ کی تھی لیکن عمر صاحب کے خلاف کرنا آپنے مکروہ
سمجھا عبارت یہ ہے (اخبرنی محمد بن اسحاق وعن ابی جعفر قلت لہ ما کان رای علی فی
الخمس کان رایہ فیہ رای اہلبیتہ و لاکن کرہ ان یخالف ابوبکر و عمر) ملا علی قاری نے
بھی شرح مشکوۃ میں اس مضمون کو لکھا ہے چنانچہ آخر فقرہ اوس کا یہ ہے (قال کرہ
واللہ ان یدعی علیہ بخلاف سیرۃ ابوبکر و عمر) یعنی علیؓ نے خمس لینے کو مکروہ سمجھا اس خیال
کہ لوگ اون پر اوٹھ کھڑے ہونگے اور مدعی بنیں گے کہ آپ سیرت شیخین کے
خلاف چلتے ہیں - حضرت امیرؓ جانتے تھے کہ سہم ذوی القربے بحکم قرآن اون کا
حق ہے - اور آنحضرتؐ اپنے اہل بیت کو اوس سے متمتع دلاتے تھے - مگر چونکہ
حضرات شیخین نے شفقت بحال خاندان رسالت مبدل فرما کر حق خداداد کو
ضبط کر لیا تھا - لہذا حضرت امیرؓ نے صرف اس احتیاط سے کہ جان نثاران خلفاء
اون کے لشکر میں بھرے ہوئے تھے مخالفت کی بو سونگھ کر سب تتر بتر ہو جاتے

بھکر بسبہ ہو جاتی جنگ دست اندازی نہ کی کیا کوئی کہہ سکتا ہو کہ مالِ خمس میں حضرت امیرؑ کو
اپنے ذیحق ہونیکا شک تھا۔ آنحضرت وہ شیخین کی تمام اون باتوں کو جو کہ بہ مخالفت
خدا و رسولؐ اونھوں نے جاری کی تھیں بُرا جانتے تھے مگر موقع کے منتظر تھے کہ سب میرے
بدل مطیع ہو جائیں تو اجراے کار کیا جائے۔ اہل لشکر ایسے نافرمان تھے کہ صفین میں
جنگ سے ہاتھ روک لیا اور لشکر معاویہ سے نہ لڑے۔ علاوہ بریں اگر حضرت امیرؑ اپنی
جائداد مغصوبہ کو زیر قبضہ کر لیتے تو خلاف سنتِ نبوی تھا۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے بعد فتح مکہ
و غلبہ اسلام اپنے آبائی مکان کو جو کہ کفار قریش نے چھین کر اپنے زیر تصرف کر لیا تھا واپس
نہ لیا حالانکہ بآسانی لے سکتے تھے۔ غالباً حضرتؑ کا منشاء عدم واپسی یہ ہو کہ غاصبین
بجرم غصب معذور و مقہور رہیں۔ معاملہ فدک میں قدرت خدا قابل نظر ہے کہ خلفاء الدین
کے قایمقام نے جو کہ عند السنیہ اعلے درجہ کے خلفاء میں معدود ہو اور جس کو باعتبار عدالت
اہل سنت عمر ثانی کہتے ہیں (عمر بن عبد العزیز) اپنے زمانہ خلافت میں فدک کو خاندان نبوت
میں اون کا حق سمجھ کر واپس کیا۔ اسی بادشاہ نے اوس سنتِ معاویہ کو بھی توڑا جو کہ حضرت
امیر و اون کی اولاد اطیاب پر علانیہ سر منبر ہر جمعہ میں کی جاتی تھی۔ خلیفہ موصوف کے
عمل واپسی نے عام لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ بنی فاطمہؑ کے حق کو مالکان سابق نے ناحق لے لیا
تھا۔ سبحان اللہ امامؑ کی کیا نیک مصلحت تھی۔ اگر آپ خود اوس کو مالکانہ طریقہ سے زیر تصرف
کرتے تو یہ حسن نتیجہ ہوتا جو کہ ناصبوں کے قایم مقام کی بازپسی سے ہوا۔ اگر جناب غائر نظر ڈالینگے
تو اپنے اعتراض کے واپس لینے میں ایک سکنڈ کا بھی تامل نہ فرمائینگے۔ (فاضل سنی)
فی الواقع یہ سوال ایک ٹھوکر معلوم ہوتا ہے۔ ہماری نظر کبھی ان باریکیوں پر نہ گئی تھی جو
کہ آپ نے بیان کیں سیکہ لطیفہ بات ہمیشہ بھلی معلوم ہوا کرتی ہے حقیقتِ حال آج آپکے
سمجھانے سے سمجھ گیا ہوں آیندہ بلا استفسار کبھی ایسی بیہودہ باتوں کو قابل وقعت سمجھونگا

سُنیوں کے عمل خیر شیعوں کو مل جائیں گے

(فاضل سنی) کیا حضرت شیعہ خیال رکھتے ہیں کہ سُنیوں کی نماز اون کا روزہ اور
دیگر اعمال تمام تر شیعوں کو مل جائیں گے اور سُنی خالی ہاتھ ہو کر اوس سے کچھ فائدہ

دکھائیں گے۔ (نحیف) میں نے کسی کتاب شیعہ میں نہ کبھی دیکھا اور نہ کسی عالم سے سنا
اور نہ بروئے عقاید شیعہ یہ ہو سکتا ہے کہ سنیوں کی نماز کا ثواب شیعہ کو مل جائیگا کیونکہ ثواب
اوس چیز پر مترتب ہوتا ہے جو کہ کچھ اصل و حقیقت رکھتی ہو۔ اگر اہل سنت کی نماز قابلیت قبول
رکھتی ہے اور وہ کسی اصلی پیمانہ پر حسب مرضی خدا و رسول قایم ہے تو پھر سنیوں کے ذیحق ہونے
میں اصلاً تامل نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام عبادات میں اول نمبر نماز کا ہے جس کی یہ عبادت
حسب مرضی خدا و رسول واقع ہو کر درجہ اجابت پا گئی وہ اوس کے صحیح المذہب ہونے میں
کلام نہیں ہو سکتا چونکہ شیعہ حسب معتقدات خود سنیوں کی نماز کو خلاف حکم باری جانتے
ہیں وہ کیونکر اس بات کی امید رکھ سکتے ہیں کہ سنیوں کی نماز کا ثواب اون کی فرد عمل میں
لکھا جائیگا۔ ہاں دیگر امور خیر مثل خیرات وغیرہ اگر خدا اون سے چھین کر شیعوں کو دیدیوے
تو کوئی عجب نہیں۔ (فاضل اہل سنت) سنیوں کی نماز کو تو آپنے یوں غارت کیا
کہ وہ مطابق حکم خدا نہیں۔ دیگر امور خیر کے اڑ جانے کو آپ کچھ تعجب خیز خیال نہیں
فرماتے۔ براہ عنایت فرمائیے تو سہی۔ آپکو کیا حق ہے کہ ایک عامل خیر کی تمام جائداد
لینے کو بعید الخیال نہیں جانتے۔ (نحیف) سنئیے حضرت شیعہ سنیوں کو اور سنی شیعہ کو خدا
و رسول کا باغی و نافرمان بتلاتے ہیں۔ ان دو میں ایک ضرور باغی ہے خواہ وہ سنی
ہوں یا شیعہ۔ چونکہ ہر فرقہ بجائے خود اپنے آپکو مسلک صحیح پر جانتا ہے اور دوسرے کو
باغی بتلاتا ہے پس وجہ شیعہ کو اپنے ذیحق ہونیکا پختہ یقین ہے۔ اندریں صورت میری
دانست میں اگر خدا سنیوں کے اعمال خیر شیعہ کو دیدیوے تو کوئی تعجب خیز بات نہیں بلکہ
ایک طرح اوس کی عین عدالت ہے۔ (فاضل اہل سنت) کیا خوب خدا کی عدالت کو
آپنے اچھی جگہ ختم کیا۔ معلوم ہوا کہ آپنے ایسی ہی نا انصافی خدا کی عدالت کو (جو کہ
زبردستی ہر کسی کی ٹوپی چھین کر دوسرے کے سر پر رکھ دیوے) حاصل اصول کیا ہے جبر و تعدی
و چھینا جھپٹی کو آپ عدل بتلاتے ہیں۔ ایسا خیال نہ کیجئے اس سے خدا کی خدائی اور اسلام مضحکہ
صبیان و نسوان ہو جائیگا۔ (نحیف) حضرت عام قاعدہ ہے کہ ہر آدمی دوسروں
کے معایب پر نظر کیا کرتا ہے اپنے عیوب پر کبھی بھولے سے بھی نگاہ نہیں ڈالتے۔ میں

اہل لکھ چکا ہوں کہ ہماری کسی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی کہ سنیوں کی عبادت شیعہ کو مل جائیگی۔ البتہ آپکی مندی کتاب میں یہ حیرت خیز مضمون موجود ہے کہ سنیوں کے گناہوں کی گٹھڑی اور لوگوں کے سروں پر رکھدی جائیگی اور سنی لوگ بغلیں بجاتے ہوئے ہلکے پھلکے ہوکر بہشت میں چلے جائیں گے۔ (**فاضل اہل سنت**) حضرت بھلا یہ بات کب قیاس میں آسکتی ہے کہ گناہ کوئی کرے اور پکڑا دوسرا جائے۔ ہماری کسی کتاب میں یہ مضمون نہ ہوگا آپ مذاقیہ طور پر ایسا کہتے ہیں۔ اگر فی الواقع ایسا کسی کتاب میں درج ہے تو معلوم ہوا کہ اہل سنت بالکل آزاد ہیں کیسا ہی گناہ کریں مطلق بازپرس نہ ہوگی۔ کیمو جولاہا یا مٹھو دھوبی گناہوں کے بوجھ سے لدے ہوئے قیامت میں آئے۔ خدا نے دست شفقت بڑھا کر دونوں کے سر سے گناہوں کی بھاری گٹھڑی اتار لی اور عمرو بکر کے سر پر رکھ کر دونوں کو جہنم میں دھکیل دیا۔ بھلا یہ بات کوئی صحیح عقل مان سکتی ہے باپ کے گناہ کا بیٹے سے مواخذہ نہیں ہو سکتا غیر آدمی کو کیا شامت نے دھکا دیا ہے کہ خواہ مخواہ راہ چلتا پکڑا جائے۔ (**تحقیق**) بخدا میں نے مذاقیہ نہیں عرض کیا۔ بلکہ تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکھنؤ کے صفحہ (۱۶۲) سطر (۷) پر بجنسہٖ یہ عبارت دیکھی ہے (مسلم میں ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو خدا ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا ایک نصرانی دیویگا۔ پھر فرمائیگا کہ یہ تیرے دوزخ کی مخلصی کا بدلہ ہے یعنی تیرے بدلے یہودی یا نصرانی دوزخ میں جائیگا تو چھوٹ گیا۔ فائدہ میں لکھا ہے۔ یہ خدا کا ظلم نہیں بلکہ انصاف ہے) اوسی کتاب کے صفحہ (۱۴۱) سطر (۱۵) پر طولانی عبارت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے (صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا لاوینگے کچھ مسلمان اپنے گناہ پہاڑوں کی برابر۔ خدا ان گناہوں کو اونکے معاف کردیگا اور ان گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر رکھدیگا) آپ اعتراض فرماتے تھے کہ شیعوں نے ایسے ہی خدا کی عدالت کو مہمل اصل کیا ہے جو کہ ایک کی پگڑی اوتار کر دوسرے کے سر پر رکھ دیوے۔ اس وقت جناب اپنے خدا کو کیسا سمجھ سکتے ہیں ظلم تو نہ کہیگا۔ کیونکہ مترجم صاحب کہہ چکے ہیں کہ یہ خدا کا ظلم نہیں بلکہ انصاف ہے۔ (**فاضل اہل سنت**)

سرنشیب سکوت رنگِ چہرہ زرد۔ ندامت پشیمانی کیسینہ پسینہ۔ (نحیف) میں آپکے اِس اعتقاد میں زیادہ داروگیر نہیں کرتا۔ مجھ پر اپنی تقریر کا شائستہ طریقہ سے سچا ثابت کر دینا ضروری ہے۔ میں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اگر اہلِ بغاوت کے عمل خیر خدا خیر خواہانِ دولت کو دیدیوے تو کوئی ہرج لازم نہیں آسکتا جس پر جناب معترض ہو کر ایسا جواب پا چکے ہیں کہ جواب ندارد۔ لیکن میں بخاطرِ داشتِ جناب عرض کرتا ہوں کہ آپنے میرے بیان پر گہری نگاہ نہیں ڈالی۔ ملاحظہ فرمایئے مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جن لوگوں نے سلطنت سے سرتابی کی اُن کو سوا سزاءِ روحانی و جسمانی منجانب گورنمنٹ ضبطی جائداد کی بھی تجویز دی گئی۔ علیٰ ہذا اگر گورنمنٹِ حقیقی اپنے مخالفوں کے عمل چھین کر خیر خواہانِ دولت کو دیدیوے تو کیا حیر خدا لازم آتا ہے۔ دیکھو خدا نے اِس کی خبر قرآن میں دی ہے (حبطت اعمالہم) چند آیاتِ قرآن سوائے آیۂ بالا یہ بات ثابت کر رہی ہیں کہ سرکشوں کے عمل خیر اُن کو کچھ فائدہ رساں ہونگے۔ جبکہ حبط و ضبطِ عمل کی خبر قرآن کے متعدد مواقع پر موجود ہے تو آپکو یقین فرمانا چاہئے کہ نافرمان لوگوں کی ضبطی عمل ضرور ہوگی۔ میں بلا جنبۂ مذہب انصافی طریقہ سے کہتا ہوں کہ بقول اہل سنت در حقیقت شیعہ نافرمان ہیں تو یہی عملدرآمد اُن سے ہونا ضروری ہے۔ ہرگاہ اہلِ بغاوت کی ضبطی اعمال کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ تو خدائے بے نیاز اُن کو لیکر کیا کریگا۔ جس طرح گورنمنٹ نے باغیوں کی جائداد خیر خواہانِ دولت کو دیدی۔ اسی طرح خدائے عالم جن شیعہ لوگوں کی فردِ عمل خالی پائیگا اُس میں درج کر دیگا۔ ایسی بات میں آپکو تردد کیوں ہے۔ اب فرمایئے ایسا کرنا خدا کا عمل ہے یا ظلم۔ (**فاضل اہل سنت**) میر صاحب حق یہ ہے کہ آپ ہر بات کو ایسا صاف کر دیتے ہیں کہ گنجایش ایراد باقی نہیں رہتی مجھکو یہ تقریر سن کر ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی پیدا ہوتا ہے۔ ہنستا تو اس جہت سے ہوں کہ ایسی آسانی سے ہم بھی شیعہ کے اعمال پر چھاپہ مار سکتے ہیں۔ متاسف اس لئے ہوں کہ اگر خدا نخواستہ ہم اس گروہ میں شامل جس پر بغاوت صادق آتی ہے تو سب کیا کرایا غارت ہوا۔ چونکہ آپ مذہبی امور میں پوری اطلاع رکھتے ہیں مختصر طریقہ سے مجھ کو بتلایئے کہ ہمکو آپ کیوں باغی بتلاتے

میں۔ وہ کونسا رکن اسلام ہے جس کی بجا آوری میں شیعہ سنیوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ نماز پنجگانہ
کے ہم پابند جس کی شہادت مساجد کی آبادی دے رہی ہے۔ روزہ دار جس کثرت سے
ہم میں ہوتے ہیں محتاج بیان نہیں۔ تحفظِ قرآن ہم سے ایسا مخصوص کہ جس کی بناء
پر یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ سوائے ہمارے گروہ کے شیعہ میں حافظ ہی نہیں عمّار حج بیت اللہ
کے لئے جہاز کے جہاز ہر سال ہندوستان سے بھرے چلے جاتے ہیں۔ باایں ہمہ آپ کے نزدیک
بیچارے سنیوں کا کیا قصور ہے جو الزامِ بغاوت میں ماخوذ ہو کر عمل خیر کے اجر سے محروم
ہو گئے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کس دلیل سے آپ نے فردِ جرم مرتب کی ہے۔ (**نجیف**)
تقریرِ ماسبق میں میں وہ فردِ جرم سنا چکا ہوں جس سے آپکے گروہ پر الزامِ بغاوت لگایا
گیا ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرتؐ نے ہدایتِ امت کے لئے قرآن و اہلبیتؑ کو چھوڑا تھا۔
آپنے متروکۂ نبیؐ کی کچھ قدر نہ کی۔ تعبیراتِ قرآنی کو خلاف منشاء باری سمجھا۔ اہلبیتؑ کو
بالکل عوام الناس میں شمار کر کے ترکِ تعلق کر لیا۔ اس سے زیادہ کیا بغاوت ہوگی۔
(**فاضل اہل سنت**) میرا ذہن اس کو قبول نہیں کر سکتا کہ سُنّی اہل بیتؑ کے
مخالف ہیں۔ ہم ان کو اپنا پیشوائے دین جانتے ہیں۔ (**نجیف**) آپکا یہ دعویٰ صرف
زبانی ہے۔ جس کسی کو اپنا ہادی و رہبر جانتے ہیں اوس کے احکام و اقوال پر عمل کرتے
ہیں۔ تنہا پیشوا کہدینا کارآمد نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اوس کے حکم کی پابندی نہ ہو۔
بخاری شریف جو کہ آپکی نہایت معتبر کتاب ہے۔ ہاتھ میں لیکر ورق ورق اُلٹ جائیے
ایک حدیث بھی ائمہ اہلبیتؑ سے روشنی بخش نظر نہ ہوگی۔ میں بتائید بیانِ خود صدہا
باتیں ایسی پیش کر سکتا ہوں جس سے معلوم ہو جائیگا کہ علمائے اہلسنت نے
صریح اقرار کیا ہے کہ ہمکو دینیات میں اہل بیتؑ سے کچھ علاقہ نہیں۔ رسالہ تقریر دلپذیر
جس کو آپنے دیکھا ایسی باتوں سے مالامال ہے۔ اس جگہ صحیح مسلم سے جو کہ
مستند ترین کتب ستّہ ہے صرف ایک حدیث پیش کرتا ہوں جس کے معائنہ سے آپ پر
واضح ہو جائیگا کہ اطاعتِ اہل بیت کا دعوائے محض خیالی پلاؤ ہے۔ صحیح موصوف کا
اردو میں ترجمہ ہو کر مطبع احمدی لاہور میں چھپا ہے جلد اوّل کے صفحہ (۲۷) پر لکھا

ہے (ابوبکر بن عیاش سے روایت ہے کہ میں نے مغیرہ سے سُنا وہ کہتے تھے حضرت علیؓ سے جو لوگ روایت کرتے تھے وہ نہ مانے جاتے تھے جب تک عبداللہ بن مسعود کے ساتھی اوس کی تصدیق نہ کرتے) اور لیجئے شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ جو کہ آسمان ہدایت کے آفتاب سمجھے گئے ہیں قرۃ العینین میں فرماتے ہیں (ایں فقیر تا حال مطلع نہ شدہ است بر مسئلہ اصولیہ کہ ماخوذ باشد از کلام مرتضےٰ یا مستخرج باشد از افادات شاں) یہ بھی اونہیں بزرگ کا ارشاد ہے (در ہیچ فنے از فنون شریعت اعتماد کلی بر آثار مرتضےٰ نیست) آپ ماشاء اللہ اعلےٰ درجہ کے لئیق و عالی دماغ ہیں انصاف فرمائیے۔ جس مذہب میں اہل بیتؑ کا یہ اقتدار ہو کہ ایک مسئلہ تک اصول میں اون سے نہ لیا جائے وہ کیوں کر اہل اطاعت کی فرد میں درج ہو سکتا ہے۔ خالی خولی دعوے بیکار ہے تاوقتیکہ عملی ثبوت نہ ہو۔ (**فاضل اہل سنت**) بخدا مجھ کو معلوم نہ تھا کہ ہمارے علمائے ملت کا یہ مذہب ہے اور دینی امور میں وہ اہل بیتؑ سے پشت پھرائے ہیں۔ (**نحیف**) اے حضرت علماء کا کچھ قصور نہیں۔ اون کے معلم اول وہ تدبیر کر گئے ہیں کہ مدام اہلبیتؑ کے اقوال کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہیں۔ اگر حضرت صدیق اکبر مسند نبوی پر جلوہ فرما نہ ہوتے اور حکومت اسلام اہل بیتؑ کے گھر میں رہتی تو کچھ بھی اختلاف نہ ہوتا۔ جو انتظام آنحضرتؐ فرما گئے تھے وہ بوجہ احسن انجام پذیر ہوتا۔ اول درجہ کے باغی وہ ہیں۔ اور پھر یہ متابعت اون کے آپ جملہ حضرات ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کے عمل خیر (جنہوں نے اہل بیتؑ کو معطل محض کر کے گھر میں بٹھا دیا اور اونکی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے) دست قدرت چھین لیوے اور متبعان اہلبیتؑ کو دیدیوے تو کیا قباحت لازم آتی ہے۔ (**فاضل اہل سنت**) بس حضرت میرے حواس بجا نہیں۔ ہر چند سوچتا ہوں کہ آپ کی تقریر پر کچھ قدح کروں۔ لیکن کوئی بات بنائے سے نہیں بنتی۔ انشاء اللہ میں خوب تحقیقات کرونگا۔ ستر برس کی عمر میں آپنے مجھ کو جگا دیا۔ اب انشاء اللہ غنودگی نہ ہوگی۔ بیدار رہنے کی کوشش کرونگا

دعا فرمائیے کہ میں فرقہ ناجیہ کے ساتھ محشور ہوں۔ (نجیف) اگر معروضہ حقیر کی آپ جانچ کرائیں گے اور عقل خداداد سے بھی کام لیں گے۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ حق آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائیگا۔ دورانِ مکالمہ میں اگر مجھ سے کچھ خلافِ شان واقع ہوا ہو معاف فرمائیے۔ (فاضل اہل سنت) استغفر اللہ مجھکو تو آپ سے ایسا استفادہ ہوا کہ جس کا پایاں نہیں۔ اور عجب نہیں کہ جس گٹھلی کو آپ نے میرے مزرعۂ قلب میں گاڑا ہے کوئی عمدہ ثمر پیدا کرے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا +

التماس حقیر

ناظرینِ اہل سنت اس مکالمہ کو لا اُبالی نہ سمجھیں بلکہ بہ نظرِ انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ اگر مذہبِ حق کو تلاش فرمائیں گے تو انشاءاللہ یہی چند اوراق ہادی بن جائیں گے +

مختصر فہرست کتب موجودہ "امامیہ کتب خانہ لاہور"

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
آثار حیدری۔ اردو ترجمہ تفسیر عربی حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام حجم ۶۵۰ صفحہ لکھائی چھپائی عمدہ	عار	رسالہ عید غدیریہ پیغمبر خدا کا حضرت علیؑ کو خلیفہ مقرر کرنا۔ خطبہ غدیریہ وغیرہ وغیرہ تمامی حالات	۴ر
زاد العقبےٰ۔ اردو ترجمہ معاصل مودت القربےٰ سید علی ہمدانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ	۸ر	التطہیر جس میں نہایت شرح و بسط سے ثابت کیا گیا ہے کہ آیۂ تطہیر کے مصداق سوائے خمسہ نجبا آل عبا اور کوئی نہیں۔	۴ر
لمعۃ الضیاء فی العمدۃ من اخبار الرضا۔ یعنی مکمل سوانحعمری حضرت امام رضا علیہ السلام بزبان اردو	عہ ۸ر	النار الحمیم لمہا تک قرآن العظیم اردو زبان میں ایک مفصل رسالہ تمام ان اعتراضات کا جواب جو دربارہ کمی و بیشی قرآن اور نیز جامع قرآن کے قرآن سے سلوک انہیں کے کتب سے ثبوت	۸ر
نور ایمان۔ مناظرہ میں بے مثل کتاب مصنفہ خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب وکیل ورئیس گیا۔ جس میں تمام اختلافی مسائل شیعہ و سُنّی نہایت تہذیب و متانت سے ناولانہ پیرایہ میں طے ہوئے ہیں حجم ۴۰۰ صفحہ لکھائی وچھپائی کاغذ اعلیٰ قسم	عصر	خلفاء ثلثہ کا ایمان۔ ایک محقق فاضل سابق سنی المذہب کی تحقیق کا نتیجہ	۱ر
تفریح الشیعہ۔ کلمات شریف وبکات لطیف ائمہ طاہرین و مجتہدین بجواب مخالفان دین یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔	۶ر	رسالہ نظریہ۔ چھ زبردست سوالوں کا جواب مثل ذوالنورین وغیرہ کی کیفیت	۳ر
کتاب اعجاز المسیح پر ریویو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتاب پر ریویو۔	۲ر	اعجاز جعفری۔ امام جعفر صادقؑ کے معجزات نظم میں لطف یہ کہ پہلا معجزہ ایک شعر میں دوسرا دو میں، علی ہذا۔	۲ر

تفریح الشیعہ

کلمات شریف و نکات لطیف ائمہ طاہرین و مجتہدین بجواب مخالفانِ دین یہ کتاب اپنی قسم کی ایک پہلی کتاب ہے۔ جس میں لطیف ترین مضامین مختلف تواریخوں۔ علماء کی سوانح عمریوں سے انتخاب کر کے جمع کر دیئے ہیں۔ تفریح میں تلقین مقصود ہے۔ اور یہ بات اس رسالہ میں موجود ہے۔ ظریفوں کی ظرافتیں۔ علماء کے دلچسپ مناظرے۔ لطیف روائتیں اور دل پذیر حکایتیں۔ جناب علی مرتضےٰ کے علم لدنی کے نمونے عجیب و غریب قصے۔ اور باقی ائمہ طاہرین کے عہد کے دل پسند فسانے جو سپیکروں، لکچراروں۔ واعظوں۔ خطیبوں۔ مصنفوں اور مولفوں کیواسطے بھی کار آمد ہیں۔ قیمت صرف ۔۔۔۔۔۔۔ ۶؍

تمام درخواستیں

بنام

سید مہدی حسین ترمذی مالک و مہتمم امامیہ کتب خانہ لاہور آئیں

چاہئیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ازالۂ اشتباہ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ امامیہ میں سب کرنا جائز نہیں	۲ر	فضائل مرتضوی۔	۱۰ر
ریویو الفاروق مولوی شبلی نعمانی کی کتاب الفاروق پر محققانہ ریمارکس	۱ر	عبرت الناظرین۔ یعنی واقعات خلافت عثمان	۴ر
تفسیر عمدۃ البیان ہر سہ جلد	[illegible]	مجاہدہ عرب	۸ر
تحفۃ العوام	۱۲ر	رسالہ سجادیہ	۸ر
جامع عباسی بست بابی اردو	عہ ۸ر	تصویر غالب و مغلوب	۶ر
جامع عباسی بست بابی فارسی مطبوعہ لکھنؤ	۱۴ر	دلیل المتحیرین یعنی رد خلافت شیخین	عصہ ر
جامع عباسی بست بابی فارسی مطبوعہ لاہور	عصہ ر	آفتاب خلافت	۴ر
حلیۃ المتقین از ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ	۱۲ر	شعل ہدایت	۴ر
سوانحعمری حضرت علیؑ	ع ۸ر	شرح کنز مکتوم	۸ر
سوانحعمری حضرت امام حسینؑ	عہ ۸ر	جام جہاں نما	۸ر
سوانحعمری حضرت امام جعفر صادقؑ	عہ ۸ر	تقریر دلپذیر	۸ر
سوانحعمری جناب امیر مختار	عصہ ر	دُرِّ بے بہا	۸ر
وقائع خلافت حضرت علیؑ	۶ر	اصل التحقیقات بردا الحقیقت	۸ر
تاریخ اعثم کوفی	ع ۸ر	سرمہ خاموشی	۸ر
ہدی التواریخ	۶ر	پاکیزہ خیال	۱ر
قران السعدین۔ یعنی ذکر شادی جناب فاطمہؑ	۴ر	حسینہ اردو	۵ر
		احسن الدلائل	۵ر
		انتصار الاسلام	عہ ۴ر
		ثبوت شہادت	۴ر
		کلام التبیین بہ بلاغ المبین	۷ر

تمام درخواستیں بنام سید مہدی حسین ترمذی مالک و مہتمم امامیہ کتب خانہ لاہور آنی چاہئیں

راضی برضا ہیں جو کہ خاصان خدا ہیں + تسلیم و رضا معنے تسلیم رضا ہیں +

لمعۃ الضیاء فی العمدۃ من اخبار الرضا

یعنے

مکمل سوانح عمری حضرت امام رضا علیہ السلام بزبان اردو

امامیہ سلسلہ کے آٹھویں امام مہبط روح الامین (گھر) کے پلے ہوئے شاہزادے گنجینۂ رموز الٰہیہ وارث علوم لدنی والئے عہد امامت والئے ولایت حضرت شاہ ولایت ہشتمین آسمان امامت و رسالت گوہر شب چراغ حریم رسالت پناہی جوہر ذوالفقار شہر بار ید العلی۔ الامام ابن امام۔ ابن امام۔ ابن امام الراضی بالقدر و القضاء الرضا المرتضی المجتبیٰ علیہ السلام والتحیۃ والثنا کی مکمل سوانح عمری جسکو ہمارے دینی مورخ اور فاضل ترین اسلامی مصنف عالیجناب مستطاب مولٰنا مولوی سید مظہر حسن صاحب قبلہ و کعبہ مصنف تہذیب المتین و کشف الحقائق نے بڑی محنت و جانکاہی سے تصنیف فرما کر اسلام اور اسلامیوں پر ہمیشہ کیلئے احسان عظیم فرمایا ہے۔ چونکہ حضرت رضا علیہ السلام کا زمانہ عباسیوں کا عہد شباب تھا اسلئے اس بے بہا کتاب سے عام مسلمانوں کو دینی و دنیاوی دو حالتوں کے تقابل کا نظارہ گھر بیٹھے میسر آجائیگا۔ دیکھنے والے مشہور اور فاضل مصنف کی محنت کے قائل ہی نہ ہونگے بلکہ اس بےنظیر کتاب سے مصائب میں گر کر سنبھلنے اور جان و مال کے دشمنوں میں رہکر پایہ بلند پر قائم رہنے کا سبق حاصل کرینگے۔ اخیر میں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اسلامی لائبریری میں اس بے بہا کتاب کے شان کی دوسری کتاب نہیں ہے اس فیض کو عام کرنے کی نیت سے اس کی قیمت نہایت قلیل رکھی ہے۔ کاغذ اور خط کی عمدگی چھپائی کے خوبی قیمت سے کہیں زیادہ معاوضہ ہے اور رضامین کا دریا سفت بہا دیا ہے بھائیو آؤ جو پانے کی طلبگاری ہے + چشمۂ فیض ولی ابن ولی جاری ہے +

تمام درخواستیں

بنام سید مہدی حسین ترمذی مالک و مہتم امامیہ کتب خانہ لاہور آنی چاہئیں۔

الشمس ۱۹۱۰

کشف الظلمات ۱۹۱۱

ترجمہ اثناء عشریہ ۱۹۱۲